اشد غضب علی من قال لا طلاق فی الغضب

غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے

استاذ الاساتذہ مفتی اعظم پاکستان

محمد عبد العلیم سیالوی

شیخ الحدیث والفقہ جامعہ غوثیہ رضویہ جامعہ نعیمیہ لاہور

ناشر

جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ III لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

نام کتاب غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے

مؤلف شیخ الفقہ والحدیث مفتی محمد عبد العلیم سیالوی

ٹائٹل حافظ اللہ بخش حیدر

کمپوزنگ حافظ اللہ بخش حیدر

ناشر جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور

اشاعت اول جنوری 2007ء

قیمت:

ملنے کا پتہ

جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ II لاہور 5020087-5760479

جامع مسجد نصرت الاسلام ۲۸ بازار لاہور کینٹ 0321.4353320

جامعہ نعیمیہ علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور 6306592



انتساب

میں اپنی اس کاوش کو امام الائمہ سراج الامۃ

امام اعظم ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ

کے نام کرتا ہوں جن کی فقہی کاوشوں نے لاینحل مسائل کو قابل حل بنایا اور امت کے لئے رحمتوں کا تحفہ عطا فرمایا۔

بعد از اں اپنے جمیع اساتذہ کے نام خصوصا استاذی المکرم استاذ الاساتذہ مفتی اعظم پاکستان

علامہ ابو البرکات سید احمد علیہ الرحمہ

''بانی دار العلوم حزب الاحناف لاہور''

جن کی نظر کرم نے مسائل فقہیہ کو سمجھنے کا ذوق عطا کیا۔ اللہ کرے یہ چند سطریں ان بزرگوں کے صدقے اصل مسئلہ کو سمجھنے اور حقائق کو جاننے کا باعث بنیں!

آمین ثم آمین

بحرمت رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

طالب دعا! محمد عبد العلیم سیالوی



فہرست



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ مؤلف کے بارے میں

ڈاکٹر سلیمان قادری

دورِ حاضر کے عظیم اسلامی مفکر، معلم، مدرس، شیخ الحدیث والفقہ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی دامت برکاتہم العالیہ علمائے اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں آپ نے شعبہ تعلیم و تدریس سے پورا پورا انصاف کیا اپنی خدمات اتنی دلجمعی، لگن، محبت، اور عشق سے سرانجام دیں کہ اپنے آپ کو ان میں فنا کر لیا علالت کے باوجود کامل سرشاری سے خدمتِ دین میں پیہم مصروف ہیں۔ میں حضرت قبلہ استادِ گرامی مفتی صاحب کا ایک ادنیٰ شاگرد ہوں اور مجھے آپ کی شاگردی پر ناز ہے تقریباً گزشتہ بارہ سال سے مفتی صاحب کے زیرِ عاطفت زندگی بسر کر رہا ہوں۔ اس عرصہ میں مفتی صاحب قبلہ کی بے شمار علمی اور عملی خدمات اور ان کی شہرت کی تابناک جھلکیاں میرے مشاہدے میں آئیں۔

مختلف علمی موضوعات پر ان کے مذاکرات اور متعدد مقامات پر ان کی تقاریر سننے کا موقعہ ملا بے شمار خوبیوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے استادِ گرامی کو نوازا ہے میں نے ہر موقعہ پر ان کی شخصیت کا مطالعہ کیا۔ اس تمام مشاہدہ اور مطالعہ کی داستان تو بہت طویل ہے اختصار کے ساتھ اس داستان کی چند سرخیاں قارئین کے پیشِ خدمت ہیں۔

ابتدائی حالات:

حضرت علامہ مفتی الحاج محمد عبدالعلیم سیالوی بن عبدالکریم دامت برکاتہم العالیہ 1938ء میں بمقام بابو پور افغاناں تحصیل و ضلع گورداس پور انڈیا (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے چچا حضرت علامہ مولانا حکیم حافظ عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ۔ طبیہ کالج دہلی کے فاضل تھے اور قطبِ وقت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ انہیں کی خواہش کے مطابق 1954ء میں حزب الاحناف (لاہور) میں آپ نے داخلہ لیا۔

ابتدائی تعلیم:

پرائمری تک آپ نے اپنے گاؤں بارہ منگا مینگوی نور کوٹ میں حاصل کر لی تھی۔ قیامِ پاکستان کے وقت اپنے اہل خانہ کے ہمراہ شکر گڑھ ضلع نارووال سیالکوٹ تشریف لائے۔ اپنے چچا کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے 1954ء میں حزب الاحناف میں داخلہ لیا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ میٹرک کا امتحان لاہور بورڈ سے پاس کیا۔ 1956ء میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ کی جب بنیاد رکھی گئی تو آپ نے اس کے ساتھ اونچی مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کیے اور ساتھ شیخ الحدیث حضرت علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلم العلوم، ملا حسن، میر زاہد، ملا جلال، وغیرہ کتب پڑھیں۔ آپ کے اساتذہ کرام میں ان علماء عظام کے نام نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ الحدیث مولانا محمد مہر دین جماعتی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد علی شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خدا بخش واںچھری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سید منور علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، 1961ء میں دوبارہ حزب الاحناف میں داخلہ لیکر سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ حدیث کیا اور فتاویٰ نویسی سیکھی آپ فتویٰ لکھ کر سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ سے تصحیح کروادیا کرتے تھے۔ گویا کہ دو سال تک فتاویٰ نویسی کی تربیت مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ 1963ء میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔

زمانہ تدریس:

1966ء تک مختلف دینی مدارس میں طلباء کو فیض یاب کرتے رہے۔

1966ء میں اہل سنت کی عظیم بین الاقوامی یونیورسٹی جامعہ نعیمیہ میں آپ نے پڑھانا شروع کیا اور مختلف موضوعات پر ہزاروں فتاویٰ جات عقلی نقلی دلائل کے ساتھ لکھے جن کی بدولت خواص کیا عوام بھی آپ سے مستفید ہوئے اور تاایں وقت ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر عطا فرمائے آپ باصحت وعافیت ہماری راہنمائی فرماتے رہیں۔ (آمین)

آپ کے تلامذہ:

1966ء سے لے کر اس وقت یعنی 10/01/2007 تک جتنے علماء وفضلاء جامعہ نعیمیہ سے فارغ ہوئے وہ سینکڑوں کی تعداد میں نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں اندرون و بیرونِ ملک دینِ اسلام کی سربلندی کے لئے کام کر رہے ہیں ان سب کے ناموں کی فہرست تو بہت طویل ہے چند مشہور علماء جن کو آپ کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی سرفراز احمد نعیمی صاحب مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور، ۲حضرت علامہ مولانا مفتی محمد انور القادری صاحب مدظلہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور، ۳استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا نصیر الدین چشتی گولڑوی ناظم تعلیمات جامعہ نعیمیہ لاہور، ۴حضرت علامہ مولانا مفتی کریم خان صاحب ڈسٹرکٹ خطیب محکمہ اوقاف، ۵حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر محمد عارف نعیمی ناظم جامعہ نعیمیہ للبنات چائنہ سکیم لاہور، ۶حضرت علامہ مولانا اصغر شاکر صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور، ۷حضرت سید جمیل الرحمان شاہ صاحب، ۸حضرت مولانا یوسف جمیل صاحب مدرس جامعہ نعیمیہ رضویہ لاہور، ۹حضرت مولانا فضل دین صاحب (مرحوم) رحمۃ اللہ علیہ سابق مدرس ضیاء العلوم راولپنڈی، ۱۰حضرت علامہ مولانا مفتی بشیر احمد نقشبندی صاحب مہتمم ادارہ تعلیمات قرآن گھوڑے شاہ لاہور۔ ان کے علاوہ علماء وفضلاء جن کو آپ کا شاگرد ہونے پر ناز ہے اور آپ کے زیرِ سایہ جامعہ نعیمیہ میں تدریس اور فتاویٰ نویسی کا کام سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱ راقم مفتی ڈاکٹر محمد سلیمان قادری، ۲علامہ مفتی حافظ محمد عمران بسرا صاحب مفتی جامعہ نعیمیہ، ۳مفتی مولانا امام علی مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، ۴مولانا نواز خان نظامی، ۵علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم صاحب، ۶مولانا محمد ارشاد صاحب، ۷علامہ مولانا مفتی سید سجاد حسین شاہ صاحب، ۸مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحب، ۹صاحبزادہ علامہ مولانا کلیم فاروقی صاحب، ۱۰علامہ مولانا مفتی محبوب احمد شرقپوری صاحب، ۱۱علامہ مولانا مفتی محمد حبیب قادری صاحب، ۱۲علامہ محمد ضیاء اللہ نورانی صاحب آپ کے تلامذہ کی یہ فہرست وہ لکھی ہے جو میرے ذہن میں ہے آپ کے تلامذہ کا انحصار صرف اس پر نہیں ہے۔

1966ء سے لے کر 2007ء تقریباً اکتالیس سال کے عرصہ میں جتنے بھی جامعہ نعیمیہ سے اور اس کی شاخوں سے طلباء وعلماء وفضلاء ہوئے ہیں سب کو کسی نہ کسی طریقے سے آپ کے شاگرد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ استادِ گرامی کو صحت وتندرستی عطا فرمائے ان کا سایہ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثم آمین!

طالب دعا

محمد سلیمان قادری

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور

خطیب مسجد غوثیہ طیبہ غازی پارک نیو شاد باغ لاہور

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰنَا سَوَاءَ الطَّرِیْقِ وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِیْقَ خَیْرَ رَفِیْقٍ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

تدریسی مشاغل کی وجہ سے فرصت نہ ہونے اس پر مستزاد علالت نے بے بس سا بنا رکھا ہے۔ مفتی غلام سرور صاحب کا لکھا ایک کتابچہ "شدید غصہ میں دی گئی طلاق کا شرعی حکم" کا تذکرہ طلباء اور ساتھیوں نے کیا۔ جامعہ نعیمیہ میں سالانہ کتب کی نمائش لگی تو ایک جواں سال ساتھی خلیل قادری نے کتاب لا کر تھمادی اور پھر جو ملتا یہی کہتا اس پر لکھیں اور مسئلہ کو ضرور ظاہر فرمائیں۔

میں نے اس اصرار پر علماء وطلباء سے عرض کیا میرا لکھا ہوا مسئلہ فتویٰ کی صورت میں آچکا ہے کہ غصہ میں دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے اور پھر اپنی علالت ان کے سامنے رکھی اس پر مزید اصرار یہ ہوا کہ مفتی صاحب نے کچھ ادلہ لکھے ہیں ان کا جواب ضروری ہے، تسلی تشفی تبھی ہوگی جب رسالہ کی صورت میں مسئلہ سامنے آئے گا، میرے لئے ان کے حکم کو ٹالنا مشکل ہو گیا اور پھر میں احباب کے ارشاد پر اپنے آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنے لگا، انہی دنوں میرے ساتھ یہ حادثہ پیش آیا کہ ٹانگ کا عصب (پٹھہ) شدید تکلیف کا شکار ہو گیا حتی کہ میرے لئے طلباء کے تدریسی مشاغل کے لئے جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ III لاہور اور جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور پہنچنا بھی مشکل ہو گیا۔

وقت الطباء کے پاس آنے جانے میں گزرنے لگا، جو گھر پر وقت ملتا وہ گزارنا

مشکل ہوا۔ تو ایک ایسی تاریخ کو جو مدتوں بعد آتی ہے 7/8/06 کو اصل مسئلہ لکھنا شروع کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ علیہ وسلم کی رضا اور عوام الناس کا مغالطہ دور کرنے کے لئے میں نے یہ قلم اٹھایا، اور ادلہ لکھے تاکہ مسئلہ کی اصل نوعیت علماء کے ہاں اجاگر ہو جائے اور وہ گمراہی سے بچ سکیں۔ ایک کہاوت کبھی نہ بھولنا (جو شخص اپنی عظمت کا ڈھول بجاتا ہے وہ ڈھول کی طرح اندر سے خالی ہوتا ہے) اپنے مزاج کے اعتبار سے میں اپنے امام کے خلاف کوئی بات سننے کا روادار (گوارا) نہیں یہ میری کمزوری ہے۔ میں نے جب سے حضور سیدی علی بن عثمان داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا امام صاحب کے بارے ارشاد پڑھا کہ خواب میں ضعیف وناتواں کو سرکار دو عالم ﷺ نے بچوں کی طرح گود میں اٹھا رکھا تھا، جن کا تعارف سرکار دو عالم ﷺ نے خود کروایا کہ یہ تیرے ملک و مسلمانوں کے امام ابو حنیفہ ہیں۔ داتا صاحب فرماتے ہیں جس سے میں نے نتیجہ اخذ کیا کہ امام اگر اپنے پاؤں پر چل رہے ہوتے تو میں سمجھتا کہ ٹھوکر لگنا ممکن مگر جب سرکار دو عالم ﷺ کے قدموں پر چلتے دیکھا تو سمجھا کہ امام کا ہر قول منشاء مصطفوی کے عین مطابق ہے۔ مجھے اس کے بعد کسی کا کوئی قول امام کے خلاف نشتر کی طرح لگتا ہے

غصہ میں دی گئی طلاق کا نہ ہونا حنبلیوں میں سے بعض کا مسلک وہ بھی ابن قیم کا۔ امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور امام کے جمیع مقلدین کا مسلک یہی ہے کہ شدید غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔ اصل مسئلہ کو پیش نظر رکھیں الحمد للہ دستیاب ذرائع سے میں نے پوری کوشش کی ہے کہ مسئلہ کا ہر پہلو اجاگر ہو جائے۔

میں ان تمام ساتھیوں کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے مسئلہ کے لئے تحریک پیش کی معاونت فرمائی جن میں بالخصوص مولانا محمد اصغر شاکر ناظم اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ۔ مولانا محمد حبیب ناظم المرکز اسلامی شادباغ۔ حضرت مولانا محمد نواز خان

مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور ۔ حضرت مولانا کریم خان ودیگر احباب ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو
جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد عبدالعلیم سیالوی

خادم العلماء



احوالِ واقعی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰنَا سَوَاءَ الطَّرِيْقِ وَجَعَلَ لَنَا التَّوْفِيْقَ خَيْرَ رَفِيْقٍ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ اَرْسَلَهُ هُدًى وَهُوَ بِالْاِقْتِدَاءِ حَقِيْقٌ وَ عَلٰى اٰلِهِ وَ اَصْحَابِهِ وَ عُلَمَاءِ اُمَّتِهِ خُصُوْصًا الْاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ الَّذِيْنَ اَسَّسُوا الْقَوَاعِدَ لِتَخْرِيْجِ لِفُرُوْعِ الدِّيْنِ خُصُوْصًا مِنْهُمْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۔

اما بعد: آج کے اس پُرفتن دور میں جبکہ دین سے دوری عروج پر ہے، حلال وحرام کا امتیاز اٹھتا جا رہا ہے، وقوعِ قیامت سے پہلے فتن کی علامات کثرت سے ظاہر ہونے لگیں ہیں، کاسیات عاریات کے مناظر ہر جگہ اور ہر لمحہ سامنے آرہے ہیں اور اس علامت کا ظہور ہونے لگا ہے جسے امام بخاری اور امام مسلم اپنی اپنی کتب میں تذکرہ کرتے ہوئے حدیث شریف لکھی۔

حَدَّثَنَا اَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَ يُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَاءُ۔ (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا

(۱) صحیح المسلم، کتاب العلم، رقم الحدیث (۲۷۲۶ ـ ۶۷۲۷) مطبوعہ دار المعرفة بیروت الطبعة التاسعة ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء ـ صحیح البخاری، کتاب العلم رقم الحدیث (۸۰ـ۸۱) کتاب النکاح، رقم الحدیث (۵۲۳۱) کتاب الأشربة، اگلے صفحہ پر

ارشاد ہوا علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کو اٹھالیا جائے گا، جہل عام ہو جائے گا، لوگ کثرت سے شراب نوشی کریں گے اور زنا عام ہوگا

بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعاً يَنْتَزِعُهٗ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يُتْرَكْ عَالِمًا اِتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُسًا جُهَّالاً فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔ (۱)

حضرت عروۃ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے

رقم الحديث (۵۵۷۷) كتاب المحاربين من أهل الكفر والردة رقم الحديث (۶۸۰۸) دار الفكر بيروت، سنن الترمذي، كتاب الفتن، رقم الحديث (۲۲۰۵) دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء۔ سنن ابن ماجه، كتاب الفتن، رقم الحديث (۴۰۴۵) مطبوعه دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء۔ مسند امام احمد، رقم الحديث (۱۲۵۲۷) مطبوعه موسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء ھجری۔۔

(۱) صحيح المسلم كتاب العلم، رقم الحديث (۶۷۳۷۔۶۷۳۸۔۶۷۳۹۔۶۷۴۰)۔ صحيح البخاري كتاب العلم، رقم الحديث (۱۰۰) كتاب الأعتصام بالكتاب والسنة رقم الحديث (۷۳۰۷)۔ سنن الترمذي كتاب العلم، رقم الحديث (۲۶۵۲)۔ سنن ابن ماجه، المقدمة (۵۲)۔ مسند امام احمد، رقم الحديث (۶۵۱۱۔۶۷۸۷)۔ سنن الدارمي المقدمه، رقم الحديث (۲۴۵)۔۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو لوگوں کے سینوں سے سلب نہیں کرے گا بلکہ علم کو علماء (ربانی) کے اٹھا لینے سے قبض فرمائے گا، یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا، لوگ جاہلوں کو اپنا مذہبی سربراہ بنالیں گے وہ بغیر علم کے لوگوں کو فتوی دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ مِنْ بَيْنَ النَّاسِ عَلٰى سَبِيْلِ اَنْ يَرْفَعَهٗ مِنْ بَيْنِهِمْ اِلَى السَّمَاءِ اَوْ يَمْحُوْ مِنْ صُدُوْرِهِمْ بَلْ يَقْبِضُهٗ بِقَبْضِ اَرْوَاحِ الْعُلَمَاءِ وَمَوْتِ حَمَلِهٖ۔ (۱)

یعنی علم کا اٹھایا جانا علماء کی ارواح کو قبض کرنے اور حاملین علم کو موت سے ہم کنار کرنے سے ہوگا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور طبرانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا یہ ارشاد حجۃ الوداع کے موقعہ پر تھا۔ امام بخاریؒ نے معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''وہ جاہل علماء اپنی رائے سے فتوی دیں گے الفاظ یہ ہیں:

''فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ '' (۲)

جہل بسیط کی تعریف:

اَلْمُرَادُ مِنَ الْجَهْلِ الْبَسِيْطِ وَهُوَ عَدَمُ الْعِلْمِ بِالشَّيْءِ لَا

(۱) الشيخ علامه بدر الدين عيني المتوفي ۸۵۵ھ۔۔ (۲) فتح الباري شرح صحيح بخاري جلد ۱ صفحه: ۲۴۰ للشيخ ابن حجر عسقلاني۔۔

مَعَ اعْتِقَادِهٖ وَ الْعِلْمِ بِهٖ۔(۱)

جہل بسیط میں تو علم ہی نہیں ہوتا جہل مرکب علم کے ہوتے ہوئے پھر انکار جہل مرکب ہے۔

ماضی قریب میں بہت سے علماء ربانی جو مرجع خلائق تھے، اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی، الشیخ علامہ ابوالبرکات سید احمد بانی حزب الاحناف، شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، شیخ الاسلام استاذ الاساتذہ مولانا عطاء محمد بندیالوی، الحضرت العلام غزالی دوراں حضرت مولانا احمد سعید کاظمی، شیخ الحدیث والقرآن استاذ الاساتذہ مولانا سردار احمد صاحب محدث فیصل آباد، علامہ ابوالحسنات، مولانا غلام محمد ترنم استاذی المکرم مولانا غلام رسول رضوی، حافظ الحدیث حضرت علامہ سید جلال الدین بھکی شریف رحمہم اللہ اور انہیں احباب جیسے درجنوں مدرسین ومفتیانِ عظام داغ مفارقت دے گئے۔ جن سے لوگ اپنی دینی گتھیاں سلجھاتے تھے۔ خواجۂ خواجگان کا طلاق ثلثہ کے مسئلہ پر مفسر قرآن پیر کرم شاہ صاحب کی رہنمائی فرمانا مثلاً:

آج کی صورتِ حال کے بارے میں الشیخ محمود زاہد الکوثری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۱۳۷۱ھ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''لوگوں کا ایک چھوٹا سا نیا گروہ اور فرقہ ایسا پیدا ہوا ہے جو معروف کا انکار کرنے اور منکرات کو پھیلانے میں لذت محسوس کرتا ہے اور اسلاف کا سلف سے خلف تک جو طریقہ متوارث اور معقول چلا آ رہا ہے اس کے برعکس چلتا ہے اور جمہور اہلِ اسلام کی مخالفت کرنے کو اپنا

(۱) عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۲۱ صفحہ ۳۲ للشیخ علامہ بدرالدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ۔

مقصد حیات بنائے ہوئے ہے اور یہ خود ساختہ نام نہاد مجتہد کہلوانے والے اور جدت پسند مسلمانوں کے درمیان اضطراب، انتشار اور ''انارکی'' پیدا کر کے فتنہ پھیلانے میں کوشاں رہتے ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ خود کو دانشور کہلاتے ہیں اور اپنے آپ کو عقلِ کل سمجھتے ہیں بالکل خارجیوں کے قدم بقدم چلنے والے جن کا شیوہ جھوٹ کو فروغ دینا اور حقیر اور معمولی کام کو بڑھا کر پیش کرنا اور معمولی کام کو بڑا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور بڑے امور کو کوئی اہمیت نہ دینا اور پس پشت ڈال دینا اور یہ ٹولہ بھی یہی کرتا ہے۔''(۱)

(ترجمہ وتلخیص)

غور کیجئے! جمہور کا خلاف کہ ''غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق ہوتی ہی نہیں'' کا قول کرنا پھر ﴿لَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ والی خاتون کو شوہر کے ساتھ بھیج دینا کیا عمر بھر کے لیے ترویج بدکاری نہیں؟ اور ''فضلوا واضلوا'' کے زمرہ میں قدم رکھنا نہیں ہے؟ غصہ میں دی گئی طلاق کیا واقعی نہیں ہوتی؟ اس کی تفصیل اور لاہور کے ایک مفتی صاحب کی لکھی گئی کتاب جو تضادات کا مجموعہ اور اہلِ سنت کو بدنام کرنے کی ایک سازش کے سوا اور کچھ نہیں۔

تفصیل میں جانے سے پہلے چند ''ضروری امور'' کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ہوائے نفس کیا ھے؟:

قاعدہ نمبر:۱

ایسا شخص جو اپنے آپ کو حنفی اور مقلد کہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے

(۱) المقامات الکوثری صفحہ: ۱۷۰ تا ۱۷۲۔

آئمہ احناف کے دامن کو تھامے اور ان کے اقوال کو جزئیات فقہیہ میں اپنائے کبھی کسی امام کے قول کو ترجیح دینا اور کبھی کسی دوسرے کے پیچھے چل دینا یہ ہوائے نفس ہے اور حرام ہے اس کو تلفیق کا نام دیا گیا ہے۔

"فتح المبین فی رد ظفر المبین" میں ذکر کیا گیا ہے کہ:

''جس حدیث میں بظاہر اپنا مطلب نکل آیا اُس کو اپنا معمول ٹھہرایا دین کو بازیچہ اطفال بنایا، کبھی اتباع شافعیہ ایک شی کو حرام جانا اور کبھی بتوافق حنفیہ کے اس کو حلال کر دیا اور کبھی کسی کو جائز کیا اور کبھی ناجائز قرار دے دیا، قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ کافروں کا بھی یہی طریقہ تھا جس پر حق تعالیٰ نے آیہ طیبہ میں ان کا تذکرہ کیا۔

﴿وَ يُحِلُّوْنَهٗ عَامًا وَّ يُحَرِّمُوْنَهٗ عَامًا﴾

یعنی ایک سال اپنی خواہش کے مطابق کسی شی کو حلال قرار دے لیتے ہیں اور دوسرے سال اسی کو حرام بنا لیتے ہیں۔ اسی صورت خلط کو تلفیق کہتے ہیں اور ''اسی اوپر ذکر کی گئی آیہ طیبہ'' سے تلفیق کا حرام ہونا ظاہر ہے۔ اسی لیے علماء نے تقلید شخصی کو واجب قرار دیا ہے تا کہ تلفیق نہ رہے۔''

تلفیق کی تعریف :

"اَلتَّلْفِيْقُ هُوَ تَتَبُّعُ الرُّخَصِ عَنْ هَوًى"

''خواہشات کے پیش نظر رخصت کا متلاشی ہونا''

امام الائمہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ:

"هَلْ يَجِبُ حَتْمًا اَنْ يُّعَيِّنَ مَذْهَبًا مِّنْ هٰذَا الْمَذَاهِبِ اِمَّا

مَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ فِيْ جَمِيْعِ الْوَقَائِعِ وَالْفُرُوْعِ وَ اِمَّا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَ اِمَّا مَذْهَبُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَ غَيْرِهِمْ (رَحِمَهُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِم) وَ لَيْسَ لَهٗ اَنْ يَّنْتَحِلَ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيِّ فِي الْبَعْضِ بِمَهْوَاهُ وَ مِنْ مَذْهَبِ غَيْرِهٖ فِي الْبَاقِيْ مَا يَرْضَاهُ لِاَنَّا لَوْ جَوَّزْنَا ذَالِكَ لَاَدّٰى اِلَى الْخَبْطِ وَالْخُرُوْجِ عَنِ الضَّبْطِ وَ حَاصِلُهٗ يَرْجِعُ اِلٰى نَفْيِ التَّكْلِيْفِ لِاَنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِذَا اقْتَضٰى بِتَحْرِيْمِ شَيْءٍ وَ مَذْهَبُ غَيْرِهٖ اِبَاحَةَ ذَالِكَ الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ اَوْ عَلَى الْعَكْسِ فَهُوَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَلَالِ وَ اِنْ شَاءَ مَالَ اِلَى الْحَرَامِ فَلَا يَتَحَقَّقُ الْحِلَّةُ وَ الْحُرْمَةُ وَ ذَالِكَ بَاطِلٌ بِالْاِجْمَاعِ لِاَنَّ حِفْظَ الدِّيْنِ وَاجِبٌ وَ ذَالِكَ مَا يَحْصُلُ اِلَّا بِهٖ فَيَكُوْنُ وَاجِبًا لِاَنَّ مُقَدِّمَةَ الْوَاجِبِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ فَثَبَتَ اَنَّ التَّقْلِيْدَ الْمَذْهَبَ الْوَاحِدَ وَاجِبٌ۔''(۱)

یعنی مذاہب اربعہ سے ایک مذہب کی تقلید کا اختیار کرنا واجب ہے مثلاً امام شافعی کی تقلید ہو تو تمام مسائل میں امام مالک کی تقلید ہو تو بھی جمیع مسائل اور اصول و فروع میں اور اگر امام ابوحنیفہ کی تقلید ہو تو بھی جمیع مسائل میں علیٰ ہذا القیاس یہ کسی کے لیے جائز نہیں کہ بعض مسائل شافعیہ کو حسب خواہش اپنا لے اور بعض مسائل حنفیہ کو اپنی مرضی کے موافق اختیار کر لے۔ یہ اس لیے کہ اگر یہ جائز ہو جائے تو شرعی امور کا مکلف ہونا ختم

(۱) فتح المبین فی رد ظفر المبین صفحہ: ٤٢٢،٤٢٣ مطبوعہ لاہور۔۔

ہو جائے گا مثلاً مذہب شافعی میں ایک شی حرام ہے تو وہی شی مذہب حنفی میں حلال ہے یا بالعکس اسی طرح شی کی حلت وحرمت جاتی نہ رہے گی اور یہ بالاجماع باطل ہے شرعاً مردود بھی۔ اسی لیے دین کی حفاظت اور نگرانی واجب ہے اور یہ بدونِ تعیینِ مذہب حاصل نہیں ہو سکتی اور واجب کا مقدمہ بھی واجب ہوا کرتا ہے۔ اس لیے تقلیدِ شخصی واجب ہے۔
اس کی تائید اس حدیثِ انور سے بھی ہوتی ہے۔ جسے مسلم شریف کی جلد ثانی میں ذکر کیا ہے:

"عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالىٰ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تُعِيْرُ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً وَ اِلٰى هٰذِهٖ مَرَّةً۔" (۱)

یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی مثال اس بیاہی بکری کی طرح ہے جو کبھی اس کے پاس جاتی تو کبھی دوسرے کے پاس۔

فتوی کے بارے میں ابن عابدین کی رائے:

تائید الف:

علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ نے شرح عقود رسم مفتی کے صفحہ:۳ پر لکھا:

"وَ كَلَامُ الْقَرَافِى دَالٌّ عَلٰى اَنَّ الْمُجْتَهِدَ وَالْمُقَلِّدَ لَا يَحِلُّ لَهُمَا الْحُكْمُ وَالْاِفْتَاءُ بِغَيْرِ رَاجِحٍ لِاَنَّهٗ اِتِّبَاعٌ

(۱) صحیح المسلم کتاب صفات المنافقین رقم الحدیث (۶۹۷۴، ۶۹۷۵) سنن النسائی، کتاب "الایمان رقم الحدیث (۵۰۵۲) مطبوعہ، دارالمعرفۃ بیروت الطبعۃ السادسۃ، ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء۔ مسند امام احمد، رقم الحدیث (۵۰۷۹)۔

لِلْهَوٰى وَهُوَ حَرَامٌ اِجْمَاعاً"۔

پھر صفحہ:۴ پر تحریر فرمایا:

"فَقُلْتُ نَعَمْ اِتِّبَاعُ الْهَوٰى حَرَامٌ الْمَرْجُوْحُ فِي مُقَابَلَةِ الرَّاجِحِ بِمَنْزِلَةِ الْعَدَمِ"۔

پھر صفحہ:۶ پر لکھا:

"وَ يَحْرُمُ اِتِّبَاعُ الْهَوٰى وَالشَّهِى وَالْمَيْلُ اِلَى الْمَالِ الَّذِى هُوَ الدَّاهِيَةُ الْكُبْرٰى وَ الْمَعْصِيَةُ الْعُظْمٰى"۔

خلاصہ کلام یہ کہ خواہشات کی پیروی مجتہد اور مقلد دونوں کے لیے حرام۔ راجح کے مقابلے میں مرجوح کو ترجیح اتباعِ خواہش ہے کیونکہ مرجوح معمول نہ ہونے کے ہے۔ پھر اگر حصولِ دولت پیشِ نظر ہو تو یہ عظیم تر گناہ اور معصیتِ عظمٰی۔

مفتی سید عمیم الدین مجددی کی رائے:

تائید ب:

المفتی السید عمیم الاحسان مجددی اپنی کتاب ادب المفتی میں لکھتے ہیں۔

وَيَنْبَغِى اَنْ لَّا يُطْلَبَ بِالْفُتْيَا سِيَادَةً وَّلَا رِيَاسَةً وَّلَا اِقْبَالَ النَّاسِ عَلَيْهِ وَلَا سبى قُلُوْبِهِمْ لِجَلْبِ النَّفْعِ مِنْهُمْ وَ كَسْبُ الْجَاهِ عَنْهُمْ بَلْ يَنْوِى حَسْبَةً لِلثَّوَابِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَابْتِغَاءً لِمَرْضَاتِهٖ (الخ)۔(۱)

(۱) ادب المفتی صفحہ: ۵۴۵۔

یعنی مفتی کے لئے فتویٰ نویسی میں سیادت وقیادت کی طلب پیش نظر ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ اس لئے فتویٰ لکھتا ہے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں اور جلب زر منافع دنیوی مال ودولت کے حصول کے لئے لوگوں کے دلوں کو متوجہ کرے یا پھر کسی عہدے کا طلب گار ہو۔ ایسا ہرگز نہ کرے بلکہ محض اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت اور رضائے الٰہی کے لیے یہ امور سرانجام دے۔

قاعدہ نمبر: 2

إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ أَوِ الْمُحَرِّمُ وَالْمُبِيْحُ غَلَبَ الْحَرَامُ وَالْمُحَرِّمُ -(۱)

یعنی جب حلال اور حرام جمع ہو جائیں یا ایک حلال کرنے والی شی دوسری حرام قرار دینے والی دلیل تو حرام اور محرم قرار دینے والی شی کو ترجیح ہوگی۔

دو بہنوں سے نکاح کے بارے عثمان غنی ؓ کا فتویٰ:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا دو بہنوں کو ملک یمین کے طور پر جمع کرنے کو آیہ طیبہ حلال قرار دیتی ہے جبکہ دوسری آیہ مبارکہ حرام قرار دیتی ہے تو آپ نے فرمایا:

"فَالتَّحْرِيْمُ اَحَبُّ اِلَيْنَا"

"کہ ہم حرمت کو پسند کرتے ہیں" اس لئے دو بہنوں کو نہ نکاحاً جمع کرنا جائز اور نہ ہی ملک یمین (لونڈیوں) کے طور پر وطیاً جمع کرنا جائز" (۲)

تائید:

(۱) القواعد الفقہیہ قاعدہ نمبر ۱۴ صفحہ: ۵۵۔۔(۲) ہدایہ اخرین صفحہ: ۴۴۱۔۔

إِذَا اجْتَمَعَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ غَلَبَ الْحَرَامُ -(۱)

یعنی جب حلال اور حرام کے دلائل جمع ہو جائیں تو حرام کو حلال پر ترجیح ہوگی اور شی کو حرام قرار دیا جائے گا۔ مثلاً سدھایا ہوا شکاری کتا بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا اس کے ساتھ غیر سدھایا ہوا کتا بھی شریک ہو گیا اور انہوں نے شکار کو دبوچ کر مار دیا تو شکار حرام قرار دیا جائے گا۔(۲)

ایک شخص کی دو بیویاں تھیں اس نے کہا تم دونوں میں سے ایک کو طلاق، جب تک تعیین نہ کر دے کہ میری مراد فلاں بیوی ہے دونوں میں سے کسی ایک سے بھی وطی نہیں کر سکتا۔ بیوی ہونا مقتضی حلت وطی ہے اور طلاق دیا جانا حرمت وطی کا متقاضی ہے اس لئے حرمت کو حلت پر ترجیح ہوگی اور وطی جائز نہ ہوگی جب تک تعیین نہ کر دے کہ اس کی مراد دونوں میں سے کون سی بیوی ہے(۳)

حدِ شرعی اور طلاق کا اصول:

قاعدہ نمبر: 3

اصول یہ ہے کہ حد کے ٹالنے میں حیلہ کرنا چاہیے اور طلاق میں احتیاط یہ ہے کہ وقوع کا قول کیا جائے۔ بحرالرائق میں طلاق کی ایک جزی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"وَكَذَا الْمُخْتَارُ وُقُوْعُ الطَّلَاقِ دُوْنَ الْحَدِّ يُحْتَالُ لِدَرْئِهِ وَالطَّلَاقُ يُحْتَاطُ فِيْهِ فَلَمَّا وَجَبَ مَا يُحْتَالُ دُوْنَ يَقَعُ مَا يُحْتَاطُ اَوْلٰى"۔(۴)

(۱) الاشباہ والنظائر صفحہ: ۱۰۹ مطبوعہ کراچی۔۔(۲) ہدایہ کتاب الصید۔۔
(۳) الاشباہ والنظائر صفحہ: ۱۱۱ مطبوعہ کراچی وکتب فقہ۔۔(۴) بحرالرائق جلد: ۳ صفحہ ۲۴۸۔۔

"یعنی مختار وقوع طلاق ہی ہے کیونکہ حد کے ساقط کرنے میں حیلہ کیا جانا چاہیے اور طلاق میں احتیاط وقوع ہے اور جب حیلہ سے ٹالنے والی میں ایقاع ثابت ہو تو احتیاط والی میں بدرجہ اولیٰ ثابت"۔

امورِ شرعیہ میں تصرف کا مجاز کون ؟:

قاعدہ نمبر:4

کچھ افرادِ انسانی ایسے ہیں کہ شریعت نے انکے تصرف فی الامور کو رد کر دیا ہے اور ان کے لیے حجران فی التصرف کا حکم لگایا ہے یعنی ان کا کہا گیا اور بعض امور میں ان کا کیا گیا (فعل) معتبر نہ ہوگا۔ ہدایہ شریف میں ہے:

"اَلْاَسْبَابُ الْمُوْجِبَةُ لِلْحَجْرِ ثَلٰثَةٌ اَلصِّغَرُ وَالرِّقُّ وَالْجُنُوْنُ فَلَا يَجُوْزُ تَصَرُّفُ الصَّغِيْرِ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهٖ وَلَا تَصَرُّفُ الْعَبْدِ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ وَلَا يَجُوْزُ تَصَرُّفُ الْمَجْنُوْنِ الْمَغْلُوْبِ بِحَالٍ وَالْجُنُوْنُ لَا يُجَامِعُ الْاَهْلِيَّةَ فَلَا يَجُوْزُ تَصَرُّفُهٗ بِحَالٍ" ۔(۱)

"یعنی کسی کام میں تصرف نہ کر سکنے کی تین ۳ وجہیں ہیں ایک ۱ (الصغر) نابالغ ہونا یعنی بچپن، دوسری ۲ (رق) غلامی، تیسری ۳ (الجنون) دیوانگی یعنی پاگل پنا، بچے کا تصرف ولی کی اجازت کے بغیر درست نہیں غلام کا تصرف آقا کی اجازت کے بغیر درست نہیں دیوانہ جس پر دیوانگی کا غلبہ ہو اور دیوانگی چونکہ اہلیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی اس

(۱) ہدایہ اخرین جز رابع ٤ صفحہ: ۲۵۲ مطبوعہ کراچی پاکستان۔۔

لیے اس کا تصرف کسی صورت میں درست نہیں خواہ اس کے سرپرست اجازت دیں یا نہ دیں"۔

علامہ بدرالدین عینی نے لکھا:

"اَلْحَجْرُ فِی الشَّرْعِ عِبَارَةٌ عَنْ مَّنْعٍ مَّخْصُوْصٍ فِيْ حَقِّ شَخْصٍ مَّخْصُوْصٍ وَهُوَ الصَّغِيْرُ وَالرَّقِيْقُ وَالْمَجْنُوْنُ وَهٰذَا الثَّلَاثَةُ سَبَبُ الْحَجْرِ وَالْحَقُّ بِهٰذَا الثَّلَاثَةِ ثَلَاثَةٌ اٰخَرُ اَلْمُفْتِي الْمَجَانُ، اَلطَّبِيْبُ الْجَاهِلُ الثَّالِكُ الْمُكَارِي الْمُفْلِسُ" ۔(۱)

"یعنی مخصوص شخص کے لیے مخصوص حالت میں اسے تصرف کرنے سے روک دینے کا نام حجران ہے اور یہ تین شخص ہیں نمبر ۱ بچہ، نمبر ۲ غلام، اور نمبر ۳ مجنون اور یہ تین اسباب حجران سے شمار کیے گئے ہیں ان تین کے ساتھ مزید تین کو بھی شمار کیا گیا ہے بے حیاء مفتی، جاہل حکیم، اور مفلس کرایہ دار۔"

مفتی مجان میں مجان کا معنٰی: "شوخ چشم، بے باک در قول و فعل" (۲)

لغت سینڈر نے لکھا: "ہرزاسرا" (۳)

المنجد نے لکھا: "مجن، مجانۃ مخول کرنا، بے حیا ہونا۔ صفت ماجن" (٤)

لطیفہ:

انسان میں اللہ تعالیٰ نے عقل اور خواہش رکھی فرشتے میں عقل ہے خواہش نہیں

(۱) عینی نے بنایہ (عینی) شرح ہدایہ جز ثالث۔۔ (۲) منتھی الارب صفحہ: ۱٦۷۔۔
(۳) لغت سینڈر مطبوعہ الہ آباد بھارت مطبوعہ 1931ء۔۔ (٤) المنجد ص: ۹٤۷۔۔

حیوانات میں خواہش ہے عقل نہیں۔ اگر عقل خواہش پر غالب ہو تو افضل خلق ٹھہرے اور اگر خواہش عقل پر غالب ہو تو حیوان سے بدتر ٹھہرے۔

حجران فی التصرّف میں صاحب بحر الرائق کی رائے:

بحر الرائق میں ہے:

"(وَلَا يَصِحُّ تَصَرُّفُ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ بِحَالٍ) يَعْنِي، لَا يَجُوزُ تَصَرُّفُهُ بِحَالٍ وَلَوْ اَجَازَ الْوَلِيُّ لِاَنَّ صِحَّةَ الْعِبَارَةِ بِالتَّمْيِيزِ وَهُوَ لَا يُمَيِّزُ وَاِنْ كَانَ يَجُنُّ تَارَةً وَيُفِيقُ تَارَةً اُخْرىٰ فَهُوَ فِي حَالِ اِفَاقَتِهِ كَالْعَاقِلِ الْمَعْتُوهِ كَالصَّبِيِّ الْعَاقِلِ فِي تَصَرُّفَاتِهِ فِي رَفْعِ التَّكْلِيفِ عَنْهُ .... وَاِنْ اَتْلَفُوا اَشْيَاءَ ضَمِنُوا لِاَنَّهُمْ غَيْرُ مَحْجُورٍ عَلَيْهِمْ فِي الْاَفْعَالِ"۔(۱)

"یعنی مجنون جو مغلوب الحال ہو اس کا تصرف کسی حال میں درست نہیں گرچہ ولی (سرپرست) اس کو اجازت ہی کیوں نہ دے اس لیے کہ کہے کا اعتبار امتیاز کر سکنے کی صفت سے ہوتا ہے اور مجنون امتیاز نہیں کر سکتا۔ اگر مجنون ایسا ہے جسے کبھی جنون لاحق ہوتا ہے تو کبھی درست (عقلمندوں کی طرح) ہوتا ہے تو افاقہ کی حالت میں عاقل معتوہ کی طرح ہوگا جسے عقلمند بچہ کے تصرفات ذوجہتیں ہوتے ہیں) اگر یہ لوگ کسی کی کوئی شئی ضائع کر دیں تو ضامن ٹھہریں گے اس لیے کہ یہ اپنے

(۱) بحر الرائق جلد ۸ صفحہ ۷۸ کتاب الحجر مطبوعہ کوئٹہ۔

افعال میں مجبور نہیں ہیں"۔

حجران فی التصرّف میں علامہ بدرالدین کی رائے:

علامہ بدرالدین عینی تحریر فرماتے ہیں (شرح):

"وَلَا يَجُوزُ التَّصَرُّفُ الْمَجْنُونِ الْمَغْلُوبِ بِحَالٍ اَيْ فِي كُلِّ الْاَحْوَالِ اَيْ لَا يَنْعَقِدُ اَصْلًا قَبْلَ الْاِذْنِ وَبَعْدَهُ وَاَرَادَ بِالْمَجْنُونِ الَّذِي يَجُنُّ وَلَا يُفِيقُ زَمَانًا وَهُوَ الْمَغْلُوبُ عَلىٰ عَقْلِهِ وَاحْتَرَزَ بِهِ عَنِ الْمَجْنُونِ الَّذِي يَجُنُّ وَيُفِيقُ وَالْمَعْتُوهِ فَاِنَّ حُكْمَهُ حُكْمُ الصَّبِيِّ قَالَ الْكَاكِي وَتَحَرَّزَ بِهِ عَنِ الْمَجْنُونِ الَّذِي يَعْقِلُ وَيَقْصُدُ وَاعْلَمْ اَنَّ اَصْلَ الْعَقْلِ يُعْرَفُ بِدَلَالَةِ الْاَعْيَانِ وَذٰلِكَ اَنْ يَخْتَارَ الْمَرْءُ مَا يَصْلَحُ لَهُ وَكَذٰلِكَ الْقُصُورُ تُمْتَحَنُ بِالْاِمْتِحَانِ"۔(۱)

"یعنی مجنون کا تصرف ہر حال میں درست نہ ہوگا خواہ ولی اجازت دے تو بھی یا ولی کی اجازت کے بغیر اس مجنون سے مراد وہ مجنون ہے جس کا جنون کبھی بھی زائل نہ ہوتا ہو اور اس کی عقل پر جنون کا غلبہ ہو۔ اس سے وہ مجنون مراد نہیں ہے جسے کبھی تو جنون لاحق ہو جائے اور دوسرے وقت میں زائل ہو جائے اور وہ ٹھیک ہو یہ دوسرے والا اس کا حکم بچے کا سا ہے امام کاکی کا بھی یہ قول ہے"۔

(۱) بنایہ شرح ہدایہ جزثالث صفحہ: ۷۸۲ مطبوعہ فیصل آباد۔

تنبیہ:

عقل کا معیار اس کے ظاہری احوال سے معلوم ہوگا مثلاً اچھی اور بری اشیاء کے انتخاب کے وقت وہ اپنے لیے اچھی شئ کو چنتا ہے ایسے ہی قصور عقل کی پرکھ امتحان ہی سے ہوگی (صرف اس کا کہہ دینا کہ میں دیوانہ ہوں کافی نہ ہوگا)۔

بچہ، دیوانہ اور سونے والے کے علاوہ اور کن کے لئے حجران ثابت:

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت ملاحظہ ہو پہلے تو انہی تین (۳) کا تذکرہ کیا کہ مجنون۔ غلام اور صبی (بچہ) کے لیے حجران ہے پھر لکھا:

"قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَةَ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی لَا یَحْجُرُ الْقَاضِی عَلَی الْحُرِّ الْعَاقِلِ الْبَالِغِ اِلَّا مَنْ یَتَعَدّٰی ضَرَرُهٗ اِلَی الْعَامَّةِ وَهُمْ ثَلٰثَةٌ، الطَّبِیْبُ الْجَاهِلُ الَّذِیْ یَسْقِی النَّاسَ مَا یَضُرُّهُمْ وَ یُهْلِکُهُمْ وَ عِنْدَهٗ شِفَاءٌ وَالثَّانِیْ الْمُفْتِی الْمَاجِنُ وَهُوَ الَّذِیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْحِیَلَ اَوْ یُفْتِیْ عَنْ جَهْلٍ وَالثَّالِثُ الْمُکَارِی الْمُفْلِسُ"۔ (۱)

"وَلَا یَجُوْزُ تَصَرُّفُ الْمَجْنُوْنِ الْمَغْلُوْبِ اَصْلًا وَلَوْ اَجَازَهُ الْوَلِیُّ وَ اِنْ کَانَ یُجَنُّ تَارَةً وَیُفِیْقُ اُخْرٰی فَهُوَ فِیْ حَالِ اِفَاقَتِهٖ کَالْعَاقِلِ وَالْمَعْتُوْهُ کَالصَّبِیِّ الْعَاقِلِ"۔ (۲)

(۱) فتاوی عالمگیریہ صفحہ: ۵۴ جلد ۵ مطبوعہ کوئٹہ۔۔

(۲) فتاوی عالمگیری صفحہ: ۵۴ جلد: ۵ مطبوعہ کوئٹہ۔۔

"یعنی قاضی آزاد و عاقل بالغ کو امور میں تصرف سے نہیں روکے گا ماسوا ان اشخاص کے کہ جن کا ضرر (نقصان) عوام الناس کو پہنچتا ہو اور وہ تین طرح کے ہیں نمبر (۱) جاہل طبیب جو لوگوں کو ایسی دوائیں دے جو ضرر رساں ہوں اور وہ خود سمجھتا ہو کہ یہ شفاء کا باعث ہیں۔ دوسرے مکار اور فریبی مفتی جو لوگوں کو حرام حیلہ بہانے کی تلقین کرنے والا ہو (تم کہ دینا میں غصہ سے دیوانہ ہو رہا تھا میں لکھ دوں گا طلاق نہ ہوئی) اور مسائل سے بے خبر ہوتے ہوئے فتویٰ لکھے۔ تیسرے مفلس کرایہ دار۔ نیز مجنون مغلوب العقل کا تصرف درست نہیں اگرچہ ولی (سرپرست) اجازت بھی دے چکے اور ایسا مجنون ہے جو کبھی ٹھیک ہوتا اور کبھی پاگل تو جب ٹھیک ہو عاقل کی طرح ہے اور "معتوہ" صبی عاقل کی طرح ہے"۔

"وَ تَحْقِیْقُهٗ اَنَّ الصَّبِیَّ وَ الْمَجْنُوْنَ اَهْلَانِ لِلْوُقُوْعِ لَا الْاِیْقَاعِ بِدَلِیْلِ اَنَّ الصَّبِیَّ اِذَا وَرِثَ قَرِیْبَهٗ فَاِنَّهٗ یُعْتَقُ عَلَیْهِ"۔ (۱)

"مجنون اور بچہ ایقاع طلاق کے اہل نہیں ان کے لیے وقوع طلاق درست ہے ایقاع درست نہیں۔ یعنی ان کو طلاق دینا تو درست مگر ان کی دی ہوئی طلاق درست نہیں۔ اسی لئے بچہ اپنے قریبی عزیز غلام کا مالک بنے تو وہ آزاد ہو جائے گا"۔

(۱) بحر الرائق جلد: ۳ صفحہ: ۲۱۳۔۔

قاعدہ نمبر:5

لفظ کے دو معنیٰ ہوں تو ترجیح کسے ہو گی:

"اَللَّفْظُ إِذَا تَعَدَّى مَعْنَيَيْنِ اَحَدُهُمَا اَجْلَى مِنَ الْاٰخَرِ وَالْاُخْرٰى اَخْفٰى فَالْاَجْلٰى اَمْلَكُ"۔(۱)

"یعنی ایک لفظ کے دو معنٰی ہوں ایک زیادہ واضح زیادہ مشہور دوسرا مخفی غیر واضح تو ایسی صورت میں واضح معنٰی مراد لینا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے۔"

مثلاً لفظ اغلاق کا ایک معنٰی اکراہ یعنی جبر دوسرا غضب بھی مراد لیا جاتا ہے۔

(ا) لسان العرب میں ہے:

"وَمَعْنَى الْاِغْلَاقِ اَلْاِكْرَاهُ"۔(۲)

"یعنی اغلاق کا معنٰی اکراہ ہے"

(ب) "لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي اِغْلَاقٍ اَيْ اِكْرَاهٍ"(۳)

"یعنی طلاق و اعتاق اغلاق میں نہیں ہوتی اغلاق یعنی اکراہ۔"

(ج) "اَلْغَلَقُ وَالْمِغْلَاقُ مَا يُغْلَقُ بِهٖ"(٤)

یعنی اغلاق وہ جس سے اختیار کا دروازہ بند ہو جائے۔

(د) "اَلْاِغْلَاقُ اَلْاِكْرَاهُ قَالَ ابْنُ الْعَرَبِي اَغْلَقَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔"(٥)

"یعنی اغلاق کا معنٰی اکراہ ہے ابن عربی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں

---

(۱) القواعد الفقهيه قاعده نمبر ۲٤۱ صفحه: ۱۰٤ مطبوعه كراچی۔۔ (۲) لسان العرب جلد: ۱۰ صفحه: ۲۹۱ ۔۔ (۳) مجمع بحار الانوار جلد: ٤ صفحه: ۵۹۔۔ (٤) المفردات امام راغب جلد: ۱۳ صفحه: ۳٦٤۔۔ (۵) البنايه جز ثانی صفحه: ۲٦۷۔۔

اغلق زید عمروا۔ زید نے عمرو کو مجبور کیا۔"

(ر) "اَغْلَقَ عَلَى الشَّيْءِ بِفِعْلِهٖ اِذَا اَكْرَهَهٗ عَلَيْهِ۔"

"کسی شئی کے کرنے پر مجبور کرنے کو اغلاق کہتے ہیں"

مثال میں حدیث کو ذکر کیا:

"لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي اِغْلَاقٍ اَيْ فِي اِكْرَاهٍ"(۱)

دوسرا معنٰی جو غیر معروف کیا گیا وہ غضب ہے امام ابو داؤد نے داؤد شریف میں فرمایا:

"قَالَ اَبُو دَاوٗدَ "اَلْاِغْلَاقُ اَظُنُّهٗ فِي الْغَضَبِ" (۲)

"یعنی اغلاق سے مراد غضب ہے یہ میرا خیال ہے۔"

(اس پر بحث انشاء اللہ اگلے اوراق میں کریں گے)

خلاصہ یہ کہ اغلاق کے دو معنوں سے ایک 'اکراہ' دوسرا 'غضب' اکراہ اجلی زیادہ مشہور اور زیادہ مروج۔ اسی معنٰی کو مراد لینا اولیٰ ہے۔

قاعدہ نمبر:6

"وَكُلُّ تَصَرُّفٍ لَا يَحْتَمِلُ الْفَسْخَ كَالطَّلَاقِ وَالْعِتَاقِ وَالنِّكَاحِ لَا يَجُوزُ الْحَجْرُ فِيهِ اِجْمَاعاً"۔(۳)

"یعنی ہر وہ تصرف جس میں فسخ نہ ہو سکے اس میں حجران فی التصرف نہیں ہوتا بلکہ وہ شئی قابل حکم ہو گی۔ جیسے طلاق عتاق نکاح یہ فسخ کا احتمال نہیں رکھتے ان میں حجران بھی درست نہ ہو گا۔"

قاعدہ نمبر:7 استعمال میں آنے والے چند الفاظ کی توضیح و تشریح۔

---

(۱) تاج العروس جلد: ۱۳ صفحه: ۲۸۳۔۔ (۲) ابو داؤد شريف صفحه: ۲۹۸۔۔ (۳) فتاوی عالمگیری جلد: ۵ صفحه ۵۵ مطبوعه كوئٹه۔۔

(ا)

"اَلْجُنُوْنُ ـ هُوَ اِخْتِلَاطُ الْعَقْلِ بِحَيْثُ يَمْنَعُ جَرَيَانَ الْاَفْعَالِ وَالْاَقْوَالِ عَلٰى نَهْجِ الْعَقْلِ اِلَّا نَادِرًا"۔(۱)

یعنی"جنون": عقل میں اس طرح خلل کا واقع ہونا کہ متاثر کے افعال اور اقوال عقل مند کی طرح اس سے صادر نہ ہوں مگر کبھی کبھی۔

جنون، بُرسم اور عِتّہ کیا ہے ؟:

(ب)

جنون ـ بضم "دیوانگی"۔(۲)

(ج) بحرالرائق میں ہے:

"اَرَادَ بِالْمَجْنُوْنِ مَنْ فِی عَقْلِهٖ اِخْتِلَالٌ فَيَدْخُلُ الْمَعْتُوهُ وَ اَحْسَنُ الْاَقْوَالِ فِی الْفَرْقِ بَيْنَهُمَا اَنَّ الْمَعْتُوهَ هُوَ قَلِيْلُ الْفَهْمِ الْمُخْتَلِطُ الْكَلَامُ الْفَاسِدُ التَّدْبِيْرِ وَلٰكِنْ لَا يَضْرِبُ وَلَا يَشْتِمُ بِخِلَافِ الْمَجْنُوْنِ وَ يَدْخُلُ الْمبرسَمُ وَالْمُغْمٰى عَلَيْهِ وَالْمَدْهُوْشُ وَ فِی الصِّحَاحِ اَلْبِرْسَمُ دَاءٌ"۔(۳)

"یعنی جنون سے مراد ایسا شخص ہے جس کی عقل میں فتور ہو۔ معتوہ اور جنون میں فرق یہ ہے کہ فتور عقل کے ساتھ ساتھ اگر متاثرہ شخص مار پٹائی کرے اور گالم گلوچ ہو تو جنون ہے اگر صرف عقل میں خلل ہو

(۱) القواعد الفقیه صفحه: ۲۵۴..(۲)منتهی الادب جلد: ۱ صفحه: ۳۹۱..

(۳)بحرالرائق جلد: ۳ صفحه: ۲۴۹ مطبوعه کراچی..

مگر مار پٹائی وغیرہ نہ کرے تو معتوہ ہے"۔

(د) بحرالرائق میں ہے:

بِرْسَمْ۔ دَاءٌ مَعْرُوْفٌ وَ فِی بَعْضِ كُتُبِ طِبٍّ اَنَّهٗ وَرَمٌ حَارٌّ يَعْرِضُ لِلْحِجَابِ الَّذِی بَيْنَ الْكَبِدِ ثُمَّ يَتَّصِلُ بِالدِّمَاغِ۔(۱)

برسم ایک بیماری ہے جسے طب کی کتابوں نے لکھا ہے کہ اس کی وجہ سے جگر اور دماغ کے درمیان جھلی پیدا ہو جاتی ہے (جو سوچ و فکر سے عاری کر دیتی ہے)

(ہ) فتح القدیر نے معتوہ اور مجنون کے بارے لکھا:

اَلْمَعْتُوْهُ۔ قِيْلَ هُوَ قَلِيْلُ الْفَهْمِ ـ الْمُخْتَلِطُ الْكَلَامِ، اَلْفَاسِدُ التَّدْبِيْرِ وَ لٰكِنْ لَا يَضْرِبُ وَلَا يَشْتِمُ بِخِلَافِ الْمَجْنُوْنِ الْعَاقِلِ۔ مَنْ يَسْتَقِيْمُ كَلَامُهٗ وَ اَفْعَالُهٗ اِلَّا نَادِرًا۔(۲)

یعنی معتوہ وہ ہے جو کم سمجھ گفتگو میں گڈمڈ کلام فکر و سوچ ناروا لیکن مار پٹائی اور گالم گلوچ نہ کرے بخلاف مجنون کے اس میں تمام امور پائے جاتے ہیں۔ عاقل وہ جس کے قول و فعل دونوں ہی درست ہوں مگر کبھی (نا درست افعال)۔

(۱) بحرالرائق جلد: ۳ صفحه: ۲۴۹ مطبوعه کراچی..(۲) فتح القدیر جلد: ۳ صفحه: ۳۴۳ مطبوعه سکھر۔

صداع، اغماء اور دهش کیا هے ؟ :

(و) صداع کے بارے منجد نے لکھا:

الصداع :"دردِسر" (۱)

حضرت علامہ الشیخ آمین الدین آفندی علیہ الرحمہ المعروف بابن عابدین المتوفی ۱۲۵۲ھ نے جنون اور عتہ کے درمیان فرق کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

(وَالْمَجْنُوْنُ) قَالَ فِی التَّلْوِیْحِ اَلْجُنُوْنُ اِخْتِلَالُ الْقُوَّةِ الْمُمَیِّزَةِ بَیْنَ الْاُمُوْرِ الْحَسَنَةِ وَالْقَبِیْحَةِ الْمُدْرِکَةِ لِلْعَوَاقِبِ بِاَنْ لَا تَظْهَرَ اٰثَارُهَا وَ تَتَعَطَّلَ اَفْعَالُهَا اِمَّا لِنُقْصَانٍ جُبِلَ عَلَیْهِ دِمَاغُهٗ فِیْ اَصْلِ الْخِلْقَةِ وَ اِمَّا لِخُرُوْجِ مِزَاجِ الدِّمَاغِ عَنِ الْاِعْتِدَالِ بِسَبَبِ خَلْطٍ وَ اٰفَةٍ وَ اِمَّا لِاِسْتِیْلَاءِ الشَّیْطَانِ عَلَیْهِ وَ اِلْقَاءِ الْخَیَالَاتِ الْفَاسِدَةِ بِحَیْثُ یَفْرَحُ وَ یَفْرَحُ وَ یَفْزَعُ مِنْ غَیْرِ مَا یَصْلَحُ سَبَبًا (الخ)

وَالْمَعْتُوْه۔ (مِنَ الْعِتَهِ وَ هُوَ اِخْتِلَالٌ فِی الْعَقْلِ) وَ هٰذَا ذَکَرَهٗ فِی الْبَحْرِ تَعْرِیْفًا لِلْجُنُوْنِ وَ قَالَ یَدْخُلُ فِیْهِ الْمَعْتُوْه۔(۲)

یعنی۔تلویح میں جنون کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ اچھے برے

(۱) المنجد صفحہ: ۵۶۰۔۔(۲) ردّالمحتار حاشیہ علی در مختار جلد ۲ صفحہ: ۴۶۲۔۔

کے درمیان امتیاز کرنے والی قوۃ میں خلل واقع ہوجانا جس کی وجہ سے وہ شی کے انجام سے آگاہ نہ ہوسکے اور اس کے کاموں میں تعطل پیدا ہوجائے یا تو پیدائشی طور پر یا دماغ کے اختلال اور آفت کی وجہ سے حدّ اعتدال سے نکل جانے کی وجہ سے یا پھر شیطان کے خیالات فاسدہ پیدا کرنے کی وجہ سے جس کی علامت یہ ہے بغیر کسی سبب ظاہر کے خوش ہونے لگے یا گھبراہٹ محسوس کرنے لگے۔

اور معتوہ عتہ سے بنا ہے عقل میں خلل آنا اور بحرالرائق نے اسے جنون کی تعریف میں ذکر کیا اور کہا کہ عتہ بھی اسی جنون کی قسم ہے (پھر دونوں میں فرق ذکر کیا جس کا اوپر ذکر ہوچکا)

(ر)

اَلْاِغْمَاءُ ۔ بے ہوشی۔ اَلْاِغْمَاءُ اٰفَةٌ فِی الْقَلْبِ اَوِ الدِّمَاغِ تَتَعَطَّلُ الْقُوَی الْمُدْرِکَةِ وَالْمُحَرِّکَةِ عَنْ اَفْعَالِهَا مَعَ بَقَاءِ الْعَقْلِ ۔(۱)

کسی آفت کی وجہ سے جو دل و دماغ کو لاحق ہوتی ہے جس کی وجہ سے افعال میں تحریک پیدا کرنے والی قوت نیز قوت مدرکہ میں تحریک پیدا کرنے والی قوۃ معطل ہوجاتی ہے۔اغماء (بے ہوشی) کہلاتی ہے مگر اس میں عقل زائل نہیں ہوتی۔

(ز)

"مدهوش"۔ دہش سے بنا ہے لغت میں اس کا معنیٰ تحیّر حیرانگی ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں:

(۱) ردّ المحتار جلد ۲ صفحہ: ۴۶۳، ۴۶۲۔۔

"ذَهَبَ عَقْلُهُ مِنْ ذُهْلٍ أَوْ وَلَهٍ بَلْ اِقْتَصَرَ عَلٰى هٰذا فِي الْمِصْبَاحِ فَقَالَ فَإِنَّهٗ فِي الْقَامُوْسِ قَالَ بَعْدَهَا أَوْ ذَهَبَ عَقْلُهٗ حَيَاءً أَوْ خَوْفًا هٰذَا هُوَ الْمُرَادُ هُنَا"۔ (۱)

جس کی عقل خوف وہراس سے زائل ہو جائے "قاموس نے لکھا خوف یا حیاء کی وجہ سے عقل زائل ہونا۔ "فتاویٰ خیریہ" میں دہش کو جنون کی قسم بتایا گیا عقل زائل ہونا

غضب کی تعریف اور علاج

(۷)

"اَلْغَضَبُ ۔ (غصہ) ثَوَرَانُ دَمِ الْقَلْبِ اِرَادَةً لِاِنْتِقَامِ (قَالَهُ الرَّاغِبُ) وَقَالَ السَّيِّدُ "تَغَيُّرٌ" يَحْصُلُ عِنْدَ غَلَيَانِ دَمِ الْقَلْبِ لِيَحْصُلَ مِنْهُ التَّشَفِّي لِلصَّدْرِ" وَمَنْ اَبْغَضَ اَحَدًا وَاَحَبَّ الْاِنْتِقَامَ مِنْهُ فَهُوَ غَضْبَانُ "۔ (۲)

"دل کے خون کا جوش مارنا بدلہ کے ارادہ سے یہ امام راغب اصفہانی نے تعریف کی اور سید شریف نے کہا انسان کے اندر خون کے جوش مارنے سے ایسا تغیر جسکی وجہ سے وہ انتقام پر اتر آئے غضب کہلاتا ہے۔ جو کسی سے بغض رکھے اور بدلہ پر اتر آئے اس کو غضبان (غصہ والا) کہتے ہیں۔ (یاد رہے غضب میں عقل زائل نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ وہ انتقام پر اتر آتا ہے یہ حکم عمومی ہے۔ ہاں زوال عقل کے من جملہ اسباب میں سے سبب بن سکتا ہے مگر ضروری نہیں کہ غصہ کی وجہ سے

(۱) ردّ المحتار و فتاویٰ خیریہ ۔۔ (۲) القواعد الفقه صفحہ: ۱۰۴ ۔

عقل زائل ہو جائے یہ امر عارضی ہے اسی لئے حدیث شریف میں اسکا علاج تجویز کیا گیا"۔

غصہ کا علاج:

عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَاَنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ اِنَّمَا يُطْفَاءُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّاءَ (۱)

حضرت عطیہ بن عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے۔ اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے لہٰذا جب کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کرلے۔

دوسری حدیث:

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْيَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وَ اِلَّا فَلْيَضْطَجِعْ۔ (۲)

(۱) سنن ابی داؤد، کتاب الادب، رقم الحدیث (۴۷۸۴) مطبوعہ دارالفکر بیروت الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء۔ مسند امام احمد رقم الحدیث (۱۷۹۸۵)۔، مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب رقم الحدیث (۵۱۱۳)۔۔

(۲) سنن ابی داؤد کتاب الأدب برقم الحدیث (۴۷۸۲،۴۷۸۳)، مسند امام احمد رقم الحدیث (۲۱۳۴۸)، مشکوۃ المصابیح کتاب الآداب رقم الحدیث (۵۱۱۴) و الترمذی۔۔

"حضرت ابوذر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے
جس کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ غصہ دور ہو جائے تو فبہا
ورنہ لیٹ جائے"۔

فَلْيَجْلِسْ اور فَلْيَضْطَجِع صیغہ ہائے امر ہیں اور مامور پہ مکلف ہوتا ہے
جبکہ دیوانہ مکلف نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آپ آگے انشاء اللہ پڑھیں گے، کہ تین اشخاص سے
قلم اٹھالیا گیا ہے بچہ، مجنون اور نائم (سونے والا جب تک جاگ نہ اٹھے) نتیجۃً غصہ والا
ضروری نہیں کہ دیوانہ ہو البتہ دیوانگی کی وجوہ میں وجہ بن بھی سکتا ہے نہیں بھی۔

اغلاق کا معنی:

(ج)

"الاغـــلاق"۔ "اکراہ، جبر" (اس کا مفہوم پہلے ضابطہ نمبر ۵ جز (د) میں
بیان ہو چکا)

جنون میں "مَنْ فِی عَقْلِهٖ اختلالٌ" ٹھہرا تو معتوہ اور برسام والا بھی
از قسم، جنون ہی ٹھہرے گا بلکہ ان کے اقوال ذہنی طور پر خلل ہونے کی وجہ سے جب غیر معتبر
ٹھہرے تو اس عدم اعتبار میں مدہوش، مغمی علیہ بھی ہوں گے۔

بحر الرائق میں ہے:

"وَاَرَادَ بِالْجُنُوْنِ مَنْ فِی عَقْلِهٖ اِخْتِلَالٌ فِیْهِ فَیَدْخُلُ
الْمَعْتُوْه"۔ (۱)

ایک سطر بعد لکھا

"ویدخل المبرسم والمغمی علیه والمدهوش"۔

(۱) بحر الرائق جلد:۳ صفحہ: ۲۴۹ ۔

اور یہی معنی رد المحتار کی اس عبارت کا ہے:

"فان الجنون فنون ولذا فسره فی البحر باختلال العقل
وادخل فیه العته والبرسام والاغماء والدهش"۔ (۱)

"جنون کی کئی قسمیں ہیں، بحر الرائق نے جنون کو اختلال عقل سے تعبیر
کرنے کے بعد لکھا کہ عتہ اور برسام اور اغماء اور دہش اسی جنون کی
اقسام ہیں"۔

عتہ (معتوہ) اور برسام (المبرسم) کو جنون کی اقسام لکھا۔

مؤلف کا غصہ میں دی گئی طلاق میں مؤقف:

اس مختصری تمہید کے بعد میرا موقف یہ ہے کہ ﴿غصہ میں دی گئی طلاق خواہ عام
غضب کی حالت ہو یا اشد غضب ہر صورت میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔ شوہر کی دی گئی
طلاق تبھی نہ ہوگی جب شوہر دیوانہ ہو یا سو رہا ہو یا بچہ (نابالغ) ہو۔﴾ اپنے اس موقف و
دعویٰ کو ہم کتاب و سنت اور اقوال فقہاء اور تائید علمائے اہل سنت سے مزین کرنے کے
بعد مفتی صاحب کی لکھی گئی کتاب کے استدلال کی تذویر او کذب بیانی و خیانت کا ذکر
کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔



(۱) رد المحتار جلد:۲ صفحہ: ۴۶۳ مطبوعہ کراتشی۔

”کتاب وسنت، اجماع اور اقوالِ فقہاء سے دلائل“

کتاب اللہ سے استدلال:

دلیل نمبر:۱

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔﴾(۱)

ترجمہ: اگر شوہر نے تیسری طلاق بھی دے دی تو خاتون شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح کے بعد (وطی) نہ پائی جائے۔“

آیہ مبارکہ میں کسی کی تخصیص کئے بغیر حکم ہے کہ کوئی بھی طلاق دے تو حکم مذکورہ ہوگا طلاق دینے والا غصہ میں ہو یا نہ ہو۔ یہاں وہ شوہر مستثنیٰ ہوں گے جن کو حدیث نے خارج کر دیا۔ اسی لئے بدائع الصنائع میں علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

”مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ السُّكْرَانِ وَغَيْرِهٖ اِلَّا مَنْ خُصَّ بِدَلِيْلٍ وَهُوَ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الصَّبِيِّ والمعتوه“۔(۲)

یعنی قرآن مجید کی آیہ طیبہ بغیر کسی فرق کے نشہ اور غیر نشہ والے ہر فرد کو شامل (کوئی بھی طلاق دے تو حکم مذکورہ ہی ہوگا) اور یہ کہ کسی دلیل شرعی سے کسی فرد کو خاص کر دیا جائے جیسا کہ حدیث شریف میں

(۱) القرآن الحكيم سورة البقرہ: ۲۳۰ --(۲) بدائع الصنائع جز:۳ صفحہ: ۹۹ علامہ کاسانی، سنن الترمذی کتاب الطلاق واللعان رقم الحدیث (۱۱۹۱)--

آپ ﷺ نے فرمایا ہر دی گئی طلاق ہو جاتی ہے سوائے بچے کے اور دیوانہ کے ان کی دی گئی طلاق نہیں ہوتی۔

بدائع نے سوال قائم کیا۔ کیا غصہ والا کسی پر تہمت لگائے یا غصہ میں کسی کو قتل کرائے تو اس پر حد اور قصاص آئے گا یا نہیں؟ تمام کتب فقہ نے لکھا ان پر حد بھی ہوگی اور قصاص بھی۔ جبکہ سکران (نشئی) اور غصہ والے دونوں پر حد بھی ہوگی اور قصاص بھی حالانکہ:

”وَاَنَّهُمَا لَا يَجِبَانِ عَلٰى غَيْرِ الْعَاقِلِ دَلَّ عَلٰى عَقْلِهٖ قَائِمٌ“۔(۱)

”یہ دونوں قصاص اور حد غیر عاقل پر نافذ نہیں تو معلوم ہوا غصہ والا اور اسی طرح نشہ والا عقل نہیں کھوتے۔ اور عاقل کی دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے“۔

جب غصہ والا مکلف ٹھہرا تو رد المحتار علی در مختار کا فیصلہ سنئے!

”فَاِنَّ الْاُمَّةَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَ اَئِمَّةُ السَّلَفِ مِنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَالشَّافِعِيِّ وَ اَصْحَابِهِمَا اِجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنَّ طَلَاقَ الْمُكَلَّفِ وَاقِعٌ“۔(۲)

ترجمہ:۔ پوری امت صحابہ رضوان اللہ علیہم سے لے کر تابعین اور آئمہ سلف سیدنا امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور ان کے اصحاب اس پر متفق ہیں کہ مکلف کی دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

(۱) بدائع جلد:۳ صفحہ: ۹۹ --(۲) ردالمحتار علی در مختار جلد ۲ صفحہ: ۴۵۲--

دلیل نمبر: ۲

﴿وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ۔﴾(۱)

''جب تم خواتین کو طلاق دے چکو اور وہ عدت پوری ہونے کے قریب ہوں یا تو بھلائی کے پیش نظر رجوع کر لو یا پھر بھلائی ہی کے پیش نظر عدت پوری ہونے دو''۔

آیت کا پس منظر عرض کر دوں اس سے پہلے طلاقوں کا تذکرہ ہوا اس طرح کہ پہلے دو طلاقوں کا پھر خلع کا اور بعد ازاں تیسری طلاق کا خلع کا حکم بھی بیان ہو چکا۔ تیسری طلاق کا حکم بھی بیان ہو چکا دو طلاقوں کے بعد دو صورتیں پیش آ رہی تھیں ایک یہ کہ ابھی عدت پوری نہیں ہوئی دوسری یہ کہ دو طلاقوں کے بعد عدت پوری ہو چکی دونوں کے علیحدہ علیحدہ احکام بیان ہوئے کہ اگر ابھی عدت باقی ہے تو شوہر کو اختیار ہے چاہے تو بھلائی کے پیش نظر رجوع کرے چاہے تو عدت پوری ہونے دے۔ دوسرا حکم بیان ہوا کہ دو طلاقیں دیے جانے کے بعد اگر عدت پوری ہو چکی تو بیوی کو اپنے نکاح کا پورا پورا اختیار ہے چاہے تو پہلے شوہر ہی سے نکاح کرلے چاہے تو کسی اور سے بھی کر سکتی ہے۔ اسے اپنے نکاح کرنے سے روکو نہیں۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں:

"اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ اَيُّهَا الْاَزْوَاجُ" - (الخ)(۲)

''اے شوہرو! اگر تم طلاق دے چکو تو حکم یہ ہوگا''

''اذا'' عموم وقت کے لئے اور اسم فاعل کے عام ہونے کی دلیل بھی طلاق

(۱) القرآن الحکیم سورۃ البقرہ: ۲۳۱۔۔ (۲) تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۱۱۲۔۔

دینے والا شوہر (ماسوا مستثنیٰ کے جو کہ بچہ۔ دیوانہ اور سونے والا ہے) کیسا ہی طلاق دینے والا کیوں نہ ہو خواہ غصہ والا یا غیر غصہ والا اگر وہ طلاق دے چکے تو حکم یہ ہوگا۔ تذکرہ اوپر ہوا۔ اگر فرض کیجئے دی گئی غصہ والے کی طلاق نہ ہوتی تو حکم کے بیان کی ضرورت نہ تھی۔

دلیل نمبر: ۳

﴿وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ۔﴾(۱)

''اے شوہرو! اگر تم اپنی بیویوں کو جماع سے پہلے طلاق دے دو اور تم نے ان کے لئے مہر مقرر کر رکھا ہو تو جو مہر بھی مقرر کر رکھا ہو اس کا نصف دینا ہوگا''۔

آیت مبارکہ اپنے حکم کے اعتبار سے ہر شوہر کے لئے ہے اگر فرض کیجئے غصہ والے شوہر کی طلاق کا وقوع نہیں تھا تو کیا وہ اس حکم سے خارج ہے اگر ہے تو نص صریح جو مخصص ہو اس کی نشان دہی ہونی چاہیے مگر وقوع قیامت تک مفتی صاحب کوشش کر لیں آیت نہ ملے گی۔ جو اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ حکم غصہ اور غیر غصہ میں دی گئی طلاق والے شوہر دونوں ہی کے لئے ہے اور ادائے مہر کا حکم تبھی ہوگا جب طلاق ہو جائے۔

دلیل نمبر: ۴

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾(۲)

''اے ایمان والو! ایمان والی خواتین سے نکاح کرنے کے بعد وطی

(۱) القرآن الحکیم سورۃ البقرہ: ۲۳۷ (۲) القرآن الحکیم سورۃ الاحزاب: ۴۹۔۔

سے پہلے اگر تم انکو طلاق دے دو تو ان خواتین پر کوئی عدت نہیں ہے"۔

یہ حکم بھی اسی طرح ہے طلاق دینے والا غصہ میں ہو یا غیر غصہ میں وطی سے پہلے دی گئی طلاق کا حکم ایک ہی ہے ورنہ تخصیص لاؤ۔ جو دلیل ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

اسی طرح کی قرآن مجید میں بہت سی آیات طیبات عبارۃ النص اور اشارۃ النص سے اظہار کر رہی ہیں کہ غصہ والے کی دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔اب آئندہ صفحات پر چند احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔



حدیث "لا طلاق ولا عتاق فی غلاق" پر سیر حاصل بحث

تمہید:

احادیث طیبات جو غصہ میں دی جانے والی طلاق ہو جاتی ہے پر شواہد پیش کرنے سے پہلے میں وہ حدیث زیر بحث لانا چاہتا ہوں جس سے لاہور کے مذکورہ مفتی صاحب نے استدلال کیا کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی اور پوری کتاب میں وہی اپنے دعویٰ پر ایک حدیث پیش کر سکے ہیں جو کہ ماسواء تلفیق اور خواہشات نفسانی کی تکمیل اور احادیث ضعیفہ کے متلاشی ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔آیئے! میں پوری سند کے ساتھ اس حدیث انور کو پیش کر رہا ہوں۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ نے عنوان قائم کیا۔

"باب الطلاق علی غیض"

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِيُّ أَنَّ يَعْقُوبَ بْنَ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَهُمْ ثَنَا أَبِي عَنْ ابْنِ إِسْحٰقَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيدَ الْحِمْصِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ الَّذِي كَانَ يَسْكُنُ إِيلِيَا قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ فَبَعَثَنِي إِلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ وَكَانَتْ قَدْ حَفِظَتْ مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ "لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي

غِلَاقٍ "قَالَ اَبُو دَاوُدَ اَلْغِلَاقُ اَظُنُّهُ فِي الْغَضَبِ۔ (۱)

ترجمہ: ''امام ابو داؤد کا کہنا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید اللہ بن سعد زھری نے انہیں یعقوب بن ابراہیم سے حدیث بیان فرمائی ان کا کہنا ہے کہ ہمیں ابن اسحاق نے انہوں نے ثور بن یزید حمصی سے انہوں نے محمد بن عبید بن ابی صالح سے روایت کیا جو ''ایلیا کے رہنے والے تھے ان کا کہنا ہے کہ میں عدی بن عدی کندی کے ساتھ گھر سے نکلا حتی کہ ہم مکہ مکرمہ پہنچے محمد بن عبید بن ابی صالح کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے حضرت صفیہ بنت شیبہ کی طرف بھیجا حضرت صفیہ نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) سے حدیث انور یاد کر رکھی تھی حضرت صفیہ فرماتی ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ نہ ہی غلاق میں دی گئی طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی آزاد کیا گیا غلام آزاد ہوتا ہے'' امام

(۱) سنن ابی داؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۱۹۳) ۔ سنن ابن ماجه کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۰٤٦)۔ مسند امام احمد رقم الحدیث (۲٦۳٦۰) ۔ السنن الکبری للبیهقی ۱۰/۲۱،۷/۳۵۷-۳۵۵ ۔مصنف ابن ابی شیبة کتاب الطلاق باب من لم یر طلاق المکره شیأ رقم الحدیث (۱۲) ۔ مسند ابی یعلی رقم الحدیث (٤٤٤٤۔ ٤٥۷۰) ۔ شرح مشکل الآثار رقم الحدیث (٦٥٥) ۔ سنن دارقطنی ، کتاب الطلاق والخلع رقم الحدیث (۳۹۲۲،۳۹۲۳) ۔ المستدرك للحاکم کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۸۰۲،۲۸۰۳) ۔ السنن الصغر للبیهقی رقم الحدیث (۲٦۸۸) ۔ معرفة السنن والآثار للبیهقی رقم الحدیث (۱٤۸۰۹) التاریخ الکبیر للبخاری (۱۷۱،۱۷۲/۱) ۔ علل ابن ابی حاتم رقم الحدیث (۱۲۹۲) ۔۔

ابو داؤد فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اغلاق سے مراد غضب ہے''۔

حدیث انور آپ نے ملاحظہ فرمائی ۔ مفتی صاحب کا تمام تر زور استدلال ۔ امام ابو داؤد کے اس قول سے ہے کہ:

"اَظُنُّهُ فِي الْغَضَبِ"

''میرا گمان ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق مراد ہے''

ایک بات کو تو یہ پیش نظر رکھیں کہ یہ حدیث شریف کے الفاظ نہیں ہیں بلکہ امام ابو داؤد کی اپنی ذاتی رائے ہے جبکہ دیگر کثیر آئمہ کی رائے یہ ہے کہ اغلاق سے مراد غضب نہیں بلکہ اکراہ ہے (اکراہ سے مراد کسی کو مجبور کرنا ہے) غصہ میں دی گئی طلاق کا نہ ہونا امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ اور انکے ماننے والوں اور انکی فقہ پر عمل کرنے والوں کا مسلک ہرگز نہیں ہے۔ اگر مفتی صاحب:

﴿ اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ ﴾ (۱)

''کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے''

کا مصداق نہ بنتے اور کم از کم اس حدیث شریف کا حاشیہ ہی ملاحظہ کر لیتے تو گمراہی سے محفوظ ہو جاتے۔

حاشیہ نمبر ۵ پر لکھتے ہیں:

"عَلٰی غِلَاقٍ (الخ)" اَیْ فِی حَالَةِ الْغَضَبِ هٰكَذَا فِی كَثِيْرٍ مِنَ النُّسَخِ وَ فِی بَعْضِهَا عَلٰی غَلَطٍ فَالْمَعْنٰی يُخَافُ عَلَيْهِ الْغَلَطُ وَهِیَ فِي حَالَةِ الْغَضَبِ وَالْاَقْرَبُ اَنَّهٗ

(۱) القرآن الحکیم سورة الفرقان : ٤۳)۔۔

غَلَطٌ وَالصَّوَابُ غَيْظٌ ثُمَّ الطَّلَاقُ فِي غَيْظٍ وَاقِعٌ عِنْدَ
الْجُمْهُوْرِ وَ فِي رِوَايَةٍ عَنِ الْحَنَابِلَةِ اَنَّهُ لَا يَقَعُ ۔(۱)

یعنی غیظا (غصہ کی حالت) ابوداؤد کے نسخوں میں زیادہ نے غضب کا
لفظ ہی لکھا اور بعض نسخوں نے غلط کا لفظ لکھا یعنی غصہ کی حالت میں غلطی
کا احتمال ہے لیکن یہ قول درست نہیں بلکہ لفظ غیظا ہی ہے۔ پھر جمہور علماء
کا مسلک یہی ہے کہ «غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے»۔ حنبلیوں
(امام احمد بن حنبل کی فقہ پر عمل کرنے والے) کے ہاں نہیں ہوتی۔

دوسرے محشی نے لکھا:

"ثُمَّ الطَّلَاقُ فِي غَيْظٍ وَاقِعٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَفِي رِوَايَةٍ
عَنِ الْحَنَابِلَةِ اَنَّهُ لَا يَقَعُ فِي غِلَاقٍ ۔ وَهُوَ الْاِكْرَاهُ اَخَذَ
الْاَئِمَّةُ الثَّلٰثُ بِهٰذَا عِنْدَنَا قِيَاسًا عَلَى الْهَزَلِ"۔

یعنی غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے یہی جمہور آئمہ کا مسلک ہے حنبلی
کہتے ہیں کہ غلاق میں طلاق نہیں ہوئی جبکہ غلاق کا معنی اکراہ ہے آئمہ
ثلاثہ تینوں باقی امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مدینہ مالک علیہم الرحمہ کا
یہی مسلک ہے کہ یہ حضرات ہزل پر قیاس کرتے ہیں۔ (ہزل مذاق
کے طور پر طلاق دینے کو کہتے ہیں)۔

اس پر مختلف آئمہ محدثین کی رائے ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ

(۱) ابوداؤد صفحہ ۲۹۸ حاشیہ نمبر ۵ مطبوعہ کراچی۔۔

لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِي غِلَاقٍ رَوَاهُ ابو دَاؤُدَ وَ ابن مَاجة
قِيْلَ مَعْنَى الْاِغْلَاقِ الْاِكْرَاهُ ۔(۱)

ترجمہ: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے
رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا اغلاق میں دی گئی نہ طلاق ہوتی ہے
اور نہ ہی غلام آزاد ہوتا ہے "اغلاق کا معنی اکراہ ہے"

اوپر ذکر کردہ مشکوٰۃ میں نقل کی گئی حدیث شریف کی شرح میں احناف کے جلیل
القدر محدث ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:

"(فِي الْاِغْلَاقِ) بِكَسْرِ الْهَمْزَةِ اَيِ الْاِكْرَاهُ بِهِ اَخَذَ مَنْ
لَمْ يُوْقِعِ الطَّلَاقَ وَالْعِتَاقَ مِنَ الْمُكْرَهِ وَ هُوَ مَالِكٌ
وَالشَّافِعِيُّ وَ اَحْمَدُ وَ عِنْدَنَا يَصِحُّ طَلَاقُهُ ، اِعْتَاقُهُ ،
وَنِكَاحُهُ قِيَاسًا عَلٰى صِحَّتِهَا مَعَ الْهَزَلِ كَذَا فِي شَرْحِ
الْوِقَايَةِ ۔ (۲)

رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ وَ قِيْلَ مَعْنَى الْاِغْلَاقِ (الْاِكْرَاهُ)
قَالَ الطِّيْبِيُّ وَ عِنْدَ اَبِي دَاؤُدَ فِي اِغْلَاقٍ اَظُنُّهُ الْغَضَبَ قَالَ
الْمُنْذِرِيُّ الْمَحْفُوْظُ "لَا اِغْلَاقَ" وَ فَسَّرَهُ بِالْاِكْرَاهِ لِاَنَّ
الْمُكْرَهَ يُغْلَقُ عَلَيْهِ اَمْرُهُ وَ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ فِي تَصَرُّفِهِ كَمَا
يُغْلَقُ الْبَابُ عَلَى الْاِنْسَانِ"۔

(۱) مشکوٰۃ شریف کتاب الطلاق صفحہ: ۲۸۴ مطبع مجتبائی دھلی۔۔

(۲) رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔۔

یعنی اغلاق کا لفظ ہمزہ کی زیر کے ساتھ پڑھا جائے اس کا معنی اکراہ یعنی زبردستی ہے اور یہی معنی ان احباب نے کیا ہے جنہوں نے حالت اکراہ (جبر) میں دی گئی طلاق اور اعتاق واقع ہونا قرار نہیں دیا امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل یہی معنی اغلاق کا یعنی اکراہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں (کہ مکرہ) کی طلاق نہیں ہوتی۔ ہمارے (احناف) کے ہاں مکرہ (مجبور کیے گئے) کی طلاق اور عتاق دونوں ہی ہوجاتے ہیں۔ (ہمارے ادلہ میں دوسری احادیث کے علاوہ ہزل غصے میں دی گئی طلاق اور عتاق دونوں ہی ہو جاتے ہیں۔ (ہمارے ادلہ میں دوسری حدیث کے علاوہ (غصے میں دی گئی طلاق) پر قیاس بھی کیا گیا ہے۔ ایسے ہی شرح وقایہ نے لکھا ایک روایت یہ ہے اغلاق کا معنی الاکراہ ہے طیبی نے فرمایا کہ ابوداؤد کے ہاں اغلاق سے مراد غضب یعنی غصہ ہے منذری نے لکھا لفظ جو محفوظ ملاوہ اغلاق ہے۔ طیبی نے فرمایا کہ ابوداؤد کے ہاں اغلاق سے مراد غضب یعنی غصہ ہے۔ اور اغلاق کی تفسیر ''الاکراہ'' سے کی گئی اس لئے کہ اکراہ میں اس مکرہ کے اختیار کو بند کردیا جاتا ہے اور اسکے تصرفات بند ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے کسی پر گھر کا دروازہ بند کردیا جاتا تو اور اغلاق کا لغوی معنی بند کرنا ہوا۔ انتہی۔

دیگر احباب محدثین کی رائے بھی انشاء اللہ عرض کرونگا۔ مگر ان سے پہلے قارئین چند اور باتیں ملاحظہ کرتے چلیں۔ اس حدیث گرامی سے مفتی صاحب کا ایک اس وجہ سے اپنے مسلک پر استدلال درست نہیں کہ جمہور کا قول ''اغلاق'' سے الاکرہ ہے کہ

غضب مراد لینا وہ صرف اور صرف امام ابوداؤد کا اپنا گمان ہے۔ اور اصول نمبر ۵ بیان ہوا کہ جب لفظ کثیر معانی پر بولا جائے تو معنی جمہور والا لیا جائیگا۔

دوسری بات جب لفظ اغلاق میں کئی احتمال ٹھہرے تو لفظ محتمل سے احکام کا استدلال درست نہیں رہتا۔ اسے آئمہ اصول ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں

"إِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ"

''یعنی جب لفظ میں کئی معانی کا احتمال ہو تو استدلال کرنا باطل ہے''

کیوں کہ عین ممکن جس معنی کو لے کر حکم بیان کیا جارہا ہے وہ مراد ہی نہ ہو بلکہ دوسرا معنی مراد ہو۔

جرح وتعدیل کے اعتبار سے حدیث ابو داؤد :

تیسرے اس حدیث سے غصہ میں دی گئی طلاق عدم وقوع طلاق کا پر حکم اس لئے درست نہیں کہ اس کی سند میں محمد بن عبید اللہ بن ابی صالح ہے یہ ضعیف تھا اس طرح یہ حدیث ضعیف ٹھری۔ ضعیف حدیث سے احکام کا استدلال درست نہیں ہوتا۔ آئمہ جرح وتعدیل کی رائے محمد بن عبید بن ابی صالح ملاحظہ فرمائیں:

(ا)

واخرجه ابن ماجه ایضاً فی اسناده محمد بن عبید بن ابی صالح المکی "وهو ضعیف"۔(۱)

ابن ماجہ نے بھی ابوداؤد والی اس حدیث کو نقل کیا۔ اور اس کی سند میں محمد بن عبید بن ابی صالح ہے اور وہ ضعیف ہے۔

---

(۱) شرح ابن جوزی (لابی داؤد جلد: ۳ صفحہ: ۱۱۷، ۱۱٤، بیروت)۔

(ب)

المستدرك علی الصحیحین میں حدیث کی سند کے ذکر کرنے کے بعد لکھا:

"فقالت حدثنی عائشه رضی الله عنها انها سمعت رسول الله ﷺ یقول لاطلاق و لا عتاق فی الاغلاق هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجا وقال الذهبی محمد بن عبید لم یحتج به مسلم وقال ابو حاتم ضعیف "۔ (۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اغلاق والے کی نہ طلاق ہوتی ہے اور نہ ہی اعتاق (یعنی غلام آزاد کرنا) یہ حدیث مسلم کی شرائط پر پوری اترتی تھی مگر نہ تو اسے بخاری شریف نے نقل کیا اور نہ ہی مسلم شریف نے اور امام ذہبی نے لکھا کہ مسلم شریف نے محمد بن عبید سے کوئی حدیث نہیں لی اور ابو حاتم نے کہا کہ محمد بن عبید بن ابی صالح ضعیف ہے۔

حدیث نمبر ۲۸۰۳ میں ایک اور سند کے ساتھ حدیث نقل کی وہ ثور بن یزید سے ہے مگر اس میں نعیم پڑتا ہے اس کے بارے میں ذہبی لکھتے ہیں۔" و نعیم من المناکیر" اس روایت کو نقل کرنے والا نعیم منکر الحدیث ہے۔

کسی بھی حدیث کی صحت کا معیار اس کے راوی کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ جب

(۱) المستدرك علی الصحیحین لحافظ ابی عبدالله محمد بن عبدالله الحاکم نیشا پوری صفحه ۱۰۰ حدیث ۲۸۰۲ ' ۲۸۰۳ مطبوعه ریاض۔۔

راوی ضعیف ہوگا تو روایت کردہ حدیث بھی ضعیف کہلائے گی اس کے پھر بہت سے درجے ہیں اور اگر راوی منکر ہوگا تو حدیث بھی منکر ہوگی۔ مفتی صاحب اس سے بے خبر نہیں مگر ان کے استاد گرامی کا ارشاد نقل کر رہا ہوں تا کہ شاید غیرت جاگ اٹھے۔

حدیث ضعیف:

"وہ حدیث ہے جسکے رواۃ (راوی) میں صفات معتبرہ فی الصحیح والحسن سب یا بعض نہ پائی جائیں اور شذوذ یا نکارت (منکر ہونا) کی وجہ سے اس راوی کی مذمت کی گئی ہو"۔(۱)

حدیث منکر:

"اگر ضعیف راوی نے قوی راوی کے خلاف روایت کی تو اس کی حدیث کو منکر کہتے ہیں"۔(۲)

اور ملاحظہ فرمائیں:

اغلاق کے بارے میں شارح بخاری کی رائے:

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ہے:

"وقال ابن المرابط الاغلاق حرج النفس ولیس کل من وقع له فارق عقله ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان لکان لکل احد ان یقول فیما جناه کنت غضبان "۔(۳)

(۱) مقالات کاظمی حصہ اول صفحہ: ۲۲۷ مطبوعہ شرکت حنفیہ لاہور۔۔ (۲) حوالہ ایضاً۔۔

(۳) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد:۹ صفحہ ۱۸۷ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی۔

یعنی ابن مرابط نے کہا کہ اغلاق ۔ جرح نفس کا نام اور یہ ہرگز ایسا نہیں کہ جس کے لئے ذہنی کو وقت ہو اس کی عقل جاتی رہے اور اگر غصہ کی وجہ سے کہہ دیں کہ طلاق نہ ہوتی تو ہر آدمی طلاق دے کر کہہ دے گا کہ میں غصہ میں تھا۔ پھر لکھا:

"واراد بذلك الرد على من ذهب الى ان الطلاق فى الغضب لايقع وهو مروى عن بعض متاخرى الحنابلة ولولم يوجد احد من متقدميهم الا ماشار اليه ابو داؤد واليه ذهب اهل العراق فليس بمعروف عن الحنفية معناه النهى عن ايقاع الطلاق الشرعى مطلقاً المراد النفى عن فعله لاالنفى لحكمه"۔(۱)

"اس سے مقصدان لوگوں کا رد کرنا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی اور یہ مسلک بعض متاخرین حنبلیوں سے منقول ہے اگرچہ پہلے حنبلیوں سے یہ مسلک منقول نہیں صرف متقدمین سے ، ابوداؤد سے منقول ہے۔ احناف سے یہ مسلک نہیں ملتا۔"

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اغلاق کا معنٰی غصہ لینا بعض حنبلیوں کا مسلک ہے اور وہ بھی متاخرین کا جس کی طرف امام ابوداؤد نے اشارہ کیا احناف اس کے قائل نہیں ۔ ایک اغلاق کا معنٰی تین طلاقیں بیک دینے سے روکنا بھی ہے مگر یہ معنٰی نہیں کہ دے دیں تو نہ ہوئیں بلکہ ہو جائیں گی۔

(۲)فتح الباری جلد: ۹ صفحہ ۴۸۷ ۔۔

امام بخاری کے عنوان اغلاق پر علامہ بدرالدین عینی کی رائے :

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام بخاری کے اغلاق کے بارے میں قائم کردہ عنوان کی تشریح میں علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: امام بخاری علیہ الرحمہ نے عنوان قائم کیا:

"باب الطلاق فى الاغلاق والكره والسكران والمجنون والغلط والنسيان فى الطلاق والشرك وغيره"

اس پر بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

اى هذا باب فى بيان حكم الاغلاق اى الاكراه لان المكره يغلق عليه فى امره وذكر الفارسى فى كتابه مجمع الغرائب قول من قال الاغلاق الغضب قال هذا غلط لان اكثر طلاق الناس فى الغضب انما هوالاكراه۔ (۱)

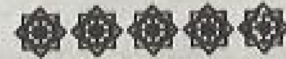
"ترجمہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے مذکورہ عنوان کی توضیح میں لکھا یعنی یہ باب اغلاق کے حکم بیان کرنے میں ہے یعنی اغلاق کا معنٰی اکراہ (مجبور کرنا) ہے اس لیے کہ مکرہ پر اس کے امر کو بند کر دیا جاتا ہے۔

(۱)عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد: ۲ صفحہ: ۲۰۰ مطبوعہ بیروت لبنان۔

اغلاق کے بارے علامہ فارسی کی رائے:

علامہ فارسی نے اپنی کتاب "مجمع الغرائب" میں لکھا کہ جس شخص نے اغلاق کا
معنیٰ غصہ لکھا اس نے غلط لکھا اس لیے کہ طلاق اکثر ہوتی ہی غصہ میں ہے اغلاق سے مراد
اکراہ ہے۔ بحث کے آخر میں لکھا:

"واما حکم الطلاق فی الغضب فانّه یقع "(۱)
"یعنی غصہ میں دی گئی طلاق کا حکم یہ ہے کہ وہ ہو جاتی ہے"



(۱)مجمع الغرائب صفحہ : ۲۵۱ جلد ۲ مطبوعہ بیروت ..

ابوداؤد شریف کے عنوان اور روایت پر کچھ مزید "تبصرے"

" باب فی الطلاق علی غلط "

وفی بعض النسخ علی غیظ بدل علی غلط ونقل فی الحاشیة عن فتح الودود فی حالة الغضب وهكذا فی كثير من النسخ و فی بعضها علی غلط فالمعنیٰ فی حالة يخاف عليه الغلط وهی حالة الغضب والاقرب انه غلط والصواب غيظ ثم الطلاق علیٰ غيظ واقع عند الجمهور وفی رواية عن الحنابلة انه لايقع والظاهر انه المختار المصنف رحمة الله تعالی۔(۱)

یعنی عنوان میں بعض نسخوں میں غلط کی جگہ غیظ لکھا ہے۔ فتح ودود کے حاشیہ میں ہے "فی حالۃ الغضب" ایسے ہی دوسرے نسخوں میں بھی یہی مذکورہ ہے البتہ بعض نے "علی غلط" کا ذکر ہے اس وقت معنیٰ یہ ہوگا ایسی حالت جس میں غلطی کا ڈر ہو اور وہ غصہ کی حالت ہے۔ درست یہی ہے کہ عنوان میں لفظ غیظ ہی ہے۔

پھر مسئلہ یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق جمہور آئمہ کے ہاں ہو جاتی ہے ایک روایت بعض حنابلہ سے ہے کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی۔

(۱) بذل الجمهور فی حل ابی داؤد جلد ۵ صفحه : ۲۸۲،۲۸۱،۲۸۰ ..

خلاصہ یہ کہ غصہ میں دی گئی طلاق کا نہ ہونا حنبلیوں کا مذہب ہے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ اور ان کے ماننے والوں کا مذہب یہی ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

حدیثِ ابو داؤد کے بارے میں ابو حاتم کی رائے :

صفحہ ۲۸۱ پر حدیث نقل کی اور شرح میں لکھا:

"وقال ابو حاتم :ضعیف الحدیث"

اس میں ابوحاتم نے محمد بن عبید بن ابی صالح کو ضعیف قرار دیا

صفحہ ۲۸۲ پر لکھا ہے:

"قولہ فی اغلاق بکسر الهمزة وسکون العین المعجمة وَاٰخِرہٗ قاف فسرہ علماء بالاکراہ۔"

یعنی اغلاق سے مراد "اکراہ" ہے ابن ماجہ نے بھی حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا اور اس میں محمد بن عبید بن ابی صالح کی بجائے عبید بن ابی صالح لکھا جس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ یہ ابن ماجہ کا وہم ہے اصل روائیت محمد بن عبید سے ہے نہ کہ عبید بن ابی صالح سے۔

علّامہ ابن حجر عسقلانی کی رائے :

تہذیب التہذیب میں ابن حجر عسقلانی نے لکھا:

"قال ابو حاتم "ضعیف الحدیث" ۔(۱)

"ابوحاتم نے اس سند کے محمد بن عبید بن ابی صالح کو ضعیف لکھا"

(۱) تہذیب التہذیب جلد: ۹ صفحہ: ۲۹۳ مطبوعہ عبدالتواب اکیڈمی ملتان۔۔

تکملہ ابو داؤد فتح الملک کی رائے :

فتح الملک المعبود تکملہ شرح سنن ابی داؤد میں لکھا: (۱)

پہلے تو مع سند کے پوری حدیث شریف کو نقل کیا پھر شرح میں لکھا:

رواہ محمد بن عبید بن ابی صالح المکی روی عن صفیة بنت شیبه وعدی بن عدی الکندی ومجاهد بن جبر وعنه ثور بن یزید الحمصی و عبید الله بن ابی جعفر المصری قال ابو حاتم ضعیف الحدیث ،

اس میں بھی ابوحاتم کے حوالہ سے محمد بن عبیداللہ بن ابی صالح کو ضعیف الحدیث لکھا۔

"(الطلاق والاعتاق فی اغلاق) هکذا باثبات الهمزه المکسورة فی اکثر النسخ وفی بعضها فی غلاق بدون الهمزة و "لا" نافیه و قیل النفی فیه بمعنی النهی والاغلاق الاکراه لانه اذا اکره أُغلِقَ علیه رایه وقیل الاغلاق معناه الغضب کما اشار الی ذالك المصنف بعد بقوله الغلاق اظنّه، الغضب وحکی البیهقی انه روی علی الوجهین الاکراه والغضب فان کانت الراویة بغیر الف هی الراجحة فهو الاغلاق (قال)

(۱) فتح الملک المعبود تکملہ شرح سنن ابی داؤد جلد: ٤ صفحہ: ۱۱۶،۱۱۷،۱۱۸ مکتبہ اسلامیہ ریاض ۔۔

المطرزی قولهم ایاك والغلق ای الضجر والغضب ۔ ورد الفارسی علی من قال الاغلاق الغضب و غلط فی ذالك وقال ان طلاق الناس غالباً انما هو فی حالة الغضب افاده الحافظ فالراجح ان المراد من الاغلاق الاکراه"۔

"الطلاق والاعتاق فی اغلاق"۔ ہمزہ کی زیر کے ساتھ اکثر نسخوں میں آیا (اغلاق) اور بعض نسخوں میں "غلاق" ہمزہ کے بغیر بھی آیا۔ لاطلاق میں "لا" نافیہ ہے اور بمعنٰی نہی ہے (یعنی تین طلاقیں بیک وقت مت دو) اور اغلاق کا معنٰی اکراہ (جبر) ہے۔اس لئے کہ اکراہ کی صورت میں آدمی کو اپنی رائے دینی دشوار ہوتی ہے رائے بند ہو جاتی ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں الاغلاق کا معنٰی غضب (غصہ) ہے جیسا کہ مصنف (امام ابوداؤد) نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے امام بیہقی نے بھی یہ دونوں معنٰی بیان کیے ہیں۔ اکراہ بھی، غضب بھی، اس کے بعد مطرزی کا قول ذکر کیا۔ علامہ فارسی نے اغلاق سے غضب مراد لینے والوں کا رد کیا اور اسے غلط قرار دیا اور لکھا کہ لوگوں کا طلاق دیا جانا اکثر و بیشتر حالت غصہ ہی میں ہوتا ہے"۔

علامہ بدرالدین عینی کی غصہ میں دی گئی طلاق کے بارے مسلک:

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"واما حکم الطلاق فی الغضب فانه یقع "(۱)

''غصہ میں دی گئی طلاق کا حکم یہ ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے"

امام ذہبی کا قول ذکر ہوا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ نے محمد بن عبداللہ بن ابی صالح سے کوئی حدیث اپنی کتاب میں ذکر ہی نہیں کی (چہ جائیکہ وہ اغلاق والی حدیث ذکر کرتے) اور امام بخاری علیہ الرحمہ کا معیار ذکر حدیث تو اس سے بھی سخت ہے اور "مستدرك علی الصحیحین" کے حوالہ سے پہلے ذکر کیا جا چکا نہ تو امام بخاری نے اور نہ امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کے شارحین نے اغلاق کی بحث میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

یہ کس قدر بددیانتی اور خیانت مجرمانہ ہے کہ حدیث کو جہاں ابوداؤد نے ذکر کیا وہاں ان جلیل القدر آئمہ کی طرف نسبت کر دی کہ انہوں نے بھی بخاری و مسلم میں ذکر کیا۔ اگر مفتی لاہوری بخاری اور مسلم سے حدیث ابوداؤد کو نکال دکھائیں تو میں اپنی حلال کمائی سے انہیں (1/4 1) سوا روپیہ بطور انعام پیش کروں گا۔

بخاری شریف میں محشی کی ذکر کردہ حدیث یقیناً اطمینان کا باعث ہوگی ملاحظہ فرمائیں:

"ذکر ابن ابی شیبه من طریق نافع ان الحجر بن عبدالرحمٰن طلق امرأته ان کان معتوه فامرها ابن عمر بالعدّة فقیل له انه معتوه قال انی لا اسمع اللّٰه استثنی المعتوه طلاقًا ولا غیره" ۔ (۲)

---

(۱) عمدة القاری شرح صحیح بخاری جلد: ۲ صفحه: ۲۵۱ ۔۔

(۲) بخاری شریف جلد:۲ حاشیه : ۵ صفحه : ۷۹٤ مصنف ابن ابی شیبه کتاب الطلاق با ب ما قالوا فی طلاق المعتوه رقم الحدیث (٤) ۔۔

"یعنی محمد بن عبدالرحمٰن نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی اور یہ معتوہ تھے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ابن عبدالرحمٰن کی اہلیہ کو عدۃ گزارنے کا حکم دیا (طلاق کے واقع ہونے پر فتویٰ دیا) اور ساتھ ہی فرمایا میری شنید میں نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معتوہ کی دی ہوئی طلاق کو مستثنیٰ قرار دے کر کہا ہو کہ معتوہ کی طلاق نہ ہوگی"۔

یہ مسئلہ اس لیے ذکر کیا کہ حنبلی حضرات کا مسلک اختیار کرتے ہوئے مفتی صاحب نے معتوہ کو غصہ زدہ قرار دے کر لکھا اس کی طلاق نہیں ہوتی۔

خلط مبحث:

ابوداؤد شریف کی حدیث کے ضمن میں ایک اور بات سامنے آئی کہ غصہ میں دی گئی طلاق کا وقوع نہ ہونا یا احناف کا مذہب نہیں بلکہ حنابلہ (یعنی امام احمد بن حنبل کے ماننے والوں) کا ہے۔ اسی کو خلط مبحث کرتے ہوئے غصہ کی قسمیں بنا ڈالیں آیئے ہم اس کا جائزہ لیں:

حافظ ابن قیم کی غصہ کی اقسام پر بحث:

القواعد الفقہیہ صفحہ ۱۴۰ پر ہے:

"وجعله ابن القيم الحنبلي على ثلثة اقسام احدها ان يحصل له مبادى الغضب بحيث لا يتغيره عقله ويعلم مايقول و يقصد والثانى ان يبلغ النهاية فلا يعلم مايقول فلا يريد والثالث المتوسط بين الاثنين"۔

"یعنی ابن قیم حنبلی (جو ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں) نے غصہ کی تین

قسمیں کیں ہیں پہلی قسم یہ ہے کہ کہ غصہ کی مبادیات پائی جائیں اس طرح کہ نہ تو عقل پر اثر پڑے اور یہ بھی جانے کہ وہ کیا کہہ رہا ہے دوسری قسم یہ ہے کہ غصہ اپنی شدت کے ساتھ انتہا کو پہنچا ہوا اور اسے معلوم نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے تیسری قسم یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے درجہ کے درمیانی شکل ہو"۔

ابن قیم نے حنبلیوں کا مسلک ظاہر کیا کہ غصہ کی پہلی صورت میں طلاق ہو جاتی ہے دوسری قسم میں نہیں ہوتی اور تیسری جو درمیانی ہے اس میں بھی نہیں ہوتی (اسے مفتی احب نے معتوہ سے تعبیر کر کے احکام بیان کئے) اور یہ ہمارا یعنی احناف کا مذہب ہے ہیں خالصتاً حنبلیوں کا مذہب ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ردّ المحتار علی در مختار میں حضرت علامہ ابن عابدین علیہ الرحمہ ابن قیم کی عبارت ل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"وللحافظ ابن القيم الحنبلى رسالة فى طلاق الغضبان قال فيها انّه على ثلثةِ اقسام احدها ان يحصل له مبادى الغضب بحيث لا يتغير عقله ويعلم مايقول ويقصد وهذا لا اشكال فيه الثانى ان يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريده فهذا لا ريب انه لا ينفذ شيئ من اقواله - الثالث من توسط بين المرتبتين بحيث لم يصير كالمجنون فهذا محل النظر والادلة تدل على عدم نفوذ اقواله الخ۔ ملخصًا من شرح الغاية الحنبلية

لکن اشار فی الغایة الی مخالفتہ فی الثالث حیث قال
و یقع طلاق من غضب خلافًا لابن القیم ھذا الموافق
عند نا لمامر (الخ)۔ (۱)

''یعنی حافظ ابن قیم حنبلی نے غصہ میں دی گئی طلاق کے بارے میں ایک رسالہ لکھا اور اس میں کہا کہ غصہ کی تین قسمیں ہیں پہلی یہ کہ ابھی غصہ کے مبادیات ہی پائے جارہی تھیں نہ تو عقل پر کوئی اثر پڑا اور ساتھ ہی ساتھ وہ جانتا بھی تھا کہ کیا کہہ رہا ہے اور اس کا ارادہ بھی تھا۔ اس صورت میں (دی گئی طلاق کے وقوع میں) کوئی اشکال نہیں دوسری صورت یہ کہ غصہ انتہاء کو اس طرح پہنچا کہ نہیں جانتا کیا کہہ رہا ہے کیا کررہا ہے (دیوانگی) اس صورت میں دی گئی طلاق کے نہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ تیسری صورت درمیانی نہ تو دیوانگی مگر دیوانوں کی سی صورت یہ مختلف فیہ ہے''۔

دلائل چاہتے ہیں کہ طلاق نہ ہو۔ لیکن خود ہی غایہ کے اندر ذکر کیا کہ اس تیسری صورت میں اختلاف ہے عبارت میں لکھا:

"ویقع طلاق من غضب خلافًا لابن القیم"

کہ غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے ابن قیم حنبلی اس سے اختلاف رکھتے ہیں۔ اس پر علامہ شامی لکھتے ہیں کہ ہمارا احناف کا یہی مسلک ہے (یعنی غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے) غور طلب بات یہ ہے کہ ابن عابدین علیہ الرحمہ احناف کا مسلک و مذہب بیان بھی کررہے ہیں اور ابن قیم حنبلی سے اپنا اختلاف بھی ذکر کررہے ہیں نہ معلوم

(۱) رد المحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ: ۴۶۳۔۔

مفتی صاحب کو یہ کیوں نظر نہ آیا اور اس تیسری قسم کو معتوہ قرار دے کر لکھ دیا کہ طلاق نہ ہوگی۔ فقہاء کی تصریحات موجود ہیں کہ سکران وغضبان والے کسی پر تہمت لگائیں تو ان پر حد لگے گی اگر کسی کو قتل کردیں تو حداً قتل کیے جائیں گے۔ اگر غصہ والا دیوانہ ٹھہرے تو دیوانہ پر نہ حد ہے اور نہ ہی اس سے قصاص ہے مؤطا امام مالک میں ہے:

"مالك انه بلغه ان سعید بن المسیّب و سلیمان بن یسار سئلا عن طلاق السکران فقالا اذا اطلق السکران جاز طلاقه وان قتل قُتل"۔(۱)

''سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے پوچھا گیا کہ سکران کے بارے میں کیا حکم ہے تو انہوں نے کہا کہ اگر طلاق دے دی تو ہو جائے گی اگر کسی کو قتل کردیا تو اس کے بدلہ میں اس کو بھی قتل کردیں گے''۔

کمال الدین ابن ہمام نے فتح القدیر کی جلد ثالث میں ایک اصول بیان کیا ملاحظہ ہو:

"لکن معلوم من کلیّات الشرعیة ان التصرفات لاتنعقد الا ممن له اھلیة التصرف و آدرناھا بالعقل والبلوغ خصوصًا ماھو دائر بین الضرر والنفع"۔

''شرعی ضابطہ یہ ہے کہ کسی بھی شخص کے تصرفات تب درست ہوں گے جب اس میں اہلیت ہو اور اہلیت عقل اور بلوغ سے ہے۔ تہمت لگانے پر حد لگنا اور کسی کو قتل پر قتل کیا جانا اہلیت تصرف کی دلیل ہے جب غصہ والا اہل ٹھہرا تو دی ہوئی طلاق کیوں نہ ہوگی''۔

(۱) موطا امام مالك كتاب الطلاق صفحه: ۵۲۹۔۔

حدیثِ ابوداؤد کی بحث سے حاصل ہونے والے نتائج:

مندرجہ بالا حدیث سے جو امور سامنے آئے وہ ذیل میں درج ہیں

نمبر ۱

حدیث شریف جسے امام ابوداؤد نے نقل فرمایا اور اغلاق کے بارے میں لکھا "اظنہ الغضب" یہ امام ابوداؤد کا اپنا گمان ہے الفاظ حدیث نہیں ہیں۔

نمبر ۲

حدیث شریف اپنی سند کے اعتبار سے ضعیف ہے اور حدیثِ ضعیف سے احکام کا استدلال درست نہیں ہوتا۔

نمبر ۳

اغلاق۔ کا معنیٰ اکراہ (غلق سے بند ہونا ارادے کا اظہار نہ ہونا) اور امام ابوداؤد کے ہاں غضب ہے۔ کثیر الوقوع معنیٰ کو ترجیح ہوتی ہے۔

نمبر ٤

اغلاق میں جب دونوں احتمال ہیں (اکراہ کا بھی اور غضب کا بھی) تو اصول " اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال " کے تحت غضب مراد لے کر حکم مرتب کرنا درست نہ ہوا۔

نمبر ٥

غصہ میں دی گئی طلاق کا نہ ہونا حنبلیوں کے ہاں ہے (وہ بھی متقدمین نہیں بلکہ متاخرین کے ہاں) احناف کے ہاں غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

نمبر ٦

حدیث ابوداؤد کے بارے میں کہنا کہ اسے امام بخاری اور امام مسلم نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا یہ ان حضرات پر جھوٹ باندھنا ہے اس حدیث کا تذکرہ بخاری کی شروح نے کیا ہے نہ کہ بخاری شریف نے۔

نمبر ۷

مکلف احکام نہ ہونا تین افراد کے لئے ہے۔ بچے، دیوانہ اور سونے والا جب تک نیند میں ہے۔ غصہ والا قتل کر دے تو قتل کیا جائے گا۔ کسی پر تہمت لگادے تو حد لگے گی جس سے اس کے اقوال اور افعال کے اعتبار کیے جانے کا علم ہوا۔

نمبر ۸

دیوانے، بچے، اور سونے والے کی دی گئی طلاق نہیں ہوتی۔

حدیثِ ابوداؤد پر ایک خدشہ اور اس کا جواب:

حدیثِ ابوداؤد کے بارے میں ایک خدشہ ابھی باقی ہے اس کا حل بھی ذکر کرتے چلیں تا کہ ہر طرح سے چہ گوئی ختم ہو جائے۔

سوال یہ تھا کہ ابو حاتم نے محمد بن عبید بن ابی صالح کو ضعیف قرار دیا جبکہ ابن حبان نے محمد بن عبید بن ابی صالح کو ثقہ راویوں میں شمار کیا۔؟

جواباً عرض ہے کہ اولاً تو ابن حبان کا ثقہ قرار دینا چنداں مفید نہیں کیونکہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ "اغلاق اظنہ الغضب" یہ الفاظ حدیث کے ہیں ہی نہیں لہٰذا تمام استدلال درست نہیں۔

دوسرا یہ اصول ہے کہ جب ایک راوی پر جرح ہوئی ہو اور دوسرے نے اسی

راوی کو عادل قرار دیا ہو تو جرح کو تعدیل پر ترجیح ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عادل ہونا اصل ہے۔ جب جرح وتنقید ہوئی تو کوئی نہ کوئی وجہ ہوگی (من جملہ وجوہ سے) جس کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا۔ اس لئے جرح اولیٰ ٹھہری۔

حسامی مع شرح نامی میں ہے:

"وَقَالُوْا فِی الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ اَنَّ الْجَرْحَ اَوْلٰى وَهُوَ الْمُثْبِتُ۔ (حسامی)، قَالُوْا فِی الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ اِذَا تَعَارَضَا اَنَّ الْجَرْحَ اَوْلٰى مِنَ التَّعْدِيْلِ وَالْحَالُ هُوَ الْمُثْبِتُ لِاَنَّهُ يُثْبِتُ اَمْراً عَارِضِياً لِاَنَّ الْعَدَالَةَ اَمْرٌ اَصْلِيٌّ"۔(۱)

ترجمہ: آئمہ اصول نے کہا کہ جب جرح وتعدیل کی صورت سامنے آئے تو جرح اولیٰ ہے اس پر نامی شرح حسامی نے لکھا جرح اور تعدیل کا جب تعارض آجائے تو تعدیل کی نسبت جرح کو ترجیح دی جائے گی کیونکہ خلاف اصل قول بغیر کسی دلیل درست نہیں ہوتا۔

"المسلك الذكى كا تمتمه الثواب الحلى"

"بَابُ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قُلَّتَيْنِ الْحَدِيْث"

"وَلَا يَخْفٰى اَنَّ الْجَرْحَ مُقَدَّمٌ عَلَى التَّعْدِيْلِ كَمَا فِى نُخْبَةٍ"(۲)

"یعنی یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ جرح تعدیل پر مقدم ہے جیسا کہ نخبۃ

(۱)حسامی مع نامی صفحہ:۱۶۱۔۔ (۲) حاشیہ ترمذی شریف صفحہ:۱۔۔

الفکر میں ابن حجر عسقلانی نے ذکر فرمایا"

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ جب حدیث ابوداؤد کے راوی محمد بن عبید بن ابی صالح کو ضعیف کہا گیا تو اب ابن حبان کی تعدیل چنداں معتبر نہ رہے گی اور حدیث ضعیف ہی قرار دی جائے گی۔ جس کی وجہ سے احکام کا استدلال درست نہ ہوگا۔

سُنن سے ثبوت کہ غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے:

اب آیئے! بات جہاں چھوڑی تھی وہاں سے پھر شروع کرتے ہیں اور وہ ہے کتاب اللہ سے دلائل کے بعد کہ سنت رسول اللہ بھی مقتضی ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

نمبر ۱

صرف تین بندے ایسے ہیں جن کے قول وفعل پر حکم نہیں لگتا علاوہ تین پر حکم لاگو ہوتا ہے کہیں گے تو بھی حکم کی زد میں ہوں گے کریں گے تو بھی حکم لگے گا۔

نسائی شریف میں ہے:

"بَابُ مَنْ لَا يَقَعُ طَلَاقُهُ مِنَ الْاَزْوَاجِ"

عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبُرَ وَعَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يَعْقِلَ اَوْ يُفِيْقَ(۱)

(۱) سنن النسائی کتاب الطلاق رقم الحدیث (۳۴۳۲) ۔ بقیہ اگلے صفحے پر

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے (یعنی ان کے قول وفعل پر حکم نہیں لگتا) سونے والے سے جب تک بیدار نہ ہو جائے دوسرے بچے سے جب تک بالغ نہ ہو جائے اور دیوانے سے جب تک سمجھنے نہ لگ جائے دیوانگی سے افاقہ نہ ہو جائے۔

تنبیہ:

''غصہ والا ان تین میں شامل نہیں ہے لہذا اس کی دی ہوئی طلاق کا حکم دوسرا ہوگا۔''

نمبر ۲

تین اشیاء ایسی ہیں کسی بھی حالت میں ایقاع ہو (ماسوا مستثنیٰ کے) ہو جاتی ہیں (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجعت (طلاق رجعی سے رجوع)

''عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ'' هٰذَا

سنن ابی داؤد کتاب الحدود رقم الحدیث (۴۳۹۸) ۔ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۰۴۱) ۔ مسند امام احمد رقم الحدیث (۲۴۶۹۵، ۲۴۷۰۳، ۲۵۱۱۴) ۔ سنن الدارمی کتاب الحدود رقم الحدیث (۲۳۰۰) شرح معانی الآثار ۷۴/۲۔ شرح مشکل الآثار رقم الحدیث (۳۹۸۷) ۔ السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث (۵۶۲۵) ۔ مسند ابی یعلی رقم الحدیث (۴۴۰۰)۔ المستدرک للحاکم کتاب البیوع رقم الحدیث (۲۳۵۰) ۔ صحیح ابن حبان رقم الحدیث (۱۴۲) ۔ السنن الکبری للبیہقی (۸۴/۶ ـ ۲۰۶، ۴۱/۸، ۴۱۷/۱۰)۔ شعب الایمان للبیہقی رقم الحدیث (۸۷) ۔۔

حَدِیْثٌ حَسَنٌ'' ۔(۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین اشیاء قصداً ہوں تو بھی ہو جاتی ہیں یا ٹھٹھے مذاق میں تو بھی ہو جاتی ہیں ۔ ایک نکاح، دوسرا طلاق، تیسرا رجوع کرنا۔

جد وهزل کی تعریف:

الجد کی تعریف: ''اَنْ یَّتَلَفَّظَ بِلَفْظٍ یُرِیْدُ اِیْقَاعَ حُکْمِهٖ''

''لفظ بول کر اس کے حکم کا واقع کرنا مقصود ہو''

الهزل کی تعریف: ''اَنْ یَّتَلَفَّظَ بِلَفْظٍ لَا یُرِیْدُ اِیْقَاعَ حُکْمِهٖ''

''لفظ بولے مگر اس کا حکم لگانا نہ چاہتا ہو''

''الجداور الھزل کے لئے ضابطہ''

''اَنَّ کُلَّ تَصَرُّفٍ یَمِیْنٌ (اَلْتِزَامُ تَصَرُّفٍ) فَفِیْهِ الْجِدُّ وَالْهَزْلُ سَوَاءٌ''۔

''ہر وہ قول جس میں شی کو اپنے لئے لازم کرتا ہو اس میں جد اور ہزل کا حکم یکساں ہوتا ہے''

غور کیجئے! جب ہزل (مذاق) جس میں حکم کا ارادہ بھی نہیں ہوتا طلاق میں حکم جاری ہوگا یعنی مذاق میں دی گی طلاق ہو جائے گی تو غصہ والا تو ارادہ ہی طلاق دینے کا کرتا ہے وہاں طلاق کیوں نہ ہوگی۔

(۱) سنن الترمذی کتاب الطلاق واللعان رقم الحدیث (۱۱۸۴) ۔ سنن ابی داؤد کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۱۹۴)۔ سنن ابن ماجہ کتاب الطلاق رقم الحدیث (۲۰۳۹) ۔۔

نمبر ۳

امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ذکر فرمائی:

"كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ"۔(۱)

"ہر طلاق ہوجاتی ہے (غصہ والا غیر غصہ والا برابر ہے) ہے ماسواہ دیوانے کے"

نمبر ٤

حضرت ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں روایت کیا:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا لَا يَجُوزُ طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُونِ"۔ (۲)

یعنی بچے اور دیوانے کی دی ہوئی طلاق نہیں ہوتی۔ فتح القدیر نے ابن ابی شیبہ ہی کے حوالہ سے ذکر کیا:

"عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ ۔ (۳)

(۱) صحیح البخاری کتاب الطلاق باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران والمجنون وأمرهما الخ جلد: ۲ صفحہ: ۷۹٤۔۔(۲) مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی الصبی رقم الحدیث (۱)۔۔(۳) مصنف ابن ابی شیبۃ کتاب الطلاق باب ماقالوا فی طلاق المعتوہ رقم الحدیث (۱)۔، فتح القدیر جلد: ۳ صفحہ: ۳٤٦ مطبوعہ سکھر۔۔

"یعنی دی ہوئی ہر طلاق ہوجاتی ہے ماسواہ معتوہ کے"

یہ امر پیش نظر رہے کہ ابن عابدین نے عِتّـہ (معتوہ)، برسام، (مبرسم) دهش (المدھوش) کو جنون کی اقسام قرار دیا:

"فَإِنَّ الْجُنُونَ فُنُونٌ وَلِذَا فَسَّرَهُ فِي الْبَحْرِ بِاخْتِلَالِ الْعَقْلِ وَأَدْخَلَ فِيهِ الْعِتَهَ وَالْبِرْسَامَ وَالدَّهَشَ"۔ (۱)

"جنون کی اقسام ہیں اسی لئے بحر الرائق نے جنون کی تعریف اختلال عقل یعنی عقل میں خلل واقع ہونے سے کی اور معتوہ، المبرسم اور مدہوش کو جنون کی اقسام ٹھہرایا"۔

احادیث میں جو آیا:

"كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ"

علت جنون دیوانگی ٹھہری نہ کہ غصہ۔ یہ ممکن ہے کہ غصہ من جملہ وجوہ جنون میں سے ایک بن جائے۔ معتوہ کی طلاق کا عدم وقوع بوجہ غصہ نہ ہوگا بلکہ عتہ یعنی جنون ہوگا۔ ہم آگے ان روایات کو لائیں گے کہ "اشد غضب" یعنی غصہ شدیدہ میں دی گئی طلاق کو رسول اللہ ﷺ نے جائز (واقع ہونے والی) قرار دیا اس لئے معتوہ کی دی گئی طلاق کو جائز نہ کیا گیا کہ جنون کی وجہ سے مرفوع القلم ٹھہرا غصہ کی وجہ سے نہیں۔

اس کیفیت کو ایک اور زاویہ سے ملاحظہ فرمالیں: جسے مفتی صاحملا ہوری نے خود اپنی کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا غصہ کی وجہ سے ہائی بلڈ پریشر، تبخیر معدہ ہوا اور عقل پر اثر پڑا اور معتوہ وہ ہے:

(۱) حاشیہ ردالمحتار علی درمختار جلد: ۲ صفحہ: ٤٦٣ مطبوعہ کوئٹہ۔۔

"هُوَ الْمَجْنُوْنُ الْمُصَابُ فِی عَقْلِهٖ"

عقل پر اثر والا جب معتوہ ٹھہرا اور معتوہ مجنون اور مجنون کی طلاق اس لئے نہیں ہوتی کہ مرفوع القلم ہے نتیجہ یہ نکلا کہ غصہ والے کی طلاق نہیں ہوتی ۔ گویا ''معتوہ میں عتہ کی وجہ ہائی بلڈ پریشر اور ہائی بلڈ پریشر علت ٹھہرا عتہ کی اور معتوہ پاگل اور پاگل کی طلاق نہیں ہوتی۔

غصہ طلاق کے لئے علۃ العلۃ ہے، نہ کہ علت :

معذرت کے ساتھ مفتی لاہوری صاحب کو مشورہ ہے کہ ہائی بلڈ پریشر اور تبخیر معدہ کی مرض بقول شما عام ہے ۔ مطلب کھول لیجیے دین کے نام پر رقم بٹورنے اور عاقبت کی خرابی سے بچ کر علاج تبخیر معدہ کیجیے ہائی بلڈ پریشر کے نسخے تجویز کیجیے خوب کمایئے اور شہرت پایئے۔

غصہ (غضب) علت ٹھہرا ہائی بلڈ پریشر کا ہائی بلڈ پریشر بقول مفتی صاحب علت ٹھہرا عتہ (معتوہ کے لئے) کا ۔ غصہ معتوہ کے لئے علۃ العلۃ (علت کی بھی علت) ہوا اور اصول یہ ہے حکم علت پر لگتا ہے علۃ العلۃ پر نہیں ملاحظہ ہو ایک جزی:

"(وَلَوْ زَالَ عَقْلُهٗ بِالصُّدَاعِ) لِاَنَّ عِلَّةَ زَوَالِ الْعَقْلِ الصُّدَاعُ الشُّرْبُ عِلَّةُ الْعِلَّةِ وَالْحُکْمُ لَایُضَافُ اِلٰی عِلَّةِ الْعِلَّةِ اِلَّا عِنْدَ عَدَمِ صَلَاحِیَةِ الْعِلَّةِ"۔ (۱)

مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے کوئی مشروب پیا جس سے سر درد ہوئی اور عقل زائل ہوئی ۔ شرب مشروب علۃ العلۃ ہے اور حکم علت کی طرف منسوب ہوتا ہے نہ کہ علۃ العلۃ

(۱) رد المحتار علی در مختار جلد : ۲ صفحہ : ۹۶۰ ۔۔

کی طرف ۔ غصہ علۃ العلۃ بنا پھر اس کی طرف حکم منسوب کرنا کیونکر درست ٹھہرے گا ۔ اس لئے معتوہ اور مجنون دونوں ایک ہونے کی وجہ سے مرفوع القلم اور حکم قول وفعل (بعض حال) سے خارج معتوہ زائل العقل صرف مار پٹائی اور گالم گلوچ نہیں کرتا جبکہ مجنون زائل العقل پٹائی اور گالم گلوچ کرتا ہے ۔ حدیث شریف میں معتوہ کو حکم سے خارج کرنا جنون کی وجہ سے ہے غصہ کی وجہ سے نہیں ۔

اہم بات یہ کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ حنبلیوں کے ہاں بقول ابن قیم غصہ سے طلاق نہیں ہوتی اس لئے انہوں نے تاویل غیر معقول کرنے کی کوشش کی احناف کو تو تاویل لا یعنی کی ضرورت اس لئے نہیں ان کے ہاں اتفاقی مسئلہ ہے کہ غصہ والے کی دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے ۔ معتوہ کی طلاق اس لئے نہیں ہوتی کہ یہ از قسم جنون ہے۔

ستم دیکھیے! مفتی صاحب کہتے ہیں کہ سائل میرے پاس آیا اور کہہ رہا ہے کہ میں نے طلاق دے دی ۔ اور اقرار سے ویسے ہی طلاق ہو جاتی ہے اقرار اور حکایت میں فرق ہے۔

اقرارِ طلاق سے طلاق ہو جاتی ہے :

بحر الرائق میں لکھا ہے:

"رَجُلٌ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ وَهُوَ صَاحِبُ بِرسم فَلَمَّا صَحَّ قَالَ قَدْ طَلَّقْتُ اِمْرَأَتِیْ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ کُنْتُ اَظُنُّ اَنَّ الطَّلَاقَ فِیْ تِلْكَ الْحَالَةِ لَا یَقَعُ کَانَ وَاقِعًا قَالَ مَشَائِخُنَا رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی حِیْنَ مَا اَقَرَّ بِالطَّلَاقِ"۔ (۱)

(برسام کی تعریف گذر چکی اور یہ بھی عرض کیا جا چکا کہ یہ بھی از قسم جنون

(۱) بحر الرائق جلد: ۳ صفحہ: ۲۵۰ ۔۔

ہے) برسام والا بیوی کو طلاق دینے کے بعد قاضی و مفتی کے پاس آ کر کہتا ہے (برسام
کی حالت زائل ہونے کے بعد ہوا) کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے اور یہ کہے کہ
کا خیال یہ تھا کہ ایسی حالت میں دی گئی طلاق نہیں ہوتی اس لئے طلاق دی تو یہ اقرار
بالطلاق کی وجہ سے طلاق ہو گئی۔

محاورۃً کہتے ہیں باپ کے ناتمام کو بیٹے نے تمام کر دیا۔ غیر مقلد نے تو غصہ
ایک کہا اور مفتی لاہوری صاحب نے فرمایا ہوئی ہی نہیں غصہ تھا اس لئے۔

حدیثِ معتوہ پر امام ترمذی کی رائے :

امام ابو عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ نے معتوہ والی حدیث کو ضعیف قرار دیا ملاحظہ ہو:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ إِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوهِ الْمَغْلُوبِ عَلَى عَقْلِهِ هٰذَا حَدِيثٌ لَا نَعْرِفُهُ مَرْفُوعًا إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَطَاءِ بْنِ عَجْلَانَ وَ عَطَاءُ بْنُ عَجْلَانَ ضَعِيفٌ ذَاهِبُ الْحَدِيثِ۔ (١)

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے سوائے معتوہ کے جو مغلوب العقل ہے یہ معتوہ والی حدیث عطاء بن عجلان سے ہی مرفوع طور پر منقول ہے اور عطاء بن عجلان ذاہب الحدیث (بھول جانے) کی وجہ سے ضعیف تھا۔

(١) سنن الترمذی کتاب الطلاق رقم الحدیث (١١٩١)۔ و ترمذی شریف صفحہ ٢٢٦ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔۔

اوّلاً تو معتوہ مجنون ہی ہے مغلوب العقل کو کہا گیا۔

دوسرے معتوہ کے بارے میں حدیث عطاء بن عجلان سے ہی ملتی ہے دوسرے سے نہیں۔ اور عطاء کو بھول جانے کا مرض تھا جس کی وجہ سے اسے ضعیف کہا گیا ہے یہ امر پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ احکام کا استدلال احادیث ضعیفہ سے نہیں ہوا کرتا۔

اقرار بالطلاق سے وقوع طلاق پر ایک اور استشہاد ملاحظہ ہو:

امام سرخسی کا اقرارِ طلاق پر ارشاد :

شمس الائمہ سرخسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

وَلَوْ قَالَ قَدْ طَلَّقْتُكِ وَأَنَا مَجْنُونٌ فَإِنْ عُرِفَ بِالْجُنُونِ قَبْلَ هٰذَا لَمْ تُطَلَّقْ لِأَنَّهُ أَضَافَ إِلَى حَالَةِ الْمَعْهُودَةِ تُنَافِي صِحَّةَ الْإِيْقَاعِ وَإِنْ لَمْ تُعْرَفْ بِالْجُنُونِ طُلِّقَتْ لِأَنَّهُ أَقَرَّ بِطَلَاقِهَا۔ (١)

ترجمہ: اگر شوہر نے کہا میں نے جب تجھے طلاق دی تو میں مجنون تھا اگر پہلے بھی اس پر جنون کی کیفیت طاری ہوتی تھی تو طلاق نہ ہوگی۔ اگر اس پر اس سے پہلے مجنونانہ کیفیت طاری نہیں ہوتی تو طلاق ہو جائے گی کیونکہ طلاق دینے کا اقرار کیا۔

طوالت کے پیش نظر مزید احادیث کی بجائے فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے نظریات کو ذکر کرنے پر اکتفاء کافی سمجھتا ہوں مقصود احناف کے عندیہ کو ظاہر کرنا ہے کہ غضب (غصہ) میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے غصہ کم ہو یا زیادہ۔ ہاں جنون اور اس کی جملہ

(١) مبسوط للسرخسی جلد: ٣ جزء سادس، صفحہ: ١١١۔۔

اقسام اس سے مستغنی ہیں۔

کچھ اصولوں کی پھر یاد دہانی :

کچھ ضوابط کی پھر سے دہرائی کر رہا ہوں تا کہ اقوال فقہاء کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

(ا)

پہلے عرض کیا جا چکا ہے حد کو ٹالنے کی کوشش ہوگی (تا کہ جان بچ جائے) اور طلاق میں وقوع کو ترجیح ہوگی تا کہ حرام سے بچا جا سکے۔

(ب)

طلاق دیتے وقت الفاظ صریحہ میں بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے ارادہ طلاق ہو نہ ہو الفاظ طلاق کے معانی جانتا ہو یا نہ جانتا ہو ہر صورت میں طلاق ہو جائے گی۔ اس لئے کہ شریعت نے ان الفاظ کو اسی مقصد کے لئے بنایا اور (وضع) کیا ہے۔

ردالمحتار علی درمختار میں ہے:

قَالَ فِی الْفَتْحِ لَوْ لُقِّنَتِ الْمَرْأَةُ زَوَّجْتُ نَفْسِیْ بِكَ بِالْعَرَبِیَّةِ وَلَا تَعْلَمُ مَعْنَاهُ قَبِلَ وَالشُّهُوْدُ یَعْلَمُوْنَ اَوْلَا یَعْلَمُوْنَ صَحَّ کَالطَّلَاقِ۔ (۱)

یعنی اگر کسی خاتون کو مذکورہ الفاظ یاد کرائے (زوجت نفسی بک) وہ اس کا معنٰی جانتی تھی یا نہ جانتی تھی۔ نکاح کے گواہ بھی ان الفاظ کے معنٰی جانتے تھے یا نہ تو نکاح درست ہوگا۔ اسی طرح طلاق بھی (یعنی طلاق کے معنٰی شوہر کو معلوم تھے یا نہ اس نے بیوی کو مخاطب کر کے یا نام لے

(۱) ردّ المحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ: ۲۹۰ --

کر الفاظ طلاق کہے تو طلاق ہو جائے گی۔

دوسرا حوالہ: الفاظ اوپر ذکر ہو چکے۔

''بلکہ بیوی کا نام نہ لیا صرف کہا کہ میں بیوی کو طلاق دیتا ہوں اور بیوی کے بارے میں لوگوں کو علم ہے تو بھی ہو جائیگی''۔ (۱)

فتاوٰی قاضی خاں میں لکھا گیا:

رَجُلٌ قَالَ اِمْرَأَتُهٗ طَالِقٌ وَلَمْ یُسَمِّ وَلَهُ اِمْرَأَةٌ مَعْرُوْفَةٌ طُلِّقَتْ اِمْرَأَتُهٗ۔ (۲)

کسی شخص نے کہا کہ اس کی بیوی کو طلاق اور نام نہ لیا جب کہ بیوی ہر شخص کے علم میں ہے تو طلاق ہو جائے گی۔

(ج)

سبقت لسانی کی وجہ سے بیوی کو طلاق دی تو بھی ہو جاتی ہے۔

بیوی کو کہنا کچھ اور چاہتا تھا اور زبان سے نکل گیا تجھے طلاق تو بھی طلاق ہو جائے گی۔

لَوْ اَرَادَ اَنْ یَّتَکَلَّمَ بِکَلَامٍ فَسَبَقَ لِسَانُهٗ بِالطَّلَاقِ فَالطَّلَاقُ وَاقِعٌ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ۔ (۳)

''کہنا کچھ اور چاہتا تھا کہ زبان سے نکل گیا تجھے طلاق، طلاق ہو جائے گی''

(۱) فتح القدیر جلد: ۳ صفحہ: ۱۰۸ مطبوعہ سکھر۔ (۲) فتاویٰ قاضی خاں بر حاشیہ عالمگیری صفحہ: ۴۵۲ -- (۳) فتاوی عالمگیری جلد: ۱ صفحہ: ۳۵۲ --

(و)

وَلَو خَاطَبَ اِمْرَأَتَهُ بِالطَّلَاقِ ظَانًّا اَنَّهَا اَجْنَبِيَّةٌ فَبَانَ اَنَّهَا زَوْجَتُهُ طُلِّقَتْ وَكَذَا فِي الْعِتَاقِ۔(۱)

"یہ خیال کرتے ہوئے کہ اجنبی خاتون سے مخاطب ہوں اسے کہا تجھے طلاق پھر پتہ چلا کہ مخاطبہ تو اس کی بیوی تھی تو طلاق ہو جائے گی"

(بِاَنْ اَرَادَ التَّكَلُّمَ بِغَيْرِ طَلَاقٍ) بِاَنْ اَرَادَ اَنْ يَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَجَرىٰ عَلٰى لِسَانِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ تَطْلُقُ۔ (۲)

طلاق کے علاوہ لفظ بولنے کا ارادہ تھا یعنی اس نے ارادہ کیا کہ سبحان اللہ کہے اور اس کی زبان پر "انت طالق" جاری ہو گیا تو طلاق ہو جائے گی۔

(ر)

شمس الائمہ علامہ سرخسی نے حدیث نقل فرمائی:

"قَالَ ﷺ اِنَّمَا يُخْبِرُ عَنْ قَلْبِهٖ لِسَانُهٗ "(۳)

"زبان دل کی ترجمان ہے جو زبان پر وہی دل میں تصور ہوگا"

مکلف کی طلاق پر اجماع کا ہونا:

(ز)

اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّ طَلَاقَ الْمُكَلَّفِ وَاقِعٌ۔(۴)

(۱)الاشباہ والنظائر صفحہ: ۱۴۱ ۔۔(۲)شامی جلد: ۲ صفحہ: ۴۶۱ ۔۔(۳)مبسوط جز:۱۰ صفحہ: ۱۰۰ ۔۔(۴) رد المحتار جلد: ۲ صفحہ: ۴۵۲ ۔۔

سلف سے خلف تک امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) اس امر پر اتفاق ہے کہ مکلف کی طلاق واقع ہے اور غضب والا مکلف ہی ہوتا ہے جیسا پہلے گزر چکا ۔اسی لئے مریض کی دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ مرض سے دیوانگی پیدا نہ ہو۔

ردالمحتار علی درمختار میں ہے:

(اَوْ مَرِيْضًا) اَيْ لَمْ يَزُلْ عَقْلُهٗ بِالْمَرَضِ بِالْكَلِيْلِ التَّعْلِيْلِ۔(۱)

اگر مرض سے عقل زائل نہ ہو تو دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے علت وہی کہ احکام کا مکلف ہونا۔ (مریض نماز، روزہ، حج وزکوۃ کا مکلف رہتا ہے زکوہ بھی دے گا نماز بھی پڑھے گا وغیرہ) جو دلیل تکلیف ہے اس لئے اس کی دی ہوئی طلاق بھی ہو جاتی ہے۔ زوج فار کے تمام مسائل اسی پر مرتب ہوتے ہیں۔



(۱)ردالمحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ: ۴۶۱ ۔۔

''فقہاءِ عظام کے اقوال''

آیئے اب فقہائے عظام علیہم الرضوان کے اقوال ملاحظہ فرمائیں کہ حالت غضب میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان کی رائے :

نمبر ۱

امام اہلسنت مجدد ملّت حاضرۃ مولانا احمد رضا خان صاحب فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

سوال:

اگر غضب کثرت سے ایسا غصہ ہو کہ کامل عقل نہ ہو اس حالت میں اگر طلاق صریح وغیرہ دیوے تو واقع ہوگی یا نہ؟

الجواب:

غضب اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حدِ جنون تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی اور یہ کہ غضب (غصہ) اس شدت پر تھا یا تو گواہان عادل سے ثابت ہو یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ حالت معہود ومعروف ہو تو قسم کے ساتھ اس کا قول مان لیں گے ورنہ مجرد اس کا دعویٰ معتبر نہیں۔ یوں تو ہر شخص اس کا دعویٰ کرے اور غصہ کی طلاق واقع

نہ ہو حالانکہ طلاق نہیں ہوتی مگر حالت غضب میں۔

ردالمحتار نے خیریہ کے حوالہ سے لکھا:

''اَلدَّھْشُ مِنْ اَقْسَامِ الْجُنُوْنِ فَلَا یَقَعُ اِذَا کَانَ یَعْتَادُہٗ بِاَنْ عُرِفَ ھٰذَا الدَّھْشُ مَرَّۃً یُصَدَّقُ'' ۔ (۱)

حالت جنون کا تذکرہ پہلے ہو چکا کہ اس حالت میں دی گئی طلاق نہیں ہوتی۔ اور کسی کا دعویٰ کہ وہ غصہ سے پاگل ہو گیا تھا یا ایک تو اسی صورت میں مانا جائے گا جب گواہان شرعی کہیں یا گواہان کی عدم موجودگی میں اسے جنون ہو جاتا ہے تو قسم لے کر قول کا اعتبار کریں گے۔ یہ جملہ قیود معتبر ہوں گی صرف کہہ دینا کہ میں جنون میں تھا اور جواباً کہہ دیا جائے طلاق نہ ہوئی کافی نہیں ہے۔

نمبر ۲

خاتم المحققین علامہ کمال الدین ابن ہمام کی رائے :

اعلم ان حقیقۃ التقسیم فی الاحوال قسمان حالۃ الرضاء وحالۃ الغضب واما حالۃ المذاکرہ فتصدق مع کل منھما بل لا یتصور سوالھا الطلاق الّا فی احدی حالتین لانھما ضدّان لا واسطۃ بینھما فتحریر والتقریر ان فی حالۃ الرضاء المجرد عن السوال الطلاق یصدق فی الکل انہ لم یرد الطلاف و فی حالۃ الرضاء المسول فیھا الطلاق یصدق فیمایصلح ردًا انہ لم یردہ وفی حالۃ الغضب المجرد عن السوال الطلاق یصدق فیما

(۱) فتاوی رضویۃ جلد: ۵ صفحہ: ۴۲۹ ۔۔

يصلح سبًا او ردًا انه لم يرد الاسب او الرد ولا يصدق
فيما يصلح جوابًا فقط وفى حالة الغضب السوال فيها
الطلاق يجتمع فى عدم تصديقه فى المتغوض جوابًا
سببان الذكر والغضب وينفرد الغضب باثباته فلا تتغير
الاحكام ۔ (۱)

خلاصہ کلام یہ کہ شوہر جو کنایہ کے الفاظ بول کر بیوی کو طلاق دے رہا ہے اس کی دو صورتیں ہیں پہلی یہ کہ دونوں نارمل غیر غصہ کی حالت میں، دوسری صورت شوہر غصہ میں تھا پھر یہ دونوں صورتیں دو حال سے خالی نہ ہوں گی ایک مطالبہ طلاق تھا دوسری نہیں تھا۔ اگر طلاق کا مطالبہ نہ تھا اور الفاظ کنایہ گالی پر مبنی نہیں تھے تو شوہر جو بھی کہے مان لیں گے۔ طلاق کا بھی عدم طلاق بھی۔ سوال طلاق کا تھا اور الفاظ جواب بننے کی صلاحیت رکھتے تھے تو جواب ہی ہوگا اور طلاق ہو جائے گی۔ اور اگر غصہ بھی تھا اور سوال طلاق بھی تو غصہ والے کا کہنا کہ میں نے کنایہ کے الفاظ سے گالی مراد لی رد کر دیا جائے گا ایک تو سوال طلاق کی وجہ سے اور دوسرے غصہ کی۔ جب صرف غصہ کی حالت ہو تو احکام کو بدلنا درست نہیں طلاق ہو جاتی ہے اس کے ساتھ تو سوال طلاق بھی موجود ہے۔

مذکورہ عبارت تصریح ہے کہ حالت غضب (غصہ کی حالت) طلاق کے وقوع کا قرینہ قوی ہے۔

نمبر ۳

الکنایات ثلثة اقسام

۱ ما یصلح جوابا وردًا

(۱) فتح القدیر جلد: ۳ صفحہ: ۴۰۱۔

۲ ما یصلح جوابًا لا ردًا

۳ ما یصلح جوابًا ویصلح سبًا و شیتمة

پہلی قسم کنایہ کی جو الفاظ جواب بھی بن سکیں اور مطالبہ کا رد بھی بننے کی صلاحیت رکھیں دوسری جواب بن سکیں رد نہیں تیسری جو جواب بھی بن سکیں اور گالی بھی۔

صاحبِ ہدایہ علی بن ابی بکر کی رائے:

"وفی حالة الغضب یصدق فی جمیع ذالك لاحتمال الرد او السب الا فی ما یصلح الطلاق ولا یصلح للرد والشتم کقوله اعتدی واختاری وامرك بیدك فانه لا یصدق فیها لان الغضب یدل علی ارادة الطلاق" (۱)

ہدایہ کی اس عبارت میں بھی وہی مضمون بیان ہو رہا ہے کہ غصہ کی حالت اس امر کی نشانی ہے کہ کنایہ سے طلاق ہی مراد ہے۔ گویا غصہ ایقاع طلاق کا قرینہ ہے۔ پھر غصہ کو عدم وقوع طلاق کا سبب بتانا کس قدر ظلم اور حنفی ہونے سے اعراض ہے۔

نمبر ۴

صاحبِ بنایہ کی رائے:

(وحالة الغضب) (ش) وهو الغضب من الجانبین۔

غصہ کی حالت دونوں جانب ہی سے متصور ہے (؟) لان الغضب یدل علی ارادة الطلاق (ش) الاتری انه من قال لغیره فی حالة الرضاء لا یکون قاذفا وفی حالة الغضب

(۱) ہدایہ اولین جز ثانی صفحہ: ۵۷،۵۶ مطبوعہ لکھنو ہند۔

يكون قاذفا۔(۱)

یعنی غصہ کا ہونا دلالت ہے کہ وہ طلاق ہی مراد لے رہا ہے حالت رضاء میں بعض بے ہودہ الفاظ تہمت کا باعث نہیں بنتے مگر وہی الفاظ غصہ کی حالت میں تہمت کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہ امر پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر لفظ طلاق نکل گیا تو اس مخطی کی طلاق ہو جاتی ہے۔

صاحبِ بحر الرائق ابن قیم کی رائے :

"ولا يشترط ان يكون عامّ فيقع طلاق المخطى وهو الذى يريد ان يتكلم لغير الطلاق فيسبق على لسانه الطلاق"۔ (۲)

تو جب خطاء والے کی طلاق نہیں چوکتی تو غصہ والا تو چاہتا ہی یہ ہے اور غصہ تو قرینہ ہے کہ وہ طلاق ہی دینا چاہتا ہے پھر کیوں نہ ہوگی۔

نمبر ۵

صاحب فتاویٰ خیریہ خیر الدین رملی کی رائے :

"سئل فى رجل قال فى حال الغضب و سوال الطلاق لزوجة نزلت عنها نرولاً شرعياً هل تبيّن بذالك ام (الخ)(اجاب) لم ار من تعرض لهذا فى كلامهم لكن

(۱) بنایه شرح هدایه جز ثانی صفحه: ۲۶۶ ۔البنایه جز ثانی صفحه ۲۶۷ ۔۔

(۲) بحر الرائق جلد: ۳ صفحه: ۲۴۰ ۔۔

رأيت فروعًا متعدده فى الكنايات تقتضى انه يقع بمثله الطلاق البائن اذا وجدت النية او دلالة الحال فيتعيّن الافتاء بالوقوع فى الحادثة"۔(۱)

"ایسے شخص کے بارے سوال ہوا جس نے غصہ کی حالت میں طلاق دی یا بیوی نے کہا کہ طلاق دے دو تو آپ نے فرمایا میں نے کسی کا کوئی قول بھی ایسا نہ پایا کہ جس نے طلاق کے نہ ہونے کا قول کیا ہو اس کے بعد کنایات کی بحث اور احکام بیان فرمائے"۔

گویا حالت غضب میں دی گئی طلاق یا بیوی کے مطالبہ پر کہ اسے شوہر طلاق دے دے اس پر تمام علمائے امت علمائے احناف کا اتفاق ہے کہ طلاق ہو جاتی ہے۔
علامہ خیر الدین رملی علیہ الرحمہ نے فتاویٰ خیریہ میں اسی صفحہ ۵۰ جلد ۱ پر دیگر جزیات بیان کیں کہ حالت غضب میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

نمبر ۶

صاحب بحر الرائق کا مزید عندیہ :

"واشار المصنف باطلاقه ان الكنايات كلها يقع بها الطلاق بدلالة الحال وتبع فى ذالك القدورى والسرخسى فى المبسوط و خالفهما فخر الاسلام وغيره من المشائخ فقالوا بعضهما لا يقع بها الابالنية والضابطه على وجه التحرير ان فى حالة الرضا المجرد

(۱) فتاوىٰ خيريه جلد: ۱ صفحه ۵۰ ۔۔

عن السوال الطلاق يصدق فی الكل انه يرد الطلاق وفی حالة الرضا المسول فيما الطلاق يصدق فيما يصلح ردًا انه لم يرد (الخ)

وفی حالة الغضب المجرد عن سوال الطلاق يصدق فيما يصلح سبًا وردًا انه لم يرد الاالسب او الرد كخلية و مرئه ويجری مجراه ولا يصدق فيما يصلح جوابًا فقط كاعتدی وفی حالة الغضب المسول فيما الطلاق يجتمع فی عدم تصديقه فی المتعوض جوابًا سببان المذكرة والغضب ۔(۱)

''یعنی صاحب کنز الدقائق نے کنایہ کے الفاظ مطلقہ سے اس طرف اشارہ کیا کہ دلالت حال یا نیت کی وجہ سے تمام کنایہ کے الفاظ سے طلاق ہو جائے گی قدوری اور علامہ سرخی نے مبسوط میں اسی کی طرف اشارہ کیا فخر الاسلام اور دیگر آئمہ فقہاء نے کنایات کے الفاظ کے لئے ایک اصول اور ضابطہ بیان کیا۔ایک صورت تو غیر غصہ اور عدم سوال کی ہے ایسی صورت میں شوہر نے جو بھی کنایہ سے مراد لیا ہم مان لیں گے اور اگر غصہ تو نہیں مگر بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ ہے تو کنایہ کے وہ الفاظ جو سوال کے رد بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں رد کا قول مان لیں گے۔جیسے " اُخرجی اوا ذھبی " نکل جا یہاں سے چلی جاو غیرہ اور

(۱) بحر الرائق جلد: ۳ صفحہ: ۳۰۲۔۔

اگر غصہ ہے مگر سوال طلاق نہیں تو جو الفاظ کنایہ گالی اور بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اگر شوہر نے وہ الفاظ بول کر کہا کہ میں نے گالی مراد لی ہے تو بھی مان لیں گے اور اگر غصہ کے ساتھ بیوی کی طرف سے مطالبہ طلاق بھی تھا تو طلاق کے دو سبب جمع ہو گئے۔ایک غصہ اور ایک بیوی کا مطالبہ طلاق اس لئے ہر صورت میں طلاق ہو جائے گی بے شک کہتا رہے کہ میں نے گالی دی تھی''۔

گویا غضب یعنی غصہ طلاق کے اسباب قویہ میں سے ایک ہے اور حکم سب پر لگتا ہے چہ جائیکہ اس عدم کا سبب بنائیں۔

نمبر ۷

علامہ قاری اور ابن مرابط کے اقوال نقل کئے جا چکے کہ:

"وقال انّ طلاق الناس غالبًا انما هو فی حالة الغضب"

اور ابن مرابط نے فرمایا

ولو جاز عدم وقوع طلاق الغضبان لكان لكل احد ان يقول فيما جناه كنت غضبان "۔(۱)

''لوگوں کا بیوی کو طلاق دینا اکثر غصہ ہی میں ہوتا ہے''۔ابن مرابط نے کہا اگر یہ کہے کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی تو پھر ہر طلاق دینے والا بچنے کے لئے کہہ دے گا کہ میں غصہ میں تھا''

"واما حكم الطلاق فی الغضب فانه يقع "۔(۱)

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد: ۹ صفحہ: ٤٨٧ ۔عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد: ۲۰ صفحہ: ۲۰۰ بیروت ۔۔

"غصہ میں دی گئی طلاق کا حکم یہی ہے کہ ہو جاتی ہے۔"

نمبر ۸

امام علامہ کاسانی کا غصہ کی طلاق میں مسلک:

"فاذا طلقها ثلاثاً جملة واحدة فی حالة الغضب
ولیست حالة الغضب حالة التامل"۔ الخ

یعنی تین طلاقیں غصہ میں دینا درست نہیں ہوگا کیونکہ نکاح مصلحت کے
لئے اور غصہ حالت تامل کے منافی اس سے نکاح کی مصلحت جاتی رہے
گی جواب دیا:

مصلحین کو علامہ علاؤ الدین ابی بکر کاسانی ان افراد کا جواب دیتے ہیں جو
غصہ کی طلاق مصلحت کے منافی کہتے ہیں۔

"لان الطلاق عندنا تصرف مشروع فی نفسه الا انه
ممنوع لغیره"۔(۲)

طلاق دینا فی نفسہ مشروع ہے حرمت لغیرہ ہے اس لئے دی گئی طلاق
غصہ میں بھی ہو جائے گی۔

نمبر ۹

"ان قوله خلیت فی حال الغضب وفی حال مذاکرة
الطلاق یکون طلاقا حتی لا یدین فی قوله انه ما اراد به

(۱) عمدۃ القاری جلد: ۲۰ صفحہ: ۲۵۱ مطبوعہ بیروت۔۔

(۲) بدائع الصنائع جلد: ۳ صفحہ: ۹۰۔۔

الطلاق"۔(۱)

یعنی شوہر نے غصہ کی حالت میں بی بی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا خلیت یا یہی
لفظ طلاق کے ذکر میں کہا بی بی نے کہا مجھے طلاق دے دو تو جوابا شوہر نے خلیت کہا تو اس
سے غصہ میں دی گئی اور مذکراہ طلاق میں دی گئی طلاق ہو جائے گی۔ اگر شوہر نے کہا کہ
میں نے خلیت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں لی تو نہیں مانیں گے۔

نمبر ۱۰

"وحال الغضب و مذاکرہ الطلاق دلیل ارادة الطلاق
فلا یصدق فی الصرف عن الظاهر"۔(۲)

غصہ کا ہونا یا طلاق کا میاں بیوی میں تذکرہ یہ طلاق ہی کا ارادہ ہے اگر
ظاہری معنی کو چھوڑ کر دوسرا معنی مراد لیا تو نہیں مانیں گے۔

نمبر ۱۱

صاحبِ شرح وقایہ صدر الشریعة کی رائے:

پہلے کنایہ کی تین قسمیں ذکر کرنے کے بعد غصہ کی حالت میں دی گئی
طلاق کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"وَامّا القسم الاخیر وهو ما لا یصلح ردًا ولا سبًا یقع
به الطلاق وان لم ینو"۔(۳)

"یعنی غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق (جو الفاظ کنایہ سے ہو) جو شہ

(۱) بدائع الصنائع جلد: ۳ صفحہ: ۱۰۲ مطبوعہ کراچی۔۔(۲) بدائع الصنائع جلد: ۳ صفحہ
۱۰۲۔۔(۳) شرح وقایہ جلد: اول جز ثانی صفحہ ۷۹ مطبوعہ سعید کمپنی کراچی۔۔

گالی بن سکے نہ ہی رد کر دینے کی صلاحیت رکھنے والے الفاظ ہوں ان سے طلاق ہو جاتی ہے۔ اگرچہ طلاق کی نیت نہ بھی کرے"۔

نمبر ۱۲

"واذا قالت المرأة لزوجها طلقني فقال اعتدي ثم قال لم انو به الطلاق لم يصدق في القضاء عندنا و حالة الغضب لا يدين في ثلاثة الفاظ اعتدي و اختاري وامرك بيدك لان هذا الالفاظ لاتحتمل معنى السب والابعاد وعند الغضب اما ان يكون ارادة السب او الطلاق فاذا لم يكن في اللفظ احتمال معنى السب تعين الطلاق مراداً به" ۔(۱)

یعنی جب خاتون شوہر سے کہے کہ مجھے طلاق دو تو شوہر نے جواباً کہا اعتدی (عدت گزار) پھر کہنے لگا کہ میری مراد طلاق نہ تھی ہمارے ہاں قاضی اس کی بات نہیں مانے گا اور غصہ کی حالت میں بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے اعتدی (عدت گزار) الاختاری (اختیار کر) امرک بیدک (تیرا معاملہ تیرے ساتھ) کے الفاظ کہے اور کہتا ہے کہ میری مراد طلاق نہ تھی تو اس کی تصدیق نہ کی جائے گی۔ اس لئے کہ غصہ کی حالت میں زیادہ سے زیادہ یہ الفاظ گالی بن سکتے تھے مگر ان میں نہ تو گالی والا معنٰی ہے اور نہ ڈراوے کے الفاظ اس لئے طلاق ہی مراد ہو

(۱) المبسوط للسرخسی جز سادس جلد: ۳ صفحہ: ۸۰ بیروت ۔۔

گی۔

نمبر ۱۳

امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف میں عویمر عجلانی کی حدیث نقل فرمائی: (۱)

اس پر علامہ سرخی علیہ الرحمہ نے اپنے عندیہ کا اظہار فرمایا۔ سوال اٹھایا کہ کسی نے اپنی اہلیہ کو تین یا زائد طلاقیں دیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا تین ہو گئیں مگر معصیت کے ساتھ گناہ گار ہوا عجلانی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے اہلیہ کو تین طلاقیں بیک وقت دیں مگر آپ ﷺ نے عویمر عجلانی کے حق میں فی معصیۃ اللہ تعالیٰ کیوں نہ فرمایا۔ شمس الآئمہ سرخسی علیہ الرحمہ کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

"استدل في ذالك بحديث العجلاني فانه لما لاعن امرأته قال كذبت عليها ان امسكتها فهي طالق ثلثا ولم ينكر عليه رسول الله ﷺ ايقاع الثلاث جملة۔"(۲)

امام سرخسی فرماتے ہیں تین ۳ طلاقوں کے بیک دیئے جانے اور ان کے ہو جانے پر حدیث عجلانی ثبوت ہے۔ جب عویمر عجلانی اپنی اہلیہ سے لعان کر چکے ابھی رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ نہیں دیا تھا کہ عجلانی کہنے لگے اگر اب بھی میں اسے روک لوں تو جھوٹا ٹھہروں میں نے اسے تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس پر انکار نہ فرمایا۔ اب امام سرخی علیہ الرحمہ نے وہ سوال اٹھایا جس کا میں نے ذکر کیا۔

و في حديث عبادة بن ابي الصامت رضي الله تعالي

(۱) بخاری شریف کتاب الطلاق باب لعان صفحہ: ۴۹۱ ۔۔

(۲) المبسوط للسرخسی جز سادس جلد: ۳ صفحہ: ۴ مطبوعہ بیروت ۔۔

عنه ان قوما جاؤا الی رسول اللہ ﷺ فقالوا ان ابانا طلق امرأته الفاً فقال رسول اللہ ﷺ بانت امرأته بثلاث فی معصیة اللہ تعالی وبقی تسعماة وسبعه و تسعین وزرًا فی عنقهٖ الی یومه القیمة ۔(۱)

"یعنی حدیث عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے ایک قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی کہ ہمارے والد نے اپنی اہلیہ کو ایک ہزار طلاق دے دی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین سے اس کی بیوی بائنہ ہوگئی اور وہ گنہ گار ہوا اور باقی نوسو ستانوے ۹۹۷ قیامت تک اس کی گردن پر بوجھ رہیں گی"۔

دوسرا واقعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کیا کہ انہوں نے خلاف شرع حالت حیض میں اہلیہ کو طلاق دی تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بیٹے کو کہو کہ وہ رجوع کرلے، اس پر عرض کیا گیا اگر تین ۳ دے دیں تو کیا اہلیہ پھر بھی جائز رہتی تو فرمایا:

"لابانت منك وهی معصیة" ۔(۲)

"نہیں وہ تجھ سے بائنہ ہو جاتی اور تیرا یہ فعل گناہ ہوتا"

اب سوال ہوا کہ ہزار والے کے لئے بھی تین پر فی معصیۃ اللہ تعالیٰ کا فرمایا جاتا اور عبداللہ بن عمر کے قول پر بھی کہ اگر تین دے دیتے تو ہو جائیں فی معصیۃ اللہ تعالیٰ گنہ گار ہوتے مگر عویمر عجلانی نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں مگر ان کو نہ فرمایا

(۱) مجمع الزوائد كتاب الطلاق رقم الحديث (۷۷۸۲ ـ ۷۷۸۳)۔۔

(۲) مجمع الزوائد كتاب الطلاق رقم الحديث (۷۷٦۷)۔۔

کہ یہ فی معصیۃ اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ بخاری شریف کے باب لعان صفحہ ۴۹۱ کے حوالے سے ذکر کیا گیا وجہ بیان ہوئی۔

"و بهذا الاثار تبيّن انما ترك الانكار علی العجلانی فی ذالك الوقت شفقة عليه لعلة انه" لشدة الغضب "ربما لايقبل قوله فيكفر" ۔(۱)

ترجمان تمام احادیث سے ظاہر ہے کہ عویمر عجلانی کے تین طلاق دینے اور یک وقت دینے پر انہیں علی معصیۃ اللہ تعالیٰ نہ کہا انکار نہ کیا۔ یہ عجلانی پر شفقت کی وجہ سے ہوا۔ کیونکہ عجلانی طلاق دیتے ہوئے "شدت غضب میں" تھے کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکار دو عالم ﷺ کے فیصلے کو رد نہ کردیں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو عویمر عجلانی ایمان کھو بیٹھتے۔

نوٹ :

(۱) حدیث عجلانی پر امام سرخسی کی توجیہ کہ عویمر کہیں انکار نہ کر بیٹھیں اور فیصلہ قبول کرنے سے انکار کردیں اور آیہ طیبہ:

﴿فلاوربك لا یؤمنون حتی یحكموك﴾(۲)

کے مصداق نہ بن جائیں کی طرف اشارہ تھا

(۲) یہ عبارۃ النص ہے کہ یک وقت دی گئی تین طلاقیں ہو جاتی ہیں لیکن دینے والا سنت کا خلاف کرنے کی وجہ سے فی معصیۃ اللہ تعالیٰ کا مرتکب ہوتا ہے۔

(۳) اشارۃ النص ہے کہ شدت غضب (انتہائی غصہ) میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے

(٤) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو بلا وجہ رد کرنے والا کافر

(۱) مبسوط للسرخسی جزء سادس جلد: ۳ صفحہ: ٥ مطبوعہ بیروت ۔۔(۲) القرآن الحکیم ۔۔

ہوجاتا ہے۔

امام سرخسی کی مبسوط کے بارے علامہ ابن عابدین (علامہ شامی) کی رائے :

امام سرخسی علیہ الرحمہ کے بارے میں ابن عابدین نے لکھا:

قال الشیخ اسماعیل النابلسی قال العلامہ الطرسوسی مبسوط للسرخسی لا یعمل بما یخالفہ۔(۱)

علامہ طرسوسی کا فرمانا ہے کہ جو مسئلہ بھی مبسوط للسرخی کے خلاف ہوگا اس پر عمل نہ ہوگا۔

اشد غضب میں طلاق ہو جاتی ہے امام سرخسی کی فیصلہ کن رائے :

امام سرخسی علیہ الرحمہ نے شدت غصہ میں دی گئی طلاق کو حدیث عویمر عجلانی کی روشنی میں وقوع پذیر قرار دیا۔اور آپ نے دیکھا ہمارے بھی بزرگوں نے آئمہ فقہاء جن کو اصحاب ترجیح قرار دیا گیا انہوں نے بالاتفاق غصہ میں دی گئی طلاق کو لکھا کہ ہو گئی۔

مفتی لاہوری نے شدید غصہ والے کو پہلے معتوہ قرار دیا پھر تعریف مغلوب علی عقلہ کرنے کے بعد حکم لگایا کہ اس کی طلاق نہیں ہوتی۔(صفحہ ۲۷ کتاب شدید غصہ کی طلاق) آپ نے دیکھا مفتی لاہوری نے کس طرح اپنے آپ کو امام کی تقلید سے خارج کیا اور ابن قیم حنبلی کا مقلد ہونا ثابت کیا اگر کھلے بندوں کہہ دیتے میں حنبلی ہوں اور میرے ہاں شدید غصہ میں طلاق نہیں ہوتی تو ہمیں اعتراض نہ تھا کہ مقلد اپنے امام کے

(۱) رسائل ابن عابدین صفحہ: ۲۰ مطبوعہ دمشق۔

قول کا پابند ہوتا ہے۔یہ امام کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی مسئلہ کو کتاب وسنت کے منافی مستنبط نہیں کرتا ادلہ اسی کے پیش نظر ہوتے ہیں۔حنفی مسلک کی بدنامی مفتی صاحب لاہوری کو زیب نہیں دیتی خود کو مجتہد ثابت کرنے کی کوشش پنجابی کے محاورے کا مصداق بنتا ہے''......جھتیرا اں نال چھیے''۔

میں نے مسلک امام ابوحنیفہ کو کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ۔اجماع احناف اور اقوال آئمہ احناف کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ غصہ میں دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے غصہ شدت کا ہو یا کم ہاں طلاق دی ہوئی نہیں ہوتی تو مجنون اور اس کی جملہ اقسام والے کی بچہ کی (بلوغت سے پہلے تک) اور سونے والے کی جاگنے سے پہلے علاوہ ازیں ''طلاق کل زوج واقع'' کے تحت ہر شوہر مکلف کی طلاق ہو جاتی ہے۔

ایک ایسا مسئلہ جس پر علماء کا اتفاق ہو چکا اس کا خلاف شیطنت کا دروازہ کھولنا ہوگا۔ردالمختار علی درمختار میں علامہ شامی فتح القدیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''ولذا قال فی الفتح انہ ذلّۃ عظیمۃ مصادمۃ للنص والاجماع لایحل لمسلم راہ ان ینقلہ فضلاً ان یعتبرہ لان فی نقلہ و اشاعتہ ینفتح باب الشیطٰن فی تخفیف الامر فیہ''۔(۱)

امر اتفاقی کے خلاف فتویٰ دینا عظیم تر لغزش اور اجماع سے تصادم اور کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ اسے نقل کرے کیونکہ اس تخفیف میں شیطان کا دروازہ کھل جائے گا۔

(۱) ردالمحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ: ۵۸۳۔

شرعی امور کو بازیچہ اطفال بنالینا اور ذہنی تسکین کے لئے یا عوام کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے بچوں کا مسئلہ اٹھانا یا احکام شرعیہ سے کھیلنا ہے۔

طلاق کے بعد ندامت پر امام نووی کی رائے:

"اَنَّ الْمُطَلِّقَ قَدْ یَحْدُثُ لَہٗ نَدَمٌ فَلَا یُمْکِنُہٗ تَدَارُکُہٗ لِوُقُوْعِ الْبَیْنُوْنَۃِ" ۔(۱)

"طلاق دینے والے کو طلاق کے بعد ندامت حاصل ہوتی ہے اب جبکہ اس نے بائنہ کر دیا تدارک ممکن ہی نہیں"۔

یہ تو طلاق دے کر قیلولہ (طلاق کو ختم کرنے) والی بات ہوگی جبکہ طلاق میں قیلولہ نہیں ہوگا۔

طلاق میں قیلولہ نہیں ہوتا:

بدائع الصنائع میں ہے:

وَذَکَرَ مُحَمَّدٌ بِاِسْنَادِہٖ اَنَّ اِمْرَأَۃً اِعْتَقَلَتْ زَوْجَھَا وَجَلَسَتْ عَلٰی صَدْرِہٖ وَ مَعَھَا شَفْرَۃٌ فَوَضَعَتْھَا عَلٰی حَلْقِہٖ وَ قَالَتْ لَتُطَلِّقَنِّیْ ثَلَاثًا اَوْ لَاَنْفُذَنَّھَا فَنَا شَدَھَا اللّٰہَ اَنْ لَّا تَفْعَلَ فَاَبَتْ وَطَلَّقَھَا ثَلَاثًا فَذَکَرَ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ لَا قَیْلُوْلَۃَ فِی الطَّلَاقِ۔ (۲)

یعنی امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی سند کے ساتھ کتاب الآثار

(۱) شرح مسلم جلد:۵ صفحہ: مطبوعہ الذکر سعودیہ --

(۲) بدائع الصنائع جز سوم صفحہ: ۱۰۰ مطبوعہ کراچی --

میں ذکر کیا کہ ایک خاتون اپنے شوہر کو پچھاڑ کر سینہ پر بیٹھ گئی اس کے پاس چھری تھی اس نے چھری شوہر کے حلق پر رکھ دی اور کہنے لگی یا تو مجھے طلاق دو ورنہ چھری سے گلا کاٹ دوں گی اس شوہر نے بیوی کو ہر چند قسمیں دیں کہ وہ ایسا نہ کرے مگر بیوی نے انکار کر دیا مجبوراً شوہر نے اسے تین طلاقیں دے دیں۔ اس واقعہ کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ طلاق میں قیلولہ نہیں (یعنی دی ہوئی طلاق واپس نہیں ہوتی)۔

اب مفتی صاحب غور کریں! حکم شرعی کو پس پشت ڈالو گے یا بچوں کے مسائل کو حل کرو گے۔ باپ کے مرنے پر بچے جب یتیم ہوتے ہیں تو کیا عزرائیل علیہ السلام کا ہاتھ روکنے کی کوشش کرو گے کہ باز آجاؤ بچے رل جائیں گے۔ اسلام نے ان کا خود حل بتایا کہ بچوں کی کفالت کا طریق کیا ہوگا۔ ذرا سوچو! کیا حدود اللہ کی پامالی نہیں کر رہے ہو؟

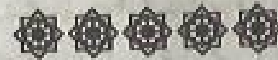
﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ﴾ (۱)

غصہ والے کو مریض قرار دے کر اس سے رفع حکم کرنا کیا قرآنی احکام بدلنا نہیں؟ یہ کہنا کہ مریض مرفوع القلم ہے۔ بعض امور میں مریض سے احکام موخر تو ہوتے ہیں رفع حکم نہیں ہوتے روزہ مریض اور مسافر کے لئے موخر تو ہوتا ہے رفع نہیں "فعدۃ من ایام اُخر" جو مفتی صاحب رفع حکم اور تاخیر حکم کے فرق سے قاصر وہ فقہ حنبلی کی جزیات سے کیسے باخبر نہ ہوگا۔؟ مریض احکام کا مکلف اسوقت تک ہے جب تک قوت مدرکہ اس کے ساتھ ہے اور ہوش سے ہے۔

اصل مسئلے کے واضح ہو جانے کے بعد چند چیدہ چیدہ امور پر مفتی صاحب کی

(۱) القرآن الحکیم --

لکھی گئی کتاب ﴿غصہ کی طلاق کا حکم شرعی﴾ کا جائزہ لیتے ہیں۔



"صفحہ بصفحہ تبصرہ"

پیش لفظ میں میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کی وجہ شیطان کو قرار دیتے ہوئے آیہ طیبہ از سورۃ مائدۃ کا حوالہ پیش کیا گیا۔

قارئین یہ نہ سمجھ لیں کہ آیت شاید شیطان کے عمل تفریق بین الزوجین کے لیے اتاری گئی ہے ایسا نہیں ہے صرف اپنے مطلب کے لیے آیہ طیبہ کا ایک حصہ مفتی صاحب نے لکھ کر اپنے ذوق قرآن فہمی کا ثبوت فراہم کیا ہے۔ ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں مدظلہ نے ایک زمانہ میں اپنے رسالہ ماہ طیبہ میں اسی طرح کے ایک قرآن فہم کے بارے میں لکھا تھا کہ ایک شخص فوت ہوا اس نے اپنے پیچھے بیوی، اولاد اور والدہ کو چھوڑا۔ بیوی اور اولاد نے چاہا کہ کسی طرح ماں کو وراثت سے محروم کیا جائے ماں کو علم ہوا تو مفتی صاحب کے پاس چلی آئی۔ حضرت کوئی آیت وحدیث بتا دیجیے کہ بیٹے کا ترکہ ومیراث تمام مجھ ہی کو مل جائے میں آپ کو اس قدر دولت دونگی کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ مفتی صاحب فرمانے لگے یہ تو قرآن میں موجود ہے اور آیت پڑھ دی "مَا کَسَبَ" ما نون غنہ کے ساتھ اور کسب کے 'ک' کو کھڑا کر کے پڑھا جو بن گیا "ماں کا سب"

یہی حال ہمارے مفتی صاحب لاہوری کا ہے جوئے اور شراب کے حق میں نازل ہونے والی آیت کو میاں بیوی کی تفریق پر چسپاں کر رہے ہیں۔ آیت ملاحظہ ہو!

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ﴾(۱)

"یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور

(۱) القرآن الحکیم سورۃ المائدۃ: ۹۱۔

بغض شراب اور جوئے کے ذریعہ اور روک دے تمہیں یادِ الٰہی سے اور
نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو!" (۱)

مفتی صاحب سے کیا یہ تحریف معنوی نہیں؟

رہا شوہر کا غصہ میں آکر طلاق، طلاق، طلاق سے بیوی کو مخاطب۔ تو یہ امر خود مفتی صاحب پر مخفی نہیں کہ الفاظ صریحہ میں ظاہر پر حکم لگتا ہے بلکہ بیوی کو مخاطب کرتے ہوئے کہنا کچھ اور چاہتا تھا کہ زبان سے انتِ طالق نکل گیا تو بھی طلاق ہو جاتی ہے:

ردالمحتار علی درمختار میں ہے کہ:

"بِاَنْ اَرَادَاَنْ یَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَجَرٰی عَلٰی لِسَانِهٖ اَنْتَ طَالِقٌ تُطَلَّقُ لِاَنَّهٗ صَرِیْحٌ لَا یَحْتَاجُ اِلَی النِّیَّةِ (ملخصاً)"۔ (۲)

"سبحان اللہ کہنا چاہا تو زبان پر انت طالق جاری ہوا تو طلاق ہو جائے گی"

شریعت کا کام حکم بتانا ہے۔ بچوں بڑوں کے مستقبل کو ملحوظ رکھنا نہیں اگر یہی امور پیش نظر ہوتے تو زانی وزانیہ پر رجم اور کوڑوں کے احکام بھی لاگو نہ ہوتے بلکہ سورۂ نور میں ان دونوں پر احکام کے اجراء میں حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا۔

﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْکُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔﴾ (۳)

جو عورت بدکار ہو اور جو مرد بدکار ہو تو لگاؤ ہر ایک کو ان دونوں میں سے

(۱) سورۃ المائدۃ ضیاء القرآن صفحہ ۵۰۹، ۵۱۰۔۔ (۲) ردالمحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ ۴۶۱۔۔ (۳) القرآن الحکیم سورۃ نور ۲/۱۸۔۔

سو سو درّے اور نہ آئے تمہیں ان دونوں پر (ذرا) رحم اللہ کے دین کے معاملہ میں اگر ایمان رکھتے ہو اللہ تعالیٰ پر اور روزِ آخرت پر۔ (۱)

مؤلف کا (حالانکہ) کہ اللہ اور اس کے رسول کا شریک بننے کی کوشش انتہائی مذموم امر ہے ہم مسئلہ میں کتاب وسنت واجماع اور اقوال فقہاء احناف سے مسئلہ کو واضح کر چکے ہیں کتاب کے صفحہ ۲۲ میں اپنی خود ستائی سے فرصت پائی تو شیطان سے لو لگائی اور دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیے جانے کو فقہی استخراج اور تین کی حرمت کا حکم لگانے والے کو فقہی شدت اور تقلیدی لڑائی قرار دیا اور پھر اپنے فیصلہ کو آخری فیصلہ قرار دیتے ہوئے اسے کتاب اللہ کے فیصلہ کے مساوی قرار دیا جب کہ آئمہ فقہاء مطلق، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ نے بالاتفاق تین طلاقوں کے بعد حرمت کا قول کیا اور اس پر اجماع ٹھہرا۔

ردالمحتار علی درمختار اور فتح القدیر میں ہے:

"وَعَنْ هٰذَا قُلْنَا لَوْ حَکَمَ حَاکِمٌ بِاَنَّهَا وَاحِدَةٌ لَمْ تَنْفُذْ حُکْمُهٗ لِاَنَّهٗ لَا یَسُوْغُ الْاِجْتِهَادُ فِیْهِ وَخِلَافٌ لَا اِخْتِلَافَ فِیْهِ"۔ (۲)

"اگر کوئی حاکم (قاضی یا جج) بھی دی گئی تین طلاقوں کو فیصلہ کرتے وقت ایک طلاق قرار دے تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا اس لئے کہ قیاس کو اس میں عمل دخل نہیں ہے تین کو ایک قرار دینا ایسا اختلاف ہوگا۔ جس میں کسی بھی فقیہ کو اختلاف نہیں ہے۔"

(۱) ضیاء القرآن۔۔ (۲) ردالمحتار علی درّ مختار جلد: ۲ صفحہ: ۴۵۵۔ فتح القدیر جلد: ۳ صفحہ: ۳۳۰۔۔

بلکہ یہ منسوخ شدہ حکم کی ترویج ہوگی۔ ردّ المحتار علی درمختار میں ہے:

"وَ قَدْ اِطَّلَعُوْا فِی الزَّمَانِ الْمُتَاَخِّرِ عَلٰی وُجُوْدِ النَّاسِخِ" (۱)

یعنی تین طلاقوں کو ایک قرار دیے جانے کا حکم منسوخ ہو چکا البتہ اس پر اطلاع بعد میں ہوئی۔

"حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کا لعان کے بعد حکم سے پہلے تین طلاقیں دینا اور رسول اللہ ﷺ کا رد نہ کرنا" اس کا تذکرہ تفصیلاً پہلے ہو چکا (ملاحظہ ہو صفحہ)

فاطمہ بنت قیس کا ذکر کرنا کہ:

"طَلَّقَنِیْ زَوْجِیْ ثَلَاثًا فَلَمْ یَجْعَلِ النَّبِیُّ ﷺ نَفَقَةً وَّ لَا سُکْنٰی"۔(۲)

"یعنی فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دیں اس پر رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کے لئے سکنیٰ اور نفقہ کی نفی فرمادی"

حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نفقہ اور سکنیٰ کی نفی تو فرمادی مگر دی گئی تین طلاقوں کو رد نہ فرمایا اور یہ کہ تین ایک ٹھہری کا ارشاد نہ ہوا۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ حدیث شریف لائے ہیں:

"طَلَّقَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ اِمْرَاَتَهٗ شَهْبَا ثَلَاثًا"۔ (۳)

"حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی شھبا کو تین طلاقیں دیں"

امام حسن بن علی کی بیوی شھبا نے حضرت علی کی شہادت کے بعد امام حسن کی

(۱) ردّ المحتار علی در مختار جلد:۲ صفحہ: ۱۵۵ --(۲) صحیح المسلم کتاب الطلاق رقم الحدیث (۳۷۰۰) --(۳) تفسیر مظهری جلد: ۲ صفحہ: ۳۰۲ --

خلافت پر مبارک باد دیے جانے پر تین طلاقیں دیں کہ تم حضرت علی کی شہادت پر (خوشی کا اظہار کر رہی ہو) مبارک باد دے رہی ہو؟

موطا امام مالک کی کتاب الطلاق کی پہلی حدیث ہے:

"اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ مِأَةَ تَطْلِیْقَةٍ فَمَا ذَا تَرٰی قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ طُلِّقَتْ مِنْكَ ثَلَاثًا وَّ سَبْعٌ وَّ تِسْعِیْنَ اِتَّخَذْتَ بِهَا اٰیَاتِ اللّٰهِ هُزُوًا"۔(۱)

"ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی کو سو ۱۰۰ طلاقیں دے دی ہیں اس بارے کیا خیال ہے آپ نے فرمایا تین ہو گئیں اور ستانوے (۹۷) کے ساتھ تو نے کتاب اللہ سے مذاق کیا"

مسلم شریف کی وہ حدیث جسے بنیاد بنا کر تین کو ایک قرار دیا جاتا ہے خود حضرت عبداللہ ابن عباس کی طرف منسوب ہے۔ مگر ابن عباس فتویٰ اس کے خلاف دیتے رہے۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے:

"جب راوی کا عمل اپنی ہی ذکر کردہ حدیث کا خلاف ہو تو یہ منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔(۲)

نیز اس کے صفحہ ۳۶۳ پر حضرت علامہ عبدالعزیز پرھاروی لکھتے ہیں:

"اِنَّ رَاوِیَةً اِذَا عَمِلَ بِخِلَافِهٖ کَانَ ذَالِكَ طَعْنًا فِیْ صِحَّتِهٖ

(۱) موطا امام مالک کتاب الطلاق صفحہ ۵۱۰ مطبوعہ نور محمد کار خانہ تجارت کتب کراچی --(۲) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد: ۹ صفحہ: ۳۶۳ مطبوعہ لاہور--

أَوْ قَلِيلًا عَلَىٰ أَنَّهُ مَنْسُوخٌ أَوْ مَصْرُوفٌ عَنِ الظَّاهِرِ"۔

"یعنی راوی جب اپنی ہی روایت کردہ حدیث کے خلاف عمل کرے تو حدیث کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے یا پھر دلیل ہوتی ہے کہ پہلے والی حدیث منسوخ ہو چکی اور یا پھر ظاہری معنی مراد نہیں ہوتے۔"

سنن ابن ماجہ "باب من طلق ثلاثاً فی مجلس واحد" کے تحت حدیث شریف لائے ہیں:

"عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ"۔(۱)

"یعنی عامر شعبی کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت قیس سے پوچھا کہ اپنی طلاق کے بارے میں مجھے کچھ بیان کریں تو فاطمہ نے بتایا کہ ان کے شوہر یمن جا رہے تھے کہ جاتے ہوئے انہوں نے مجھے یک وقت تین طلاقیں دیں رسول اللہ ﷺ سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ہو گئیں۔"

دی گئی تین طلاقوں کے بعد اسی لئے احناف کا مذہب یہی ہے کہ بیوی شوہر کے لئے حلال ہی نہیں رہتی جب تک عدت گزار کر خاتون مطلقہ مرضی سے کسی اور سے نکاح صحیح کے بعد حقوق زوجیت ادا نہ کرے پھر دوسرا طلاق دے یا مر جائے تب پہلے کے لئے حلال ہوگی۔

(۱) سنن ابن ماجه صفحه: ۱۴۷ مطبوعه سعید کمپنی کراچی ۔، سنن ابن ماجه کتاب رقم الحدیث (۲۰۲۴) ۔۔

ہدایہ شریف میں ہے:

"وَإِنْ كَانَ الطَّلَاقُ ثَلَاثًا فِي الْحُرَّةِ أَوْ ثِنْتَيْنِ فِي الْأَمَةِ لَمْ تَحِلَّ لَهُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ نِكَاحًا صَحِيحًا وَيَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ يُطَلِّقَهَا أَوْ يَمُوتَ عَنْهَا وَالْأَصْلُ فِيهِ قَوْلُهُ تَعَالَىٰ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَالْمُرَادُ بِهِ الطَّلْقَةُ الثَّالِثَةُ"۔(۱)

یعنی شوہر اگر آزاد عورت کو تین (۳) طلاقیں یا باندی کو دو (۲) طلاقیں دے چکے تو وہ شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے سے نکاح صحیح کے بعد وطی نہ پائی جائے پھر دوسرا یا تو طلاق دے یا مر جائے تب پہلے کے لئے حلال ہوگی اور یہ مسئلہ قرآن مجید کی اوپر ذکر کردہ آیہ طیبہ سے لیا گیا ہے اور آیت میں ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ سے تیسری طلاق مراد ہے۔

مفتی لاہوری صاحب سے یہ امر مخفی نہیں تھا کہ تین کے بعد بھی بیوی سے ازدواجی تعلقات حرام ہیں مگر ان احباب کی اجتہادی خواہش کہ حرام کو حلال کیسے کیا جائے، آڑے آتی اور مولوی صاحب سے لاؤڈ سپیکر لے کر مطلقہ ثلثہ کی حلت کا اعلان فرمایا۔(۲)

لڑائی جھگڑوں کی اسلام میں نفی کرتا قرآن مجید سے کس قدر بے خبری اور جہالت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) هدایه اولین جز: ۲ صفحه: ۷۵ مطبوعه لکهنو بهارت ۔۔(۲) مفتی صاحب کی کتاب کی صفحه ( ) پر ذکر کرده واقعه کی طرف اشاره هے۔۔

نمبر ۱

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (۱)

''آپ کے رب (رسول اللہ ﷺ کو خطاب ہو رہا ہے) ہونے کی قسم یہ لوگ تب تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے مقدمات لڑائی جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔''

اگر اسلام میں لڑائی جھگڑوں کی گنجائش نہ تھی تو سرکار دو عالم ﷺ سے فیصلے کا ہے کو؟

نمبر ۲

﴿فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ﴾ (۲)

''اگر یہ اپنے جھگڑوں کا فیصلہ آپ کے پاس لائیں تو آپ کو اختیار ہے فیصلہ کریں یا اعراض فرمائیں۔''

اسلام میں عدلیہ کی بنیادی وجہ ہی لڑائی جھگڑے ہیں۔ کتاب کے صفحہ ۲۶ پر رقمطراز ہیں:

''یہ معلوم تو ہوتا ہے کہ وہ طلاق دے رہا ہے مگر طلاق کا قصد نہیں ہوتا''

تبصرہ:

مجنون کو علم نہیں ہوتا۔ علم والا مجنون نہیں ہوتا۔ شریعت نے معاشرتی زندگی میں ہر کام کاج کے لئے الفاظ وضع کر رکھے ہیں ان کو جب بھی زبان پر لائیں گے تو معنی ظاہری ہی مراد ہوں گے۔ جیسے "نَكَحْتُ" [میں نے نکاح کیا]، "زَوَّجْتُ" [میں نے نکاح کیا]، "طَلَّقْتُ" لفظ طلاق سے [میں نے طلاق دی]، نکاح ختم کر دیا۔

(۱) القرآن الحکیم سورۃ النساء: ۶۵۔۔ (۲) القرآن الحکیم سورہ المائدہ: ۴۲۔۔

"بِعْتُ" [میں نے یہ شی بیچی]، "اِشْتَرَيْتُ" [میں نے یہ شی خریدی]۔ شرعی طور پر جو الفاظ صریحہ ہیں وہاں نیت کی احتیاج نہیں ہوتی پھر مفتی صاحب کا کہنا کہ طلاق کا قصد نہیں ہوتا۔ قصد نیت کا نام ہے۔ جب الفاظ ظاہرہ میں نیت کارگر ہی نہیں تو کیا مفتی صاحب اصول فقہ اور فقہ کی جمیع کتابوں سے اپنی بے خبری کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کیونکہ سبھی فقہاء لکھتے:

"لِاَنَّهٗ صَرِيْحٌ لَا يُحْتَاجُ اِلَى النِّيَّةِ"۔ (۱)

صفحہ نمبر ۳۱ پر مفتی لاہوری لکھتے ہیں:

''مریض مرفوع القلم ہوتا ہے''

یہ قول کتاب وسنت کا مذاق اڑاتا ہے باری تعالیٰ نے مریض کے لئے احکام بیان فرمائے:

﴿وَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ﴾ (۲)

﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيْضًا اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ﴾ (۳)

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾ (۴)

غرضیکہ کہ قرآن مجید کی درجنوں آیتوں میں مریض کو مخاطب کرتے ہوئے مریض کے لئے احکام بیان ہوئے اگر وہ مرفوع القلم ہے تو احکام کس کے لئے ہیں؟

(۱) ردّ المحتار جلد ۲ صفحہ ۴۶۱ مطبوعہ کوئٹہ۔۔ (۲) القرآن الحکیم سورہ بقرہ: ۱۷۵۔۔ (۳) القرآن الحکیم سورہ بقرہ: ۱۹۶۔۔ (۴) القرآن الحکیم سورہ المائدہ: ۶۔۔

بخاری ومسلم اور جمیع سنن کی کتابوں میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث نماز، روزے اور حج کو مریض کیسے ادا کرے گا۔ یہ ان کے مکلف ہونے کی دلیل بین ہے۔
فقہائے عظام نے مریض کے احکام بیان فرمائے خاص کر طلاق میں زوج فار۔ (ایسا شوہر جو بیماری میں طلاق دے کر بیوی کو وراثت سے محروم کرنا چاہتا ہے) بطور خاص اس کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

بدائع وصنائع میں یہ درج ہے کہ:

"وَكَذَا صِحَّةُ الزَّوْجِ لَيْسَ بِشَرْطٍ وَكَذَا إِسْلَامُهُ فَيَقَعُ طَلَاقُ الْمَرِيْضِ وَالْكَافِرِ لِأَنَّ الْمَرَضَ وَالْكُفْرَ لَا يُنَافِيَانِ أَهْلِيَّةَ الطَّلَاقِ۔"(۱)

ترجمہ: "طلاق دینے کے لئے زوج کا تندرست ہونا شرط نہیں ہے اور ایسے ہی شوہر کا مسلمان ہونا بھی ضروری نہیں۔ بیماری دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے اسی طرح کافر کی دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے بیماری اور کفر طلاق دئے جانے کے اہل ہونے کے منافی نہیں ہیں۔"

مفتی صاحب کی تفسیر بالرائے بھی ملاحظہ فرماتے چلیں:

﴿وَلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ﴾

مریض کے مرفوع القلم ہونے پر آیہ طیبہ کے اس حصہ کو دلیل کے طور پر ذکر کیا جبکہ آیت کا اس سے دور کا تعلق بھی نہیں۔

تفسیر مظہری میں ہے کہ:

(۱) بدائع و صنائع جز:۳ صفحہ: ۱۰۰۔

﴿لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ آبَآئِكُمْ أَوْ بُيُوْتِ أُمَّهٰتِكُمْ﴾(۱)

قَالَ الْبَغَوِيُّ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَالضَّحَّاكُ وَغَيْرُهُمَا كَانَ الْعُرْجَانُ وَالْعُمْيَانُ الْمَرْضٰى يَتَنَزَّهُوْنَ عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْأَصِحَّاءِ لِأَنَّ النَّاسَ يَتَقَذَّرُوْنَهُمْ وَيَكْرَهُوْنَ مُؤَاكَلَتَهُمْ فَيَقُوْلُ الْأَعْمٰى رُبَّمَا أَكَلَ أَكْثَرَ وَيَقُوْلُ الْأَعْرَجُ رُبَّمَا أَخَذَ مَكَانَ اثْنَيْنِ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ۔"(۲)

﴿یعنی نابینا، اپاہج، اور مریض پر کوئی حرج نہیں اور نہ تم پر اس بات میں کھاؤ اپنے گھروں سے یا اپنے باپ دادا کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا جن گھروں کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر سے تم کو کوئی حرج نہیں ہے کہ تم سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ﴾

"امام بغوی نے سعید بن جبیر اور ضحاک سے نقل کیا اپاہج، نابینا اور بیمار، صحت منداحباب کے ہاں سے کھانا کھانے سے احتراز کرتے کیونکہ لوگ ایک تو ان سے گھن کرتے دوسرے ان سے مل کھانے کو اچھا نہ

(۱) القرآن الحکیم سورہ الفتح: ۱۷۔ (۲) تفسیر مظہری جلد: ۲ صفحہ: ۵۵۹، ۵۶۰۔

جاتے۔ نابینا کہتا کبھی میں نظر نہ آنے کی وجہ سے اپنے حصہ سے زیادہ کھالیتا ہوں اور اپاہج کہتا میں دو آدمیوں کا حصہ کھالیتا ہوں جس میں ان کے اس فعل کو قابل مواخذہ نہ سمجھا گیا۔ علامہ قرطبی نے تفسیر میں لکھا اگر آدمی نابینا، بیمار اور اپاہج ہو تو ان پر ایسا کام کرنا جس سے ان کو تکلیف ہوتی ہو ضروری نہیں جیسے جمعہ کی ادائیگی، جہاد میں شرکت وغیرہ۔''

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ:

﴿لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ﴾ اَیْ اِثْمٌ ﴿وَلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ﴾ اَیْ فِی التَّخَلُّفِ مِنَ الْغَزْوِ لِمَا بِهِمْ مِنَ الْعُذْرِ۔(۱)

''یعنی نابینے، اپاہج اور بیمار پر کوئی گناہ نہیں جنگوں میں گھروں پر رہ جانے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے پر اس لئے کہ یہ حضرات معذور ہیں''

علامہ قرطبی کی عبارت ملاحظہ ہو:

"اَیِ الْاِثْمُ عَلَیْهِمْ فِی التَّخَلُّفِ عَنِ الْجِهَادِ لِعَمَاهُمْ وَزَمَانَتِهِمْ وَضَعْفِهِمْ"

''یعنی ان پر جہاد سے پیچھے رہ جانے میں حرج نہیں کیونکہ نابینا پن، اپاہج اور کمزوری کی وجہ سے۔''

اس کے بعد لکھا:

(۱) تفسیر روح المعانی جلد: ۱۲ مطبوعہ ملتان :...

"فَالْحَرَجُ مَرْفُوْعٌ عَنْهُمْ"

''ان حضرات کا جہاد میں شریک ہونا حرج کا باعث ہے اور حرج ان سے اٹھا لیا گیا ہے۔''

قارئین کرام! دیانت داری سے خود فیصلہ کریں کہ کیا مریض کا مسئلہ طلاق سے آیہ مذکورہ میں کوئی تعلق ہے؟

صفحہ ۳۷ پر مفتی لاہوری صاحب نے کمال الدین ابن ہمام علیہ الرحمہ کی عبارت نقل فرمائی اور استدلال کیا کہ طلاق دینے کے لئے عقل کامل ہونی چاہیے اور غصہ والے کی عقل کامل نہیں ہوتی اس لئے طلاق نہ ہوگی۔

ابن ہمام بچے کی دی گئی طلاق کے واقع نہ ہونے کی وجہ ذکر فرماتے ہیں کہ بچہ عقل کا مالک نہیں ہوتا۔ عقل تام بلوغت کے بعد آتی ہے تبھی تو احکام کا مکلف بنتا ہے اور پھر اس کے قول فعل پر احکام مرتب ہوتے ہیں جیسے دیوانے میں عقل نہ ہونے کی وجہ سے احکام مرتب نہیں ہوتے۔ بچے کو پیدا ہوتے ہی اسلام سے متصف کیا جانا شرعاً معتبر ہوتا ہے بشرطیکہ والدین مسلمان ہوں،

"کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ"

اسی لئے اس کا اسلام بھی مان لیا گیا نہ کہ عقل کی وجہ سے۔

صفحہ ۴۰ پر مفتی صاحب شاید طلاق دینے اور ہو جانے میں بڑھاپے کے باوجود فرق نہیں سمجھ پائے طلاق نہیں دینی چاہیے مگر دی تو کیا ہوگی یا نہیں؟ حالت حیض میں طلاق نہیں دینی چاہیے، مگر دی تو ہو جائے گی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں اپنی اہلیہ کو طلاق دی تو سرکار نے فرمایا اپنے بیٹے سے کہو کہ رجوع کرے اگر وقوع طلاق نہ تھی تو رجوع کس سے؟ غصہ میں یا غیر غصہ میں طلاق نہیں دینی چاہیے مگر

دی تو ہو جائے گی۔

شرح عقود رسم المفتی میں لکھا ہے کہ:

"حاکم اور مفتی کی ذمہ داری ہے ظاہر اور شہادت ظاہرہ پر مسئلہ بتائے اور حکم لگائے"

کتاب کے صفحہ ۴۰، ۴۱، ۴۲ پر اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ طلاق بری شی ہے اس کے دینے سے بچا جائے۔ یہ امر بجا کہ طلاق سے عرش الٰہی بھی لرز جاتا ہے۔ سوال تو یہ تھا کہ دی گئی طلاق ہوئی یا نہیں یہ امر احادیث صحیحہ کی روشنی میں لکھا جا چکا کہ:

"ثَلَاثَةٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَ هَزْلُهُنَّ جِدٌّ، اَلطَّلَاقُ وَالْعِتَاقُ وَالنِّكَاحُ۔"

تین امور مذاق میں ہوں یا ارادۃً ہر صورت وقوع پذیر ہو جاتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ فرما رہے ہیں کہ طلاق ہو جاتی ہے تو مفتی صاحب کون ہوئے جو کہیں طلاق نہیں ہوئی۔ کہیں دال میں کالا تو نہیں؟ ابھی تھوڑی دیر پہلے ایک دعویٰ کے فتنہ سے قوم نے بمشکل نجات پائی خدارا قوم کو مزید کسی پریشانی میں مت ڈالنا!

کتاب کے صفحہ ۴۴، ۴۵ پر تاثر دیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد تو یہ ہے کہ دین آسان ہے تم لوگوں کو بشارت دو۔ ان کے لئے آسانی پیدا کرو اور ہم غصہ میں دی گئی طلاق کے وقوع کا قول کر کے امت پر سختی کر رہے ہیں۔

اولاً دیکھتے ہیں کہ احادیث طیبات کا مفہوم شارحین ومحدثین نے کیا بیان کیا ہے؟

علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری میں رقمطراز ہیں:

"بَابُ الدِّيْنِ يُسْرٌ"

"اَیْ دِيْنُ الْاِسْلَامِ يُسْرٌ اَوْ سُمِّیَ الدِّيْنُ يُسْرٌ مُبَالِغَةً م بِالنِّسْبَةِ اِلَی الْاَدْيَانِ قَبْلَهٗ لِاَنَّ اللّٰهَ رَفَعَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاِصْرَ الَّذِیْ كَانَ عَلٰی مِنْ قَبْلِهِمْ وَ مِنْ اَوْضَحِ الْاَمْثِلَةِ لَهٗ اَنَّ تَوْبَتَهُمْ كَانَتْ بِقَتْلِ اَنْفُسِهِمْ وَ تَوْبَةَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِالْاِقْلَاعِ وَالْعَزْمِ وَالنَّدْمِ۔"(۱)

"یعنی دین پر "الف لام" عہد کا ہے مراد دین اسلام ہے یا دین کو آسان مبالغۃً کہا گیا اس لئے کہ پہلے دینوں کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اس امت سے سختی کو اٹھا لیا ہے اس کی واضح مثالوں میں سے ایک یہ ہے پہلی امتوں میں لوگ گناہ کرتے تو اس کے رشتہ دار جب تک اسے قتل نہ کر دیں توبہ قبول نہ ہوتی اس امت پر آسانی رکھی کہ گناہ ہو جانے کے بعد سچے دل سے اظہار ندامت کے ساتھ دوبارہ اس فعل کو نہ کرنے کا عزم کرے تو بہ قبول ہو جائے گی۔"

عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

"ثُمَّ كَوْنُ هٰذَا الدِّيْنِ يُسْرًا، يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی ذَاتِهٖ وَ يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰی سَائِرِ الْاَدْيَانِ وَهُوَ الظَّاهِرُ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی رَفَعَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْاِصْرَ الَّذِیْ كَانَ عَلٰی مَنْ قَبْلَهُمْ كَعَدَمِ جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِیْ غَيْرِ

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد: ۲ صفحہ: ۱۲۶ مطبوعہ کراچی ...

الْمَسْجِدِ وَ عَدَمِ الطَّهَارَةِ بِالتُّرَابِ وَ قَطْعِ الثَّوْبِ الَّذِیْ تُصِیْبُهُ النَّجَاسَةُ وَ قَبُوْلِ التَّوْبَةِ بِقَتْلِ النَّفْسِ وَ نَحْوِ ذَالِكَ۔" (۱)

''یعنی دین کا یسر (آسانی) یا تو اپنی ہی ذات کے اعتبار سے ہے یا پھر مقابلۂ ادیان اولیٰ کی نسبت دین اسلام میں آسانی کا فرمایا گیا اور یہی معنی ظاہر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت سے وہ سختی جو پہلی امتوں پر تھی اٹھالی جیسے پہلے امتوں میں نماز کا وقت کہیں بھی ہو جائے سوائے مسجد کے ادائیگی درست نہ تھی۔ طہارت صرف پانی سے ضروری مٹی سے تیمم درست نہ تھا۔ کپڑے کو پلیدی لگ جائے تو دھو لینے سے کپڑا پاک نہ ہوگا بلکہ اس کو قینچی سے علیحدہ کرنا ضروری ہوتا اور یہ کہ توبہ تبھی قبول ہوگی جب مجرم کو قتل کر دیا جائے''

آیئے! اس بارے میں مفسرین کی رائے معلوم کرتے ہیں کہ وہ "یسر" (نرمی)، "اِصر" (سختی) کے قرار دیتے ہیں محدثین کے مطابق یا مفتی صاحب کی رائے کی تائید کرتے ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ

(۱) عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد: ۱ صفحہ: ۲۳۵۔۔

الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ۔﴾ (۱)

''(یہ وہ ہیں) جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہیں۔ جن کے ذکر کو پاتے ہیں وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ نبی حکم دیتا ہے انہیں نیکی کا اور روکتا ہے انہیں برائی سے اور اتارتا ہے ان سے ان کا بوجھ اور کاٹتا ہے وہ زنجیریں جو جکڑیں ہوئے تھیں انہیں۔'' (۲)

اس پر تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

﴿وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ﴾ "اِصْرَهُمْ قَالَ قَتَادَةُ یَعْنِی الشَّدِیْدَ الَّذِیْ كَانَ عَلَیْهِمْ فِی الدِّیْنِ وَ الْاَغْلَالَ یَعْنِی الْاَثْقَالَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فِیْ شَرِیْعَةِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مِثْلَ قَتْلِ النَّفْسِ فِی التَّوْبَةِ وَ قَطْعِ الْاَعْضَاءِ الْخَاطِئَةِ وَ قَرْضِ النَّجَاسَةِ عَنِ الثَّوْبِ بِالْمِقْرَاضِ وَ تَعْیِیْنِ الْقِصَاصِ فِی الْقَتْلِ الْعَمْدِ وَ الْخَطَاءِ وَ تَحْرِیْمِ اَخْذِ الدِّیَةِ وَ تَرْكِ الْعَمَلِ فِی السَّبْتِ وَعَدَمِ جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِیْ غَیْرِ الْكَنَائِسِ وَ غَیْرِ ذَالِكَ مِنَ الشَّدَائِدِ" (۳)

''یعنی حضرت قتادہ فرماتے ہیں "اِصْرَهُمْ" سے مراد سختی ہے جو ان پر دین کے معاملہ میں تھی اغلال وہ بوجھ ہے جو شریعت موسیٰ علیہ السلام میں تھا۔ مثلاً توبہ کی قبولیت تبھی ہوگی جب مجرم کو قتل کر دو۔ جس عضو سے

(۱) القرآن الحکیم سورۃ الاعراف: ۱۵۷۔۔ (۲) ترجمہ ضیاء القرآن۔۔ (۳) تفسیر مظہری جلد: ۳ صفحہ: ۴۱۸ مطبوعہ کوئٹہ۔۔

جرم ہوا اسے کاٹ کے جسم سے علیحدہ کردو۔ اور نجس کپڑے کو قینچی سے کاٹ دو۔ قتل عمداً ہو یا خطاً قاتل سے صرف قصاص ہی ہوگا نہ کہ دیت۔ ہفتہ کے دن تمام کام چھوڑنا لازم تھا۔ اور نماز کا وقت ہونے پر نماز صرف کنیسہ (یہودی مسجد) میں ہی ادا ہو سکتی تھی۔ اسی طرح کی اور بہت سی سختیاں۔"

یہ ہیں وہ آسانیاں جو اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا کیں نہ یہ کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز قرار دے دو ادی ہوئی طلاق کو کہو نہیں ہوئی اور نہ ہونے والی کو کہو ہوگی۔

"بَشِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا" کا بھی سن لیجیے!

"اَبْشِرُوْا بِالثَّوَابِ عَلَى الْعَمَلِ وَاِنْ قَلَّ"(۱)

"سرکار دوعالم ﷺ کے چاہنے والوں کو ان کے اعمال پر ثواب کی خوشخبری سناؤ اگرچہ اعمال قلیل ہی کیوں نہ ہوں"

نہ یہ کہ طلاق دے جانے کو بعد خوشخبری کہ طلاق نہیں ہوئی۔ جب تک جرم پر سزا کا تصور نہ ہوگا جرائم فروغ پائیں گے۔

﴿وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ﴾(۲)

"تمہارے لئے جرم کے قصاص (سزا) ہی میں زندگی ہے"

دینی امور میں آسانی تو تبدیلی کے مترادف ہے اور شارع کے بغیر کوئی بھی اس کا حق نہیں رکھتا۔ ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں جسے امام بخاری اور امام مسلم شیخین دونوں

---

(۱) عمدة القاری شرح صحیح البخاری جلد:۱ جز:۱ صفحہ: ۲۳۷ ۔۔(۲) القرآن الحکیم ۔۔

ہی نے ذکر فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ اسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِاَبِیْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّیْ مَالَهٗ وَ نَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِیْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهٖ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ۔"(۱)

"یعنی حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال

---

(۱) صحیح المسلم کتاب الایمان رقم الحدیث (۱۲٤) ۔ صحیح البخاری کتاب الزکوة رقم الحدیث (۱۳۹۹، ۱٤۵۷)۔ کتاب الجهاد رقم الحدیث (۲۹٤٦) کتاب استتابة المرتدین والمعاندین رقم الحدیث (٦۹۲٤) کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة رقم الحدیث (۷۲۸٤) ۔ سنن ابی داؤد کتاب الزکوة رقم الحدیث (۱۵۵٦، ۱۵۵۷) ۔ سنن الترمذی کتاب الایمان رقم الحدیث (۲٦۰۷) ۔ سنن النسائی کتاب الزکوة رقم الحدیث (۲٤٤۲، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳) کتاب تحریم الدم رقم الحدیث (۳۹۸۰، ۳۹۸۳، ۳۹۸۵) ۔۔۔

ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سرکار کے بعد خلیفہ بنایا گیا عرب میں سے کئی دین سے پھر گئے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ لوگوں سے کس بنیاد پر جنگ کریں گے جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے مجھے لوگوں سے جنگ کرنے کا اس وقت تک حکم دیا گیا ہے جب تک وہ لا الہ الا اللہ (ایمان) کا قول نہیں کہہ لیتے جب وہ اس کا اقرار کرلیں گے تو مجھ سے اپنی جان و مال محفوظ کرلیں گے ماسوا اللہ تعالیٰ کے حق کے پھر ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد اس پر حضرت صدیق اکبر فرمانے لگے اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں ضرور جنگ کروں گا زکوٰۃ کی ادائیگی مال کا حق ہے اگر بکری کا وہ بچہ جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو ادا کرتے رہے مجھ سے روکیں گے تو میں ضرور ان سے جنگ کرونگا۔ اس پر فاروق اعظم فرمانے لگے واللہ میں نے دیکھا ابوبکر صدیق حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دین کے لئے ان کے سینہ کو کھول دیا ہے۔"

اس پر خطابی کا اشارہ بھی نوٹ کریں:

"فِيْ ذَالِكَ مِنْ قَوْلِهٖ دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّ الْقِتَالَ الْمُمْتَنِعَ مِنَ الصَّلٰوةِ كَانَ إِجْمَاعًا مِنَ الصَّحَابَةِ وَ كَذَالِكَ رَدًّا لِمُخْتَلِفٍ فِيْهِ۔"

"یعنی صحابہ کا اجماع تھا کہ نماز کی فرضیت کے انکار پر قتال اجماعی مسئلہ ہے اس لئے اس پر قیاس کرتے ہوئے ابوبکر صدیق نے زکوٰۃ

انکار پر قتال کا حکم لگایا۔"

حدیث انور سے چند معلوم شدہ امور:

(۱) جو امور شرعاً متعین ہو چکے ہوں ان میں نہ نرمی نہ لچک ہوگی۔

(۲) فاروق اعظم حکمت سے مانعین کے رد کے قائل مگر ابوبکر صدیق امور شرعیہ میں سختی سے عمل کے قائل۔

(۳) اگر "بُسر" کا معنی مفتی صاحب والا ہی ہوتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بن خطاب کی رائے کو قبول کرلیتے۔ مگر دینی امور میں "وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً" دینی امور پر اپنے اندر سختی پیدا کرو۔

(۴) اجماعی مسئلہ کے خلاف قیاس ناروا ہے۔

جب یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ کا عموم ماسوا استثناء (الصبی والمعتوہ والنائم) غصہ اور غیر غصہ دونوں کو شامل اور یہ کہ طلاق ثلاثہ کے بعد حرمت منصوص اور اجماعی مسئلہ ہے، پھر اس کے خلاف اپنے قول مردود کو قیاس کا درجہ دے کر "بُسر" کے نام سے کرنا غیر شرعی اور مردود قول ہوگا۔

صفحہ ۴۵، ۴۶ میں زور دیا گیا کہ غصہ اغلاق ہے اور اغلاق میں دی گئی طلاق نہیں ہوتی۔ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اکثر محدثین اور آئمہ لغت اغلاق کے مختلف معانی بیان کرتے ہیں جیسے اکراہ، بیک وقت تین طلاقیں دینا، اور امام ابوداؤد کا عندیہ کہ غصہ کی حالت کو اغلاق کہتے ہیں۔

کسی لفظ میں احتمالات کثیرہ استدلال احکام سے مانع ہوا کرتے ہیں۔ نیز امام ابوداؤد کا عندیہ حتمی الفاظ حدیث نہیں ہے۔ امام بخاری نے صرف عنوان قائم کیا اور ابوداؤد والی حدیث کو نہ مسلم نے نہ بخاری نے لیا کیونکہ ان کا راوی ضعیف ٹھہرا اور شیخین

ایسی حدیث کو کبھی اپنی کتاب میں ذکر نہیں کرتے۔ اصل مسئلہ میں بحث کے بعد ضرورت نہیں کہ دوبارہ اس مسئلہ کو چھیڑا جائے۔

صفحہ ۵۰ پر مفتی صاحب نے اپنی تمام تر علمی صلاحیتوں کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو شارع علیہ السلام کے مقابلے "بزعم خویش" کھڑا کیا۔ اور اپنی علمیت کا خود مذاق اڑایا۔ غصہ میں طلاق دیئے جانے کا شوہر اقرار کرے یا بیوی کہے یا گواہ موجود ہوں تو ہم کہیں گے طلاق نہ ہوئی اور ان تمام امور کے پائے جانے یعنی غصہ بھی تھا شوہر اقرار بھی کر رہا ہے کہ غصہ میں طلاق دی مگر بیوی اس طلاق کے بعد علیحدگی چاہتی ہے تو طلاق ہو جائے گی۔ غصہ دونوں صورتوں میں تھا۔ طلاق بھی دی گئی۔ بیوی شوہر کے ساتھ رہنے کو تیار تو کہیں گے طلاق نہ ہوئی۔ تیار نہیں تو کہیں گے طلاق ہو گئی۔ جس کا معنی یہ ہوا اگر تو وجہ طلاق غصہ ہے پھر تو دونوں صورتوں میں طلاق ہو جانی چاہیے تھی۔ یا بیوی کا ارادہ پھر وجہ غصہ نہ ہوا۔

تیسری صورت یہ نکلی کہ شریعت مفتی صاحب کے تابع ہے جس کے لئے مفتی صاحب کہہ دیں کہ طلاق ہو گئی ہو جائے گی، جس کے لئے ارشاد فرمائیں نہ ہوئی طلاق نہ ہوگی۔ اصل وجہ غصہ نہیں۔

اس مسئلہ میں آپ نے اس امر کو جان لیا ہوگا کہ مفتی صاحب کی اپنی تحریر تضادات کا مجموعہ ہے۔ کہیں طلاق کے وقوع کا قول اور کبھی عدم وقوع کا حکم لگایا گیا ہے۔ مفتی صاحب خود اس پر غور فرمائیں!

صفحہ ۵۱ پر مفتی صاحب رقم طراز ہیں کہ ترمذی شریف میں ہے:

"کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمَعْتُوْهِ الْمَغْلُوْبِ عَلٰی عَقْلِهٖ"

"یعنی معتوہ کی دی گئی طلاق نہیں ہوتی اور معتوہ وہ ہے جس کی عقل پر غلبہ ہو"

یہ امر پہلے تفصیلاً ہو چکا اس لئے دہرانے کی ضرورت نہیں (ملاحظہ ہو صفحہ)

یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ معتوہ از قسم جنون ہے اور مجنون ان تین افراد میں شامل ہے جن کی دی ہوئی طلاق نہیں ہوتی۔

البتہ مفتی صاحب نے امام ابو عیسیٰ ترمذی کا قول نقل فرما کر کہ:

"اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَعْتُوْهًا يُفِيْقُ الْاَحْيَانَ فَيُطَلِّقُ فِيْ حَالِ اِفَاقَتِهٖ۔"

"اگر معتوہ کو کبھی جنونی کیفیت بھی نہیں تو ایسی صورت میں جب درست ہو طلاق ہو جائے گی۔"

یہ واضح کر رہا ہے کہ معتوہ جنون ہے اور یہ کہ جنون نہ ہو تو دی ہوئی طلاق ہو جاتی ہے خواہ غصہ ہو یا نہ ہو۔

صفحہ ۵۷ پر مفتی صاحب اغلاق کی بحث میں علی قاری رحمہ الباری سے مرقاۃ کا تذکرہ لائے اگرچہ مرقاۃ کی عربی عبارت کا ذکر کرنا پھر علی قاری علیہ الرحمہ کی تردید اور اغلاق کے معنی میں مختلف اقوال کا تذکرہ تقاضا دیانت تھا مگر ایک معنی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہ اغلاق کا معنی تینوں طلاقیں اکٹھا دینا کہ کوئی باقی نہ رہے۔ تبصرہ میں نے لکھا "پھر حدیث کا معنی یہ ہوا کہ ایسی طلاق کوئی طلاق نہیں جیسا کہ بعض اہل علم سنت کے طریقہ سے ہٹ کر طلاق کا اعتبار ہی نہیں کرتے امامیہ، امام ابو داؤد بن علی الاصبہان المعروف ظاہری بڑے فقیہ، محدث اور حافظ قرآن و حدیث تھے یہ احکام شرعیہ میں قیاس کرنے کے قائل نہ تھے (الخ)۔ ابو داؤد ظاہری کی تعریف میں لکھا بڑے فقیہ محدث مگر قیاس کے قائل نہ تھے جب قیاس کے قائل ہی نہ تھے تو فقیہ کیسے قرار پائے قیاس تو نام ہی

کتاب وسنت سے ان مسائل کے استخراج کا ہے جن کا تذکرہ کتاب وسنت میں نہ ہو۔ نابینا غیر مقلد کسی مقلد سے الجھا ہوا تھا اور یہی ابوداؤد کا مسلک پیش کر رہا تھا جو کتاب و سنت کا ظاہری معنی ہو وہی مراد لینا چاہیے تو مقلد نے کہا اگر یہ قاعدہ مان لیں تو آیت طیبہ کا مفہوم کیا ہوگا؟ جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا﴾

''جو اس دنیا میں اندھا وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور راہ حق سے بھٹکنے والا۔''

جب کہ آیت کا مفہوم تھا ''جو یہاں ہدایت سے خالی و اندھا وہ آخرت میں ایسا ہی ہوگا''۔ مگر اصحاب ظواہر تو خیال ہی نرالا رکھتے ہیں۔ یہ ہیں وہ امام جو مفتی صاحب کے مقتدی اور مسائل کا ماخذ ہیں اور ان کی تعریف میں رطب اللسان اور تحسین مسلک کر رہے ہیں۔ جب کہ سنت کا خلاف کرنا حکم کے منافی نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کا اہلیہ کو حالت حیض میں طلاق دینا خلاف سنت تھا مگر طلاق کا حکم لگا اسی لئے حکم ہوا

"مُرْ اِبْنَكَ اَنْ يُرَاجِعَهَا"

فاطمہ بنت قیس کو دی گئی تین طلاقیں سنت کے منافی ٹھہریں مگر وقوع پذیر ہونے کی وجہ سے نان نفقہ عدت کا حکم سنایا۔ اس کے بعد صفحہ ۶۱ تا ۶۶ اغلاق پر بحث ۶۷ میں پھر ابن قیم کی غصہ کی اقسام کو نئی کتاب فقہ السنہ کے حوالہ سے دہرایا گیا ہے ان تمام امور کا تذکرہ ہم صفحہ۔۔۔ پر کر آئیں ہیں وہاں دیکھیں!

صفحہ ۷۶ پر ڈاکٹر عبداللہ یوسف مصری کی کتاب "الحلال الزوج فی الفقه والقانون'' میں:

"لایقع طلاق المخطی والعاقل والغضبان والمدهوش (الخ)"

اس عبارت کا شروع ہی ثقہ آئمہ کے خلاف سے ہے (مخطی) غلطی سے دینے والے کی طلاق نہیں ہوتی اور یہ خلاف واقع ہے۔

ردالمحتار علی درمختار میں علامہ شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

" بِاَنْ اَرَادَ اَنْ يَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَجَرٰى عَلٰى لِسَانِهٖ اَنْتِ طَالِقٌ تَطْلُقُ لِاَنَّهٗ صَرِيْحٌ لَا يَحْتَاجُ اِلَى النِّيَّةِ۔"(۱)

''یعنی سبحان اللہ کہنا چاہتا تھا کہ شوہر کی زبان پر انت طالق جاری ہوا تو طلاق ہو جائے گی اس لئے کہ الفاظ صریحہ محتاج نیت نہیں۔''

سہو، خطاء اور غفلت میں توجہ فتی ہے عقل زائل نہیں ہوتی جب تک عقل ہو مکلف ہے اور اس کے کہے اور کیے پر احکام نافذ ہوتے ہیں۔ "کمامر"

صفحہ ۷۸ پر مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ حنبلی مسلک کے فقہاء کی طرف ابن قیم کی مخالفت کی نسبت درست نہیں۔ جبکہ ہم اصل بحث میں مخالفت کا حوالہ دے آئے ہیں:

"لٰكِنْ اَشَارَ فِي الْغَلَبَةِ اِلٰى مُخَالَفَتِهٖ فِي الثَّالِثِ (الخ)"(۲)

شرح غایہ میں خود حنبلیوں کا اختلاف ذکر کیا گیا ہے۔

صفحہ ۸۲ تا ۹۴ سے بھی آگے تک علماء دیوبند کے اقوال کا تذکرہ ہے۔ گورباچوف، جارج ڈبلیو بش، بلیئر، من موہن سنگھ کل کلاں کو مفتی صاحب کی تائید کرنے لگیں یا مفتی صاحب ان کے اقوال سے اپنی کتاب کو مزین فرمائیں تو واقعی عوام کے ہاں

(۱) رد المحتار علی درمختار جلد: ۲ صفحہ: ٤٦١۔ (۲) رد المحتار علی در مختار جلد: ۲ صفحہ: ٤٦٣۔

ان سے بڑھ کر بڑا محقق اور کون ہو سکتا ہے۔ ہر شخص اپنوں سے تائید و توثیق چاہتا ہی ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا قول حجت مانتے تو وہابیہ کا کہا تائیدا کیوں لاتے؟

صفحہ ۹۹ پر علامہ شامی علیہ الرحمہ کا قول نقل کیا کہ:

"لَوْ اَفْتٰی مُفْتٍ بِشَیْئٍ مِنْ هٰذَا الْاَقْوَالِ فِیْ مَوَاضِعِ الضُّرُوْرَةِ طَلَبًا لِلتَّیْسِیْرِ کَانَ حَسَنًا۔"

صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا "ھذا لاقوال" سے کیا مراد ہے؟ کہیں ہمارے احقاقِ حق کو بھی مفتی صاحب حسد پر محمول نہ کر لیں۔

رسائل ابن عابدین المعروف علامہ شامی میں ہے:

"قَالَ الْاِمَامُ الْعَلَّامَةُ الْحَسَنُ مَنْصُوْرُبْنُ مَحْمُوْدِ الاوزجندی المعروف بقاضی خان فی کتاب الفتاوی رسم مفتی فی زَمَانِنَا مِنْ اَصْحَابِنَا اِذَا اسْتُفْتِیَ عَنْ مَسْئَلَةٍ اِنْ کَانَتْ مَرْوِیَّةً عَنْ اَصْحَابِنَا فِی الرِّوَایَاتِ الظَّاهِرَةِ بِلَا خِلَافٍ بَیْنَهُمْ فَاِنَّهٗ یَمِیْلُ اِلَیْهِمْ وَ یُفْتِیْ بِقَوْلِهِمْ وَلَا یُخَالِفُهُمْ بِرَأْیِهٖ وَاِنْ کَانَ مُجْتَهِدًا مُتْقِنًا لِاَنَّ الظَّاهِرَ اَنْ یَکُوْنَ الْحَقُّ مَعَ اَصْحَابِنَا وَلَا یَعْدُوْهُمْ وَ اِجْتِهَادُهٗ لَا یَبْلُغُ اِجْتِهَادَهُمْ وَلَا یُنْظَرُ اِلٰی قَوْلِ مَنْ خَالَفَهُمْ وَلَا یُقْبَلُ حُجَّتَهٗ اَیْضًا۔"(۱)

"علامہ قاضی خان اپنی کتاب رسم مفتی میں لکھتے ہیں اگر کوئی شخص کسی مفتی

(۱) رسائل ابن عابدین المعروف علامہ شامی صفحہ: ۲۴، ۲۵۔

سے مسئلہ پوچھے تو وہ دیکھے اگر وہ مسئلہ ہمارے اصحاب (احناف) سے بغیر کسی اختلاف کے ظاہر الروایہ میں ہو (ظاہر الروایہ امام محمد کی چھ کتب) تو اسی پر فتویٰ دے اور ان کی مخالفت اپنی رائے سے نہ کرے اگرچہ وہ خود بھی مجتہد ہو اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ حق انہیں کے ساتھ ہے۔ اور اس مفتی کا اجتہاد ان کے اجتہاد تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے مخالف کے قول کا نہ تو اعتبار ہوگا اور نہ ہی اس کی حجت کو قبول کریں گے۔"

اگر کہیں ضرورت دینی پیش آ رہی ہو اور وہ اپنے امام کے مسلک سے اسے اپنانے کا عندیہ دیا گیا ہے مثلاً تعلیم القرآن پر اجرت لینے میں آئمہ متقدمین قائل نہ تھے اور امام سے اس بارے روایت نہ تھی۔ آئمہ متقدمین نے جائز نہ کہا وجہ یہ بیان کی دینی امر ہے اور ﴿وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ سے متصادم ہے۔ مگر بعد والوں نے کہا خلفاء راشدین کے زمانہ میں ان احباب کے لئے جو تعلیم قرآن دیتے وظیفے مقرر تھے بعد میں آنے والے حاکموں نے وظیفے بند کر دیئے اور علماء کو جو دینی امور سر انجام دیتے تھے کاروبار میں مصروفیت کی وجہ سے تعلیم و تعلم کے لئے وقت نکال سکے جس سے دین کے ضائع ہونے کا ڈر پیدا ہوا تو بعد کے فقہاء نے وقت کا عوض قرار دیکر تعلیم القرآن کے عوض کو جائز قرار دیا تا کہ دین ضائع نہ ہو جائے۔

یہ ضرورت نہیں کہلاتی کہ امام آئمہ احناف کی کسی مسئلہ میں تصریحات موجود ہوں اور وہ لا بدی بھی نہ ہو تو جس کا دل چاہے اٹھ کر امام کے مسلک کے خلاف کسی اور امام کے مسلک پر فتویٰ دیتا پھرے۔ جیسے مفتی لاہوری صاحب نے امام کے مسلک کو چھوڑ کر امام احمد بن حنبل کے مقلد ہونے کا دعویٰ کرنے والے ایک شخص ابن قیم کے قول پر فتویٰ دے دیا کہ غصہ میں دی گئی طلاق ہی نہیں ہوتی۔ جبکہ اکثر و بیشتر طلاق ہوتی ہی

غصہ میں ہے تفصیل گزر چکی۔

رسائل ابن عابدین کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:

وَعَنْ هٰذَا قَالَ صَاحِبُ الدُّرَرِ وَالْغُرَرِ فِی کِتَابِ الْقَضَاءِ إِذَا قَضَی الْقَاضِی فِی مُجْتَهَدٍ فِیْهِ بِخِلَافِ مَذْهَبِهٖ لَایَنْفُذُ قَالَ أَیْ أَصْلُ الْمَذْهَبِ کَالْحَنَفِی إِذَا حَکَمَ عَلٰی مَذْهَبِ الشَّافِعِی أَوْ نَحْوِهٖ أَوْ بِالْعَکْسِ وَأَمَّا إِذَا حَکَمَ الْحَنَفِیُّ بِمَذْهَبِ أَبِی یُوْسُفَ أَوْ مُحَمَّدٍ أَوْ نَحْوِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ الْإِمَامِ فَلَیْسَ حُکْمًا بِخِلَافِ رَأْیِهٖ۔"

''صاحب درر نے لکھا اگر قاضی کسی اجتہادی مسئلہ میں اپنے امام کے مسلک کے خلاف فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا مثلاً کوئی حنفی قاضی امام شافعی کے مسلک پر فیصلہ کرے یا شافعی حاکم امام ابوحنیفہ کے مسلک پر فیصلہ کرے تو نافذ نہ ہوگا (کیونکہ وہ قاضی کے اپنے مسلک کے خلاف ہے اور قاضی اسے درست نہیں جانتا) لیکن اگر حنفی قاضی امام ابو یوسف یا امام محمد کے مسلک کے مطابق فیصلہ دیتا ہے تو یہ اس کا فیصلہ امام کے مسلک کے خلاف نہ کہلائے گا''

مفتی صاحب کا عمل آسانی پیدا کرنا نہیں ہوا وہوس کی پیروی ہے بلکہ مادر پدر آزادی بھی کہ جس کا جو دل آئے کہتا جائے نہ کتاب وسنت کا خیال نہ اپنے امام کی اقتداء۔

آخر میں اپنی گفتگو ارشاد باری تعالیٰ کے اس قول پر سمیٹتا ہوں:

﴿وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُعْتَدِينَ﴾(۱)

''اور بے شک بہت سے لوگ گمراہ کرتے ہیں اپنی خواہشوں سے بے علمی کے باعث اور بلاشبہ آپ کا رب خوب جانتا ہے حد سے بڑھنے والوں کو۔''



(۱) القرآن الحکیم سورہ الانعام: ۱۲۰۔

”سوال نامہ پر استفتی کی شرعی حیثیت“

اس وقت جب کہ غصہ میں دی گئی طلاق کا مسئلہ خواہ غصہ عام ہو یا شدید کسی صورت میں بھی دی گئی طلاق ہو جاتی ہے کمپوزنگ کے مراحل میں تھا۔ ایک مہربان نے بتایا کہ مفتی صاحب لاہوری نے ایک سوال نامہ چھپوا رکھا ہے آنے والے سے اس کے کوائف لکھوائے جاتے ہیں اور اسے کہا جاتا ہے کہ تم اسے فل (پُر) کر دو ہم تمہیں لکھ دیں گے کہ طلاق نہ ہوئی۔ سوال نامہ دیکھا گیا تو یقین مزید پختہ ہوا کہ مفتی صاحب مفتی ماجن اور آنے والے سائل کو حیلہ سازی سکھانے والے خواہشات کے بندے اور بدی کی راہیں کھولنے والے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری کتاب الحجر میں ہے۔

حجران فی التصرف کے تین اسباب بیان کرنے کے بعد لکھا

"قال ابو حنيفة رحمه الله تعالیٰ لا يحجر القاضی علی الحرّ العاقل البالغ اِلّا مَن يتعدّٰی ضرره الی العامة وهم ثلاثة الطبيب الجاهل الذی يسقی الناس مايضرهم ويهلكهم وعنده انه شفاء ودوا والثانی المفتی الماجن وهو الذی يعلم الناس الحيل او يفتی عن جهل والثالث المكاری المفلس۔ "(۱)

”یعنی ان تین افراد کو جو بچہ، مجنون اور غلام کے علاوہ امام ابوحنیفہ علیہ

(۱) فتاویٰ عالمگیری کتاب الحجر جلد ۵ صفحہ ٥٤ ۔۔

الرحمہ کے ہاں ان میں سے ایک مفتی ماجن یعنی وہ مفتی جو لوگوں کو حیلہ سازی سے آگاہ کرے اپنے کو تصرف اور فتویٰ دینے سے روک دیا جائے گا۔ دوسرے جاہل طبیب، تیسرے مکاری مفلس۔“

سائل کے ساتھ جو بھی واقعہ پیش آیا ہو مفتی لاہوری کا ”سوال نامہ“ کو پُر کروانا اور اس کے مطابق مسئلہ کو جواب پر ماسواء حیلہ سازی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔؟

نمبر ۱

مفتی صاحب پر پوچھے گئے سوال کے مطابق جواب دینا ذمہ داری ہے نہ کہ اس کے سوال کو اپنے جواب کے موافق بنانے کی تلقین کرنا۔

درمختار کے حوالہ سے مفتی عمیم الدین علیہ الرحمہ آداب مفتی میں یہ لکھتے ہیں:

"ويحرم التساهل فی الفتوی واتباع الحيل ان فسرت الاغراض۔ "(۱)

ایک سطر کے بعد لکھا:

"بل يجب علی المفتی ان يجيبهٔ بكل مايسئلونهٔ ۔ "

”یعنی فتویٰ کے تحریر کرنے میں تساہل سے کام لینا اور حیلہ سازی حرام ہے بلکہ مفتی پر لازم ہے کہ جو مسئلہ پوچھا گیا اس کے مطابق جواب دے۔“

نمبر ۲

آداب مفتی میں یہ لکھا ہے:

"(وعندی) اذا علم المفتی حقيقة الامر لا ينبغی لهٔ اَن

(۱) آداب مفتی صفحہ: ۷۰ ۔۔

یکتب المسائل لئلا یکون معینًا علی الباطل۔"(۱)

""مفتی جب حقیقت حال پر آگاہ ہو جائے تو بہتر ہے کہ سائل کو جواب نہ دے کہیں باطل کا مددگار نہ بن جائے۔""

نمبر ٤

شرح عقود رسم مفتی میں ابن عابدین علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"قال الامام ابو عمرو فی آداب المفتی اعلم ان من یکتفی بان یکون فتواہ او عمله موافقًا بقول او وجه فی المسئلة ویعمل بما شاء من الاقوال والوجوه من غیر نظر فی الترجیح فقد جهل و خرق الاجماع۔"(۲)

""یعنی امام ابو عمرو نے آداب مفتی میں لکھا کہ جو شخص بھی اپنے فتویٰ یا اپنے عمل کو کسی خاص مقصد کے پیش نظر اپنی توجیہہ میں ڈھالنا چاہتا ہے۔ بغیر راجح قول پر نظر کے وہ نہ صرف جہالت کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ اجماع کو توڑنے والا ہوگا۔""

رہے حوالہ جات تو وہ مغالطہ کے لئے وہی ہیں جن کا تذکرہ کتابچہ میں اس سینہ زوری پر اللہ تعالیٰ سے ہم ہدایت کے طلب گاری بن سکتے ہیں۔



(۱) آداب مفتی صفحہ ۵۷۹ ..(۲) شرح عقود رسم مفتی صفحہ ٤..

مفتی صاحب کی تائید میں

ذکر کردہ علماء میں سے ایک کے بارے میں حقائق:

مفتی صاحب نے جس طرح اپنے رسالہ "شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم" میں اپنے امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی تقلید سے اعراض کر کے حنبلی ہونے کا ثبوت فراہم کیا ہے وہ تو ہر قاری پر عیاں ہوگا۔ یہ کس قدر کذب بیانی اور عوام کو فریب اور دھوکہ دینا ہے کہ ایک رسالہ جو بار اول 2006ء میں لکھا جا رہا ہے اور طبع ہو رہا ہے۔ اس کی تائید میں ان علماء کا نام شامل کیا جا رہا ہے جن کو فوت ہوئے دس سال کا عرصہ بلکہ اس بھی زیادہ ہو چکا۔

کتاب کے صفحہ ۱۲۱ پر حضرت علامہ شمس الزماں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تائیدی رسید میں لکھا:

اما بعد: فرید الدہر وحید العصر علامہ ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب زید مجدہ کا زیر نظر تحریر کردہ طلاق کے موضوع پر تحقیقی رسالہ الخ"

پھر پانچ سطریں چھوڑ کر پھر لکھا "زیر نظر رسالہ میں الخ"، جس شخص کو فوت ہوئے 10 سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہو یا تو قبر سے مفتی صاحب نے انہیں اٹھایا اپنا رسالہ پڑھایا اور تائید لکھوائی یا عوام کو بتانا مقصود ہے کہ بہت سے پیران عظام سے سندیں حاصل کرنے کے بعد ما بدولت اس مقام اعلیٰ پر پہنچ گئے ہیں کہ مردوں کو زندہ کر کے اپنی کتاب کی تائید کروا سکتے ہیں۔ احمد علی لاہوری کو بھی یہ سوجھی تھی اور علی بن عثمان داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے بارے میں ہرزہ سرائی کی تھی کہ ان کا مزار شاہی قلعہ میں ہے نہ کہ موجودہ۔ تاریخ سے تو لاہوری کو آگاہی تھی ہی نہیں کشف قبور کا اظہار مقصود تھا۔ آج پھر اسی لاہور میں مفتی صاحب نے کشف قبور بلکہ مردوں کو زندہ کرنے اور ان سے تحریر کا دعویٰ پیش نظر لئے کتاب جو مسلک احناف کے خلاف لکھ ڈالی اور مرنے والوں سے دعویٰ

تائید کیا۔ اگر یہ کہیں کہ 10 سال پہلے لکھے گئے فتویٰ کی تائید تھی جو لکھی گئی تو یہ دعویٰ اس لئے درست نہ ہوگا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ "زیر نظر طلاق کے موضوع پر تحقیقی رسالہ" یہ اس رسالہ کی تائید پھر پانچ سطروں کے بعد "زیر نظر رسالہ" یہ دونوں تحریریں رسالہ کی تائید ہیں اور رسالہ بار اوّل اور سال طباعت مارچ 2006ء رسالہ کے صفحہ۲ پر یہ اس کی واضح تردید ہے کہ فتویٰ کی تائید نہیں بلکہ چھپنے والے رسالہ کی تائید ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب حضرت علامہ شمس الزمان علیہ الرحمہ کو قبر سے اٹھا کر رسالہ پڑھا کے تائید حاصل کی گئی ہو۔

لوگ زندوں پر افتراء باری کرتے ہیں اور مفتی صاحب نے وفات پانے والوں کو بھی نہ چھوڑا۔



تقریظ

حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استاذ العلماء والفضلاء حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلیم سیالوی صاحب دامت فیوضہم کا شمار ان فاضل استاذ الاساتذہ اور جید علماء کرام میں ہوتا ہے جو عرصہ 46 سال سے تعلیم و تعلم اور تدریس سے مسلسل رابطہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ فنون متداولہ میں سے خاص طور پر فن فقہ وحدیث میں خصوصی ملکہ اور مہارت حاصل ہے اور اس وقت جامعہ نعیمیہ میں شیخ الحدیث والفقہ کے ساتھ ساتھ رئیس شعبہ افتاء کے منصب پر بھی فائز ہیں۔

جناب ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب نے "شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم" کے نام سے ایک کتابچہ تحریر کیا۔ اس کو اوّل تا آخر تک دیکھنے کا موقع ملا' عنوان میں اگرچہ "شدید غصہ" کے الفاظ کا ذکر ہے لیکن رسالہ میں عمومی طور پر جس طرح بحث کی گئی ہے اس میں لفظ "شدید" کی شدت تو پس منظر میں چلی گئی اور قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ غصہ میں طلاق ہی نہیں ہوتی۔ جس کی وجہ لفظ "اغلاق" کے معروف' مشہور اور راجح معنیٰ کو ترک کرتے ہوئے غیر راجح معنیٰ کو لینا ہے۔ اور اسی طرح طلاق دہندہ میں جنونی کیفیت کو غصہ کی ہر صورت میں پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کچھ اسی قسم کی صورت حال "مرفوع القلم ، المخطی ، المعتوہ ، المجنون ، الغافل ، الغضبان ، المدھوش ، مغلوب العقل کی ذکر کردہ تعریفات میں بھی نظر آتی ہے جس سے یہ تاثر بھی پیدا ہوتا ہے کہ خوانخواہ اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے صریح اور مرادی معانی کو ترک کر کے ضعیف اقوال کا سہارا لیا گیا ہے۔

جبکہ حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلیم سیالوی صاحب نے مذکورہ الفاظ کے معانی

کے علاوہ غضب، برسم، عتہ (المعتوہ) صداع، اغماء، دھش (مدھوش)،
جد ، ھزل اور خاص طور پر اغلاق کے اصل اور قابل ترجیح معانی ہی کو لیا ہے تا کہ ان
الفاظ کے اصل مصداقات میں کسی قسم کی غلطی واقع نہ ہو اور اہل فن ولغت کے نزدیک جو
راجح معنی مراد لیئے گئے ہیں ان کو اپنے مصداق پر ہی رہنے دیا جائے اور فقہی مسئلہ واضح
ہو کر قارئین کے سامنے آجائے۔

نیز ڈاکٹر علامہ قادری صاحب نے انسانی نفسیاتی کمزوریوں کو پیش نظر رکھ کر
انسانی ہمدردی کا سہارا اور معصوم بچوں کے مستقبل کا حوالہ دیتے ہوئے قاری کے ذہن
میں ایسا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ غصہ میں طلاق دینے والے ''ظالم'' کو تو کچھ
نہ کہا جائے بلکہ اسے ''مظلوم'' بنا کر پیش کیا گیا ہے تا کہ اس سے ہمدردی پیدا ہو اور اس
نے طلاق دے کر جو عرش الٰہی کو ہلا کر رکھ دیا اس پر اسے کچھ نہ کہا جائے اور نہ شرعی حکم لگایا
جائے۔

جناب ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب نے اپنے کتابچہ میں احادیث کی
142 کتب میں سے صرف 5 کتب ''سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، مسند احمد بن حنبل، صحیح
بخاری اور المستدرک میں مذکور 5 احادیث کو بطور دلیل پیش کیا ہے، جن میں لفظ ''اغلاق''
آیا ہے۔ لیکن ان احادیث میں سے کسی بھی صاحب کتاب نے اپنی کتاب میں ''اغلاق''
کے معنی کو بیان نہیں کیا البتہ ابوداؤد نے اپنی سنن میں ''اغلاق'' کے معنی کے بارے میں کہا
کہ میرے ظن (گمان) کے مطابق ''اغلاق'' کا معنی ''غصہ'' ہے یعنی اغلاق کے معنی غصہ
کو پھر بھی یقین کے ساتھ متعین نہیں کیا بلکہ قریب الیقین کے ساتھ بیان کیا اہل لغت
بخوبی جانتے ہیں کہ ظن یقین کو نہیں بلکہ قریب الیقین کو کہتے ہیں اور یقین اور قریب الیقین
میں جو فرق ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں۔ جب خود صاحب سنن ابی داؤد بھی تیقن کے ساتھ
[illegible] معلوم متعین [illegible] ڈاکٹر صاحب غصہ کے معنی کو بطور استدلال کیوں کر

پیش کر رہے ہیں؟

تینوں آئمہ کرام، امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم ایک
طرف شدید غصہ میں دی گئی طلاق کو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف امام احمد بن حنبل
کے ماننے والوں میں صرف متاخرین فقہاء میں ابن قیم، ابن قدامہ اور ابن قتیبہ شدید
غصہ میں طلاق کو مؤثر نہیں مانتے تو کیا جمہور آئمہ اسلام کے متفقہ مؤقف سے انحراف
کرتے ہوئے مرجوح اور غیر راجح اقوال پر فتویٰ دینے کی اساس قائم کرنے کی کوشش
میں جو مفسدات اور معاشرتی و خاندانی بدکاریاں سامنے آتی ہیں، دیدہ دانستہ طور پر انہیں
فروغ دینے اور غلط طور پر فقہی جواز مہیا کرنے کی مذموم کوشش نہیں تو اور کیا ہے؟۔ علامہ
سیالوی صاحب نے ان مفسدات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جہاں سیر حاصل بحث کی ہے اور
ڈاکٹر صاحب کے کتابچہ پر صفحہ بہ صفحہ تبصرہ کے حوالے سے علمی و تحقیقی گرفت فرمائی ہے
وہاں ان اصول، ضوابط و قواعد کو بھی بالتفصیل ذکر کیا ہے جو فتویٰ دیتے وقت ایک مفتی
کیلئے ضروری ہیں تا کہ درست اور صحیح شرعی فتویٰ جاری کیا جا سکے۔

حضرت علامہ سیالوی صاحب نے کتاب وسنت اور اقوال فقہاء وعلماء اہل
سنت کی آراء کی روشنی میں غصہ کی طلاق کے واقع ہونے کو نہایت علمی و تحقیقی انداز میں
پیش کیا ہے خاص طور پر جناب ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب نے سنن ابی داؤد کی''
اغلاق'' والی جس حدیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے جرح وتعدیل کی روشنی میں پوری
تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی پیش کردہ حدیث سند کے اعتبار سے
بھی خود ضعیف ہے اور ضعیف حدیث سے نہ احکام فقہ ثابت ہوتے۔ اور نہ کیے جا سکتے
ہیں۔ نیز ''اغلاق'' کی آڑ میں بیک وقت تین طلاق دینے کی حوصلہ شکنی کی بجائے حوصلہ
افزائی کی گئی ہے جس سے بیک وقت تین طلاق کے واقعات کو اور فروغ ملے گا۔ جو
بہر حال مناسب نہیں ہے۔

دوسرے امام کے قول پر تو اس وقت عمل کرنے کا جواز پیدا ہوتا ہے جب اپنے امام کا قول ہی نہ پایا جائے لیکن اپنے مقتداء امام کے قول کے ہوتے ہوئے اس سے انحراف کرنے کی پیروی کو ہوائے نفس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جاسکتا طلاق واقع ہونے کے شرعی حکم کے خلاف آسانیاں مہیا کرنے کے دعویٰ کے نتیجہ میں جو معاشرہ تشکیل پائے گا وہ بے راہ روی، نفس پرستی، اخلاقی بدکاریوں کی آماجگاہ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا اور یورپی معاشرہ اسی قسم کی آسانیاں مہیا کرنے کے نتیجے میں ننگ، انسانیت بنا ہوا ہے۔ڈاکٹر صاحب چاہتے ہیں پاکستانی معاشرہ بھی روشن خیالی میں یورپ سے کہیں پیچھے نہ رہ جائے۔

علامہ مفتی عبدالعلیم سیالوی صاحب نے فن فقاہت ولغت کی مایہ ناز علمی اور مقتدا آئمہ شخصیات کے اقوال سے اور اپنی کتاب کو مضبوط دلائل سے مزین کیا ہے مثلا علامہ بدرالدین ال عینی، علامہ ابن حجر العسقلانی، علامہ کاسانی، ملا علی القاری، علامہ ابن عابدین، کمال الدین ابن ہمام شمس الآئمہ السرخسی فخرالاسلام البزدوی، ابن مرابط، برہان الدین علی المرغینانی، علاؤالدین حصکفی، عبداللہ بن احمد النسفی، مجدد مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی وغیرہم

اس کے ساتھ ساتھ اپنے مؤقف کو فقہ ولغت کی انتہائی اہم اور بنیادی واساسی کتب کے حوالوں سے آراستہ کیا ہے۔جس سے رسالہ کی قدر و قیمت واہمیت دو چند ہوگئی ہے۔مثلا ردالمحتار علی درالمختار، فتاوی خیریہ، بدائع الصنائع، تہذیب التہذیب، بحرالرائق، الھدایہ، البنایہ، الاشباہ والنظائر، فتاوی عالمگیری، فتح القدیر، مجمع بحارالانوار، نامی مع الحسامی، القواعد الفقہ، شرح ابن جوزی، فتح الباری، عمدۃ القاری، بذل المجھود فی حل ابی داؤد، فتح الملک المعبود، المبسوط، فتاویٰ قاضی خان، مجمع الزوائد، رسائل ابن عابدین، فتاوی رضویہ، المنجد، منتھی الارب، لسان العرب، مجمع الغرائب، المفردات وغیرہ وغیرہ

حضرت استاذ الاساتذہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب نے ”غصہ میں دی

گئی طلاق ہو جاتی ہے“ کے عنوان پر قلم اٹھا کر ایک بڑے فتنے کو پروان چڑھنے سے روکنے کی سعی جمیلہ کی ہے جو وقت کی اہم ضرورت ہے۔

محمد سرفراز نعیمی

جامعہ نعیمیہ، لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی انور القادری صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

جہلاء سے تو یہ حیلہ بدکئی دفعہ سننے کو ملا کہ ''اس نے طلاق غصہ میں دی تھی'' مگر کسی عالم کی طرف سے جو حنفی مقلد ہونے کا مدعی ہو ایسی بات کہ وہ غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق کے عدم وقوع کا فتویٰ دے بلکہ سائل کو ایسے حیلہ کی ترغیب دے جو شیطانی دروازہ کھول دے پہلی دفعہ اتفاق ہوا۔ مزید یہ کہ یہ حضرت پمفلٹ اور کتاب کے ذریعہ اپنے اس فعل کی تشہیر بھی فرما رہے ہیں جیسے کوئی بہت بڑی دینی خدمت سرانجام دی ہو۔ حرام سے بچانے کی سعی ہوتی تو کوئی بات تھی حرام میں ڈالنا کونسی دینی خدمت ہے جس کی تشہیر کی جارہی ہے۔

خوشی کی حالت میں طلاق کوئی نہیں دیتا، عموماً طلاق شدید غصہ کی حالت میں ہی دی جاتی ہے۔ شرعاً درستی وعقل شرط طلاق ہے اور اختلال عقل مانع طلاق ہے۔ غصہ اختلال عقل کے اسباب میں سے ایک سبب تو ہوسکتا ہے لیکن فی نفسہ منافی طلاق نہیں بلکہ ارادہ طلاق کی علامت ہے۔ آئمہ دین متین نے تو غصہ کو دلیل طلاق قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ کلمات کنایہ جو رد وسب کی صلاحیت نہیں رکھتے اور طلاق کی صلاحیت رکھتے ہیں غصے کی حالت میں طلاق ہیں اگرچہ وہ شخص نیت طلاق کا صریح انکار کرے۔

استاذ محترم، فخر المدرسین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالعلیم صاحب سیالوی دامت برکاتہم شیخ الحدیث والفقہ جامعہ غوثیہ رضویہ وجامعہ نعیمیہ جو کہ ردّ ابطال میں بہت سخت اور علمی دنیا میں ایک جانا پہچانا باوقار نام ہے۔ آپ نے غصہ میں دی گئی طلاق کے

عدم وقوع کے فتویٰ کا جس طرح مہذب انداز میں پوسٹ مارٹم فرمایا ہے اور وقوع طلاق پر احناف کی معتبر کتابوں سے دلیلیں نقل فرمائی ہیں آپ کی یہ کوشش نہایت قابل تحسین اور بروقت ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت استاذ محترم کی اس خدمت کو قبول فرماتے ہوئے انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور حضرت مولانا مفتی غلام سرور صاحب کو بھی بزرگوں کا طریقہ پیش نظر رکھتے ہوئے حق کو قبول کرنے کی توفیق بخشے اور اس بات کو ناک کا مسئلہ بنانے یا حکمران وقت کی روشن خیالی کا حصہ دار بننے سے بچائے۔ آمین

محمد انور القادری

20/12/2006

تقریظ

حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین چشتی گولڑوی صاحب

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

نرفع درجٰت من نشآء وفوق کل ذی علم علیم

(یوسف ۱۲ آیت ۷۶)

ترجمہ: ہم جس کو چاہتے ہیں درجات کی بلندی عطا فرماتے ہیں (مخلوق میں) ہر علم والے سے بڑھ کر علم والا ہے۔

آج طباعت واشاعت کی بھرمار اور برقی ذرائع ابلاغ کی تیز رفتاری اور بہتات کے باوجود لوگوں کی اکثریت دینی مسائل سے ناواقف ہے وہ حلال وحرام کے درمیان تمیز نہیں کر سکتے دینی تعلیمات سے دوری اور شرعی مسائل سے لاعلمی کی بناء پر وہ ناجائز اور حرام کاموں کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور بعض اوقات انہیں اپنے کیے پر ندامت اور پشیمانی بھی ہوتی ہے۔ انہی مسائل میں سے ایک طلاق کا مسئلہ بھی ہے۔ نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک مقدس رشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے ذریعہ مشروع فرمایا اور اسے انسانوں کیلئے محبوب ومرغوب بنایا، خاوند اور بیوی دونوں کی انتہائی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ وہ اس مقدس رشتے کو زندگی بھر ٹوٹنے نہ دیں کیونکہ نکاح کا قائم دائم رہنا خیر وبرکت کا باعث ہوتا ہے۔ جس سے الفت اور محبت بڑھتی ہے اور خاندانوں کے باہمی تعلقات مضبوط اور مستحکم ہوتے ہیں جبکہ طلاق سے بے شمار فسادات

اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لیے طلاق کو شرعاً ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر کسی مرد اور عورت کا میاں بیوی کی حیثیت سے اس بندھن میں بندھے رہنا اور رشتہ ازدواج کو باقی اور قائم رکھنا ممکن نہ رہے تو پھر انہیں خوب سوچ سمجھ کر ٹھنڈے دل ودماغ سے طلاق دینے کا فیصلہ کرنا چاہئے اور ایسے خدا ترس اور اہل دانش رشتہ داروں سے صلاح مشورہ کرنے کے بعد ہی طلاق ایسے نازک مسئلہ کا اقدام کرنا چاہئے۔ پھر اگر یہی فیصلہ ہو کہ دونوں کے درمیان تفریق کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو صرف ایک طلاق دینی چاہئے تین طلاقیں ہرگز نہ دے۔ تاکہ گنہگار بھی نہ ہو اور بغیر حلالہ کے واپسی کا راستہ بھی مسدود نہ ہو مگر اب معاشرے میں طلاق کو ایک کھیل تماشا بنا لیا گیا ہے جیسا کہ سامنے کی بات ہے کہ لوگ طلاق دینے میں اتنے جلد باز اور جذباتی واقع ہوئے ہیں کہ ذرا سی بات پر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اور جذباتی ہو کر غصہ سے بپھر جاتے ہیں۔ اور تڑاک تڑاک کرکے ایک ہی سانس میں طلاق طلاق طلاق کی رٹ لگا دیتے ہیں اور بیک وقت تین طلاقیں دیکر سارا حساب ہی بے باق کر دیتے ہیں،

اگرچہ فوراً ہی بعد جب دیکھتے ہیں کہ ساق ٹوٹ گیا ہے ہاتھ سے باگ چھوٹ گئی باغ اجڑ گیا تو کچھ نہ باقی رہنے پر باکی (رونے والے) ہو جاتے ہیں۔

اور پھر پریشانی کے عالم میں کسی ایسے فرشتہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے ہیں جو تین طلاقوں کو ایک (یعنی تھری کو ون) بنانے کا گر جانتا ہو اور غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق کو طلاق ہی نہ مانتا ہو یعنی ''وہ گفتگو کو بات نہیں کہتا...........وہ ملنے کو ملاقات نہیں کہتا'' قسم کا عالم ہو۔

یہ تمہید میں نے اس لیے باندھی ہے کہ چند دن پہلے استاذی المکرم شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے راقم الحروف کو ایک کمپوز شدہ غیر مطبوعہ کتاب کی فوٹو کاپی عنایت کی اور ساتھ ہی حکم فرمایا کہ

اسے پڑھو اور پھر اپنا تاثر لکھو یہ کتاب جس کا عربی میں نام "اشد غضب علی من قال لا طلاق فی الغضب " اور اردو میں نام ہے "غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے" در اصل یہ کتاب شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے حضرت پیر طریقت ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب "شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم" (جو ایک سو چھتیس ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اسے عمدۃ البیان پبلشرز (رجسٹرڈ) لاہور نے مارچ 2006ء کو چھاپا ہے) کے رد میں لکھی ہے۔

مفتی غلام سرور قادری صاحب نے اپنی اس کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ اس سے ننھے منھے معصوم بچوں کی زندگی خراب ہو جاتی ہے وہ اپنے ابو کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں۔ تو ماں بھی انہیں روتا دیکھ کر اور پریشانی ہو جاتی ہے پیش لفظ میں تو یہ رقم فرمایا اور پس لفظ میں (یعنی کتاب کے اختتام) پر تحریر فرماتے ہیں:

> "ہماری اس تحقیق سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ایسے پریشان لوگ ان لوگوں کے پاس جانے سے بچ جائیں گے جو تین طلاقوں کو ایک قرار دیتے ہیں مگر ان کے عقائد صحیح نہیں ہیں"

جبکہ اس کے برخلاف شیخ الحدیث مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ "غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے" جیسا کہ حضرت صاحب اپنی کتاب کے صفحہ نمبر 36 پر خود لکھتے ہیں (مؤلف کا غصہ میں دی گئی طلاق میں مؤقف)

میرا مؤقف یہ ہے کہ:

غصہ میں دی گئی طلاق خواہ عام غضب کی حالت ہو یا اشد غضب، ہر صورت میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے۔

شوہر کی دی گئی طلاق تبھی نہ ہوگی۔

☆ جب شوہر دیوانہ ہو۔

☆ یا سو رہا ہو۔

☆ یا بچہ (نابالغ) ہو۔

آگے لکھتے ہیں:

اپنے اس مؤقف و دعوی کو ہم کتاب و سنت اور اقوال فقہا اور تائید علمائے اہل سنت سے مزین کرنے کے بعد مفتی لاہوری (غلام سرور قادری) صاحب کی لکھی گئی کتاب کے استدلال کی تردید اور کذب بیانی و خیانت کو آشکارا کریں گے انشاءاللہ تعالی۔

معزز قارئین!

کتاب پر تبصرہ اور اپنا تاثر لکھنے سے قبل خیال آیا کہ حضرت مفتی غلام سرور قادری صاحب کی کتاب بھی دیکھ لی جائے چنانچہ جامعہ نعیمیہ کی لائبریری سے کتاب حاصل کی جس پر (ھدیہ برائے لائبریری جامعہ نعیمیہ لاہور از ڈاکٹر غلام سرور صاحب قادری کی مہر اور 10-05-2006 تاریخ تحریر ہے)

آپ لکھتے ہیں:۔

> "شدید غصہ کی طلاق کے بارے میں پاکستان بھر سے" بلکہ غیر ممالک سے بھی فتوی کے لیے سوال آتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان اچانک جھگڑا ہو جاتا ہے خاوند شدید غصہ میں آکر طلاق دے بیٹھتا ہے۔۔۔۔۔۔ بیوی روتی ہوئی میکے چلی جاتی ہے۔ وہاں ایک کہرام مچ جاتا ہے کہ کیا ہو گیا ادھر سے خاوند گھر خالی پا کر اور اپنے معصوم اور چاند سے ننھے منھے بچوں کا خیال کر کے سراپا غم افسوس ہو کر اپنی نادانی اور ناعاقبت اندیشی (عاقبت نااندیشی) پر رونے پیٹنے لگتا ہے ایسی صورت میں عام علماء کرام فتوی دے دیتے ہیں کہ تمھارے

درمیان نکاح ٹوٹ چکا ہے اب حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکے گا۔اس جواب سے میاں بیوی پر مزید مشکلات ڈال دی جاتی ہے جس سے انکی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اور ساتھ ہی معصوم بچوں کی زندگی خراب ہو جاتی ہے وہ اپنے ابو کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں تو ماں بھی انہیں روتا دیکھ کر اور پریشان ہو جاتی ہے۔

حالانکہ قرآن وسنت وفقہ اور بالخصوص فقہ حنفی میں اس طرح کے شدید غصہ میں طلاق نہیں ہوتی بلکہ نکاح بدستور قائم رہتا ہے راقم نے اس سلسلے میں ضرورت محسوس کی کہ یہ تحقیق ایک کتابی شکل میں معرض وجود میں آنی چاہیے تاکہ ایسے علماء کرام جو تحقیق کے طلبگار اور "تقلید محض" سے بیزار ہیں مستفید ہوں اور وکلاء و ججز حضرات بھی اس سے استفادہ کر سکیں بلاشبہ یہ کتاب اس دور کا ایک "تجدیدی کارنامہ" ہے جس سے بے شمار اجڑتے ہوئے گھرانے اجڑنے اور برباد ہونے سے محفوظ ہو جائیں گے (ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری مہتمم وخادم الحدیث والتفسیر والفقہ جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور)

تبصرہ:

حضرت قبلہ عالم غلام سرور قادری مدظلہ العالی کی تحقیق جسے آپ نے اس دور کا تجدیدی کارنامہ قرار دیا ہے اس کتاب کی تا ثریا یعنی رفعت کی طرف جاتی چھدار بل کھاتی قامت زیبا کو تو پھر دیکھیں گے پہلے اس کے خوبصورت پاؤں (خشت اول) پر ایک نظر ڈال لیجئے تو

ملاحظہ فرمائیے کہ:

قامت زیبا مسئلہ کی تحقیق میں کس طرح مغالطے (FALLACIES) سے مطلب برآری کرتے ہیں مغالطے کی متعدد اقسام میں سے بطور نمونہ (مغالطہ نتیجہ غیر متعلق) جس کی پھر آگے متعدد صورتیں ہوتی ہیں ان میں سے ایک صورت جس کو زیر

بحث مسئلہ (غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی) میں حضرت مفتی صاحب نے استعمال فرمایا اور برتا ہے وہ ہے "دلیل رحم" ARGUMENTUM AD MISEICORDIAM کو پیش فرمانا منطق استخراجیہ مصنفہ کرامت حسین میں لکھا گیا ہے۔

دلیل رحم:

مغالطہ نتیجہ غیر متعلق کی وہ قسم ہے جس میں کسی شخص کے متعلق یہ ثابت کرنے کے بجائے کہ وہ بے گناہ ہے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کی "حالت قابل رحم ہے" (جیسا کہ حضرت مفتی صاحب نے بچوں کا رونا رویا ہے) اگر ایک طالبعلم جس پر کمرہ امتحان میں نقل کرنے کا شبہ ہو نگران سے یہ کہے کہ اگر اس کو کمرہ امتحان سے نکال دیا گیا تو اس کی زندگی تباہ ہو جائے گی تو یہ دلیل رحم ہو گی۔۔۔۔۔۔۔جب سقراط پر مقدمہ چلایا گیا تھا تو سقراط سے یہ کہا گیا تھا کہ اگر اس کی بیوی اور بچے عدالت میں حاضر ہو کر ججوں کے سامنے گریہ زاری اور رحم کی درخواست کریں تو اسے رہا کر دیا جائے گا۔لیکن سقراط نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔اس نے یہ کہا کہ "دلیل رحم" کی بجائے مجھے یہ دلیل دینی چاہیے کہ میں بے گناہ ہوں۔

نوٹ:۔

نیز اگر "دلیل رحم" کو مان لیا جائے تو پھر مفتی صاحب کے فتاویٰ کے مطابق قصاص میں کسی قاتل کو شادی شدہ زانیہ اور زانی کو، ڈاکو اور مرتد کسی کو بھی سزا نہیں ملنی چاہیے کیونکہ ننھے منھے بچوں کی زندگی اس سے خراب ہو گی بلکہ طلاق کی صورت میں تو پھر ابو جان زندہ رہتے ہیں ان ساری صورتوں میں تو ان کی زندگی ہی باقی نہیں رہتی ان مجرموں کو بدرجہ اولیٰ پھر سزا نہیں ہونی چاہیے اور اس طرح تو پھر تمام حدود پر پانی نہیں پھر جائے گا کیا؟

حدیث شریف میں ہے

''حشر کے روز ایک حاکم کو پیش کیا جائے گا جس نے حد جاری کرتے وقت ایک کوڑا کم لگایا تھا اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ وہ کہے گا تیرے بندے پر رحم کرنے کے لیے ارشاد ہوگا تو ہم سے زیادہ رحیم ہے؟ پھر حکم ہوگا اسے جہنم میں ڈال دو''

(تفسیر کبیر، ج:۶، ص:۲۳۵)

(بحوالہ شرح صحیح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی)

دوسرا مغالطہ:

خلط مبحث:

مفتی غلام سرور صاحب نے اپنی کتاب ''غصہ میں دی گئی طلاق کا شرعی حکم'' کے پیش لفظ میں یہ دعویٰ فرمایا تھا کہ:

''قرآن وسنت وفقہ اور بالخصوص فقہ حنفی میں اس طرح کے شدید غصہ میں طلاق نہیں ہوتی بلکہ نکاح بدستور قائم رہتا ہے''

حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا واقع ہونا احناف کا مذہب ہے ہی نہیں خالصتاً حنبلیوں کا مذہب ہے جو ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم حنبلی نے غصہ کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ایک درجہ کے غصہ میں طلاق ہو جاتی ہے اور دوسرے اور تیسرے درجے کے غصہ کی حالت میں طلاق واقع نہیں ہوتی۔'' جسے مفتی غلام سرور صاحب نے تزویر سے کام لیتے ہوئے حنفیوں کا مذہب لکھ ڈالا ہے''

حضرت مفتی صاحب نے علماء، فقہاء اور محدثین کو جنہوں نے فقہی مسائل اور احادیث کی تحقیق کے لیے سخت اصول وضع کر رکھے ہیں اور احادیث کی چھان بین کے

لئے انہوں نے متن اور اسناد کی صحت کو پرکھنے کے لیے کڑی شرائط عائد کر رکھی ہیں انہیں مشورہ دیا ہے کہ وہ صوفی بن جائیں آپ لکھتے ہیں:

''عالم کے لئے صوفی ہونا ضروری ہے۔ نیز آپ لکھتے ہیں علماء و مفتیان کرام سے درخواست ہے کہ وہ فقہی مسائل میں روایتی فقہی تشدد ترک کر کے اپنے فقہی مزاج میں تصوف کی آمیزش کر کے فقیہ محض کی بجائے فقیہ صوفی بنیں''

تبصرہ:

مولانا محمد انور شاہ کشمیری العرف الشذی شرح سنن الترمذی ج ۱ ص ۲۶ پر محدث ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

قال ابن الجوزی ''اذا قال وقع فی الاسناد صوفی فاغسل یدیک منہ فانھم یقولون :

ظنو بالمومنین خیراً، ولا یطلبون حقیقۃ الحال

وقال ابن معین: رحمہ اللہ تعالیٰ صوفیوں کے متعلق لکھتے ہیں

نتکلم فی الذین غزوا خیامھم فی الجنۃ قبلنا بمائتین.

اور شرعی سزاؤں کے بغیر تو جرائم فروغ پاتے ہیں لیکن حضرت مفتی صاحب ''صوفی ازم'' کے پرچارک ہیں اور آپ گویا مشورہ دے رہے ہیں کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (الحدیث)

میں جو (اشد) کی بات ہے اس کو صوفیت کی آمیزش کر کے ارفق اور ''الین'' میں بدلنے کی ضرورت ہے کیونکہ صوفیاء کا مسلک یہ رہا ہے

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

تراکے میسر شود ایں مقام
کہ بادوستانت خلاف است وجنگ

حضرت مفتی غلام سرور صاحب علماء وفقہاء کو سخت مزاج قرار دے رہے اور انہیں صوفی ازم پر چلنے چلانے کا کہہ رہے ہیں اور یہ ترغیب دے رہے ہیں اکبرالہٰ آبادی کو بھی کسی ایسے ہی صوفی مفتی نے مشورہ دیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ

مغوی کو برات کہو ترغیب ہے یہ
میں کس سے کہوں بنس کی ترغیب ہے یہ
شیطان کو رجیم کہہ دیا تھا ایک دن
اک شور اٹھا ،خلاف تہذیب ہے یہ

علامہ سیالوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے درست لکھا ہے کہ:

دینی امور میں آسانی تو تبدیلی کے مترادف ہے اور شارع کے بغیر کوئی بھی اس کا حق نہیں رکھتا پھر یہ کہ "جب تک جرم پر سزا کا تصور نہ ہوگا جرائم فروغ پائیں گے۔

حضرت سیالوی صاحب دامت برکاتہ العالیہ اپنی کتاب "غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی ہے" کے ص ۱۲۶ میں ایک عجیب وغریب انکشاف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مفتی صاحب لاہوری (مفتی غلام سرور قادری) نے ایک سوال نامہ چھپوا رکھا ہے جب کوئی شخص طلاق دینے کے بعد مفتی صاحب کی خدمت میں فتوی لینے کی غرض سے آتا ہے تو حضرت صاحب اس سائل سے اس کے کوائف دریافت فرماتے ہیں اور پھر وہ چھپا ہوا فارم اسے دیکر ارشاد فرماتے ہیں تم اسے فل (پُر) کردو ہم تمہیں لکھ دیں گے کہ طلاق نہیں ہوئی سوال نامہ دیکھا گیا تو یقین مزید پختہ ہوا کہ مفتی صاحب ماجن آنے والے سائل کو حیلہ بازی سکھانے والے اور خواہشات کے بندے اور، بدی کی راہیں کھولنے والے ہیں۔

حالانکہ درمختار میں یہ صراحت سے لکھا ہوا ہے کہ:۔

یجب علی المفتی ان یجیبہ بکل مایسئلونہ مفتی پر لوگوں کے سوال کے مطابق جواب دینا واجب ہے (اپنی طرف سے انکو حیلے اور تدبیریں سکھانا جائز نہیں)

صاحب ردالمحتار لکھتے ہیں:

مفتی پر یہ بھی لازم ہے کہ سائل سے واقعہ کی تحقیق کرے اپنی طرف سے شقوق نکال کر سائل کے سامنے بیان نہ کرے مثلاً یہ صورت ہے تو یہ حکم ہے اور یہ ہے تو یہ حکم ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو صورت سائل کے موافق ہوتی ہے اسے اختیار کر لیتا ہے۔ اور گواہوں سے ثابت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو گواہ بھی بنالیتا ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ نزاعی معاملات میں اسوقت فتوی دے جب فریقین کو طلب کرے اور ہر ایک کا بیان دوسرے کی موجودگی میں لے اور جس کے ساتھ حق دیکھے اسے فتوی دے دوسرے کو نہ دے۔ (ردالمحتار)

نیز لکھتے ہیں:

مفتی کو بیدار مغز ہوشیار ہونا چاہیے غفلت برتنا اس کے لیے درست نہیں کیونکہ اس زمانہ میں اکثر حیلہ سازی اور ترکیبوں سے واقعات کی صورت بدل کر فتوی حاصل کر لیتے ہیں کہ فلاں مفتی نے مجھے فتوی دے دیا ہے محض فتوی ہاتھ میں ہوناہی اپنی کامیابی تصور کرتے ہیں بلکہ مخالف پر اس کی وجہ سے غالب آجاتے ہیں اس کو کون دیکھے کہ واقعہ کیا تھا اور اس نے سوال میں کیا ظاہر کیا۔

(ردالمحتار) بحوالہ بہار شریعت ج ۱۲ ص: ۵۳)

حضرت مفتی غلام سرور قادری صاحب مدظلہ العالی نے اپنی کتاب "

ایک "تجدیدی کارنامہ" لکھا ہے۔ ہمارے خیال میں مفتی صاحب کا یہ کارنامہ تجدیدی نہیں "تج دیدہ" ہے کیونکہ آپ کی اس جدید تحقیق نے اپنے امام، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لحاظ و دید، تقلید امام، اصول شرع، اجماع فقہاء اور اہل علم کے دل اور دیدہ سب کچھ کو تج دیا ہے اس لیے اس کارنامہ کو تجدیدی کے بجائے تج دیدہ قرار دیا جائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

گستاخی معاف!

ویسے بھی مفتی صاحب کی اس تحقیق جدید پر مشتمل کتاب کو اگر کوئی معترض یا آپ کا کوئی تلمیذ رشید اس دور کا تجدیدی کارنامہ لکھتا تو حضرت مفتی صاحب کی شان علم اور آپ کے وقار کے بھی مطابق ہوتا خود اپنے ہی قلم سے اپنی تحقیق کو تجدیدی کارنامہ لکھنا ایک عالم، صوفی، مجتہد اور مجدد کو جچتا نہیں ہے کیونکہ ابو الطیب احمد بن حسین جعفی الکندی المقتول ۳۵۴ھ نے کہا تھا۔

علی قدر اہل العزم تاتی العزائم
وتاتی علی قدر الکرام المکارم
وتعظم فی عین الصغیر صغارھا
وتصغر فی عین العظیم العظائم

(دیوان المتنبی قافیہ المیم)

معزز قارئین!

راقم نے شروع میں قرآن مجید کی جو آیت کریمہ لکھی ہے اس سے مقصود دونوں مفتیان کرام دامت برکاتہم العالیہ کی سوانح حیات پر روشنی ڈالنا ہے۔ گویا میں نے دونوں حضرات کا علم و فضل اور تقویٰ دیانت کے لحاظ سے تعارف لکھا ہے۔

اگر در خانہ کس است یک حرف بس است

ہمارے نزدیک دونوں مفتی صاحبان دامت برکاتہم العالیہ صاحب رائے ہیں
فرق اتنا ہے کہ حضرت پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور صاحب اس زیر بحث مسئلہ غصہ میں دی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ میں ہمارے نزدیک صاحب الرائے ہیں صاحب الرائے نہیں جبکہ مفتی محمد عبد العلیم سیالوی صاحب اس مسئلہ میں صاحب الرائے بھی ہیں اور صائب الرائے بھی۔

اب آخر میں میں گزارش کروں گا کہ یہ کتاب عوام اور خواص دونوں کے لیے نہایت مفید ہے عوام کے لیے اس کتاب کا پڑھنا اس لیے ضروری ہے کہ اس سے حلال و حرام میں انہیں فرق معلوم ہوگا۔

اور اہل علم اور ہمارے نو آموز مفتیان کرام کے لیے اس لیے کہ اس میں ضمناً بہت ساری اصولی ابحاث آگئی ہیں جو افتاء کے منصب پر فائز حضرات کے لیے نہایت مفید ہیں اور بہت ضروری ہیں اسی طرح میں بالخصوص اصول تفسیر، اصول حدیث اور اصول فقہ اور یوں ہی فن مناظرہ اور منطق پڑھنے والے طالبعلموں کو مشورہ دوں گا کہ وہ ضرور اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں ان کے لیے نہایت مفید اور کارآمد معلومات کا ذخیرہ ہے۔

واللہ اعلم بالصواب
فقط والسلام مع الاکرام
غلام نصیر الدین جامعہ نعیمیہ لاہور
۱۱-۱-۲۰۰۷

تقریظ

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمع

مجھے حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی دامت برکاتہم العالیہ
الحدیث والفقہ جامعہ نعیمیہ، لاہور کی تازہ تصنیف ''غصہ میں دی گئی طلاق ہو جاتی
کے اکثر و بیشتر حصے کے مطالعہ کا موقع ملا راقم نے اسے آئمہ احناف کے مذہب کے م
پایا، مفتی صاحب نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے، مولائے کریم انہیں جزائے خیر
فرمائے صفحہ نمبر 84 پر مفتی صاحب نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا فتویٰ نقل کیا
جس میں انہوں نے فرمایا کہ غضب (غصہ) اگر واقعی اس درجہ شدت پر ہو کہ حدِّ
تک پہنچا دے تو طلاق نہ ہوگی

اور یہ غضب (غصہ) اس شدت پر تھا

(۱) یا تو گواہانِ عادل سے ثابت ہو

(۲) یا وہ اس کا دعویٰ کرے اور اس کی یہ حالت مشہور و معروف ہو تو قسم کے سا
اس کا قول مان لیں گے۔

ورنہ مجرد (محض) اس کا دعویٰ معتبر نہیں، یوں تو ہر شخص اس کا دعویٰ کرے
غصہ کی طلاق واقع نہ ہو، حالانکہ طلاق نہیں ہوتی مگر حالتِ غضب میں''

(فتاویٰ رضویہ ۴۲۹/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

محمد عبدالحکیم شرف قادری

لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مولانا حافظ امام علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث والفقہ حضرت مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی مدظلہ کی یہ کاوش ''ایسے
...ت میں'' جب کہ قرآن و حدیث کے احکام ابدیہ کو اتباع ہوائے نفس کی نذر کرنے کی
...لا حاصل کی جا رہی ہے'' قابلِ تحسین ہے آپ نے ''وقوع طلاق الثلاثہ فی
...سالۃ الغضب'' پر سیر حاصل بحث تحریر فرما کر امت مسلمہ میں پیدا ہونے والے بہت
...ے فتنے کے سامنے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کرنے کی سعی جمیلہ فرمائی ہے۔
بارگاہ ایزدی میں دست دراز ہیں کہ اللہ علیم و بصیر، حضرت مفتی اعظم کے علم
...عمل میں برکت فرمائے اور ان کا سایہ امت مسلمہ پر برھان حق کے طور پر تا دیر قائم دائم
...رکھے۔ آمین!

حافظ امام علی

جامعہ نعیمیہ

مفتی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیق صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد:

اف آج ہم اخلاقی تباہی کے کتنے بھیانک دور سے گذر رہے ہیں۔ شرافت تہذیب کا جنازہ اپنی آنکھوں کے سامنے اٹھتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔

کہنے کو تو آج کا دور ترقی یافتہ اور میڈیا کا دور ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کے حوالے سے جتنی جہالت آج موجود ہے اس سے پہلے نہ تھی۔ مسلمان ہونے کے باوجود لوگوں کو حرام وحلال کی تمیز ہے نہ اچھائی وبرائی میں فرق کرنے کا سلیقہ ہے۔

بلکہ آج کا مسلمان "العوام کالانعام" کا مصداق بن کر رہ گیا ہے۔ بقول شاعر:

کس قدر اندھیارے طے ہیں ہر درودیوار پر
روشنی کا قحط سا پڑنے لگا ہے شہر میں

دنیا جس تیزی سے بگڑ رہی ہے نہیں کہا جاسکتا کہ اگلے چند سالوں میں انسانیت کا یہ سسکتا ہوا قافلہ تباہی وبربادی کی کس مہلک منزل پر جاکر رکے گا گویا فتنوں کا ایک سیلاب امنڈ رہا ہے۔

اور اس میں رہی سہی کسر ان نام نہاد علماء ومفکرین نے نکال دی ہے جو سستی شہرت کی خاطر حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے اور امت کے اجتماعی مسائل میں اختلاف کی راہ اختیار کرکے امت میں انتشار وافتراق اور بگاڑ پر لگے ہوئے ہیں اور ا کا کو انجام دے کر وہ اپنے آپ کو بزعم خود دین اسلام کا خادم شمار کرتے ہیں۔

حضرت مولانا پیر طریقت ڈاکٹر مفتی غلام سرور قادری صاحب اس مذکورہ با

جماعت کے میر کارواں کا کردار ادا کرنے والوں میں سے ایک ہیں حضرت پیر طریقت ڈاکٹر صاحب موصوف نے 2006ء میں طلاق کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے "شدید غصہ کی طلاق کا شرعی حکم" جس میں انھوں نے ثابت کرنے کی ایک ناکام کوشش فرمائی ہے کہ حالت غصہ میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف نے مذکورہ موضوع پر قلم اٹھا کر اسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دی بلکہ اس پرفتن دور کے فتنوں میں مزید ایک فتنے کا اضافہ کردیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حضرت پیر طریقت ڈاکٹر صاحب موصوف باغ اسلام کی آبیاری کے لئے ایک مالی کا کام کرتے تاکہ ان کی اخروی نجات کا باعث بنتا لیکن کیا کہیں جب مالی اپنے ہاتھوں باغ کو آگ لگانے کا کام کرنے لگ جائے۔ بقول شاعر:

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر ہی کے چراغ سے

حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے مقلد ہونے کے دعویدار ہونے کے باوجود امام صاحب کی مخالفت کرکے اپنی قدوقامت میں اضافہ کرنے کی بجائے اپنی جگ ہنسائی کا سامان کیا ہے۔ بقول شاعر:

تو قدوقامت سے شخصیت کا اندازہ نہ کر
جتنے اونچے پیڑ تھے اتنا گھنا سایہ نہ تھا

مجھے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف کی کتاب "شدید غصہ کی حالت میں طلاق کا شرعی حکم" کا مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا دوران مطالعہ میں نے دیکھا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف نے حق کو چھپانے کی جان بوجھ کر کوشش فرمائی ہے۔ کیونکہ کہیں وہ صریح قرآن پاک کی آیات اور صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف حدیث کا سہارا لے کر حرام کو حلال بنانے کی کوشش فرماتے ہیں تو کہیں راجح اور معروف معنی کو چھوڑ کر متروک معنی کو لیتے ہیں

اور کہیں بچوں کی حالت زار پر ترس کھانے کے جذبے سے مغلوب ہو کر حرام کو حلال کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ جس سے عام قاری یہ تاثر لیتا ہے کہ غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق ہوتی ہی نہیں ہے۔ جو جمہور علمائے امت کے مؤقف کے خلاف ہے۔

قبلہ استاذی استاذ العلماء والفضلاء شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی دامت برکاتہم العالیہ اللہ آپ کو شادو آباد رکھے! آپ نے حضرت ڈاکٹر غلام سرور قادری صاحب کی کتاب کا علمی و تحقیقی رد فرما کر امت میں اٹھنے والے ایک فتنے کا سدباب کر کے جمہور علماء اسلام کی نمائندگی کا حق ادا کر دیا ہے اور بر وقت و برمحل امت کو اس سے خبردار کر کے اپنے دانا و بینا ہونے کا مکمل ثبوت فراہم فرمایا۔ بقول شاعر:

آنکھیں تو بے شمار دیکھیں لیکن
کم تھیں بخدا کہ جن کو بینا پایا

حافظ محمد شفیق

جامعہ غوثیہ رضویہ مین مارکیٹ گلبرگ لاہور

21/01/2007

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب

شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اسلام میں طلاق کو ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ جس طرح نکاح معاشرتی زندگی کو پرسکون بنانے کیلئے طلاق سے گریز کرنا اور نکاح کے ذریعے حاصل ہونے والے بندھن کو قائم رکھنا بھی لازمی ہے۔

لیکن اس کے باوجود جب طلاق دی جائے تو وقوع طلاق سے انکار نہیں کیا جا سکتا چاہے وہ طلاق بدعی ہی کیوں نہ ہو، حالتِ حیض میں طلاق دی جائے یا بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں شرعاً ناپسند ہونے کے باوجود ان صورتوں میں بھی طلاق ہو جاتی ہے۔

عوام الناس ایک طرف طلاق دینے کا شوق پورا کرتے ہیں یا اپنی انا کی تسکین کیلئے طلاق بلکہ تین طلاقیں دینا ضروری خیال کرتے ہیں تو دوسری طرف اس کے نتائج و ثمرات کو قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے اس لئے وہ حنفی اور مقلد ہونے کے باوجود غیر مقلدین سے فتویٰ لے لیتے ہیں اور یوں تین طلاقوں کو ایک طلاق قرار دے کر زندگی بھر حرام کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔

اسی طرح وہ مفتیان کرام کے پاس فتویٰ لینے کیلئے جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس بات کی وضاحت بھی کرتے ہیں کہ بس غصہ آ گیا تھا لہٰذا غصہ میں دی گئی یا کہتے ہیں کہ بیوی حاملہ تھی گویا عوام الناس غصے اور حمل کی آڑ میں طلاق کے اثرات سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب اگر ان کو یہ درس دے دیا جائے کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی تو ان کی سوچ ہو جائے گی لہٰذا جب غصہ آیا طلاق دے دی اور پھر کہہ دیا یہ طلاق نہیں ہوئی کیونکہ غصے میں طلاق دی ہے اور اس صورت میں کسی عالم کے پاس جانے کی ضرورت

قدیم وجدید علوم کی مثالی درسگاہ

جامعہ غوثیہ رضویہ میں [illegible] کی نمایاں خصوصیات

- ★ ماہر اساتذہ کرام کی زیر نگرانی درس نظامی کی تکمیل
- ★ شرعی مسائل کے حل کے لئے ماہر مفتیان کرام کی زیر نگرانی دارالافتاء
- ★ ریگولر میٹرک سائنس مضامین کے ساتھ
- ★ آئی کام، ایف اے، بی اے، کی ریگولر کلاسز
- ★ حفظ القرآن کے ساتھ سکول کی تعلیم
- ★ جدید سائنس و کمپیوٹر لیب
- ★ طلباء و اساتذہ کرام کے لئے فری میڈیکل سہولیات
- ★ عوام الناس کے لئے غوثیہ شفاخانہ سے مفت علاج معالجہ
- ★ طلباء کے لئے فری ہوسٹل، کتب، طعام و علاج معالجہ